مخزن الاسرار
و
سلطان الاوراد
مصنف
حضرت فقیر نور محمدؒ
صاحب سروری قادری کلاچوی
صلی اللہ علیہ وسلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مخزن الاسرار و سلطان الاوراد

حضرت فقیر نور محمدؒ

صاحب سروری قادری کلاچوی رحمۃ اللہ علیہ

نوری روحانی تحریک حلقہ کراچی

نام کتاب	مخزن الاسرار و سلطان الاوراد
مصنف	حضرت فقیر نور محمد سروری قادری کلاچوی علیہ الرحمہ
سن اشاعت	1 محرم الحرام ۱۴۳۲ھ بمطابق ۸ دسمبر ۲۰۱۰
کمپیوٹر کمپوزنگ	اللہ یار چانڈیو
تعداد	1100
ھدیہ	350 روپے

ملنے کا پتہ

فقیر عبدالحمید سروری قادری

نوری دربار کولاچی ڈیرہ اسمٰعیل خان

محمد صدیق کھیانی (ایڈوکیٹ ہائی کورٹ)

ناظم نوری روحانی تحریک حلقہ کراچی

3۔ میزانائن فلور ہملٹن کورٹ G-2 بلاک 7 کلفٹن کراچی۔ 75600

Ph : 021-35863443 Cell : 0300-2681263

E-mail: noori_roohani_tehrik@yahoo.com

noori.r.tehrik@gmail.com

تاریخ ....

ابتدائیہ

مخزن الاسرار کے گذشتہ ایڈیشنوں میں جو عبارتی اغلاط موجود تھیں۔ وہ حتیٰ الوسع درست کر دی گئی ہیں اور لکھائی بھی کمپوٹرائیزڈ کر دی گئی ہے۔اب یہ کتاب پہلے سے زیادہ خوش نما اور دیدہ زیب ہوگئی ہے۔

اس کے علاوہ اُن تمام عربی اور فارسی اشعار کا ترجمہ بھی شامل کر دیا گیا ہے جن کا اردو ترجمہ گذشتہ ایڈیشنوں میں موجود نہیں تھا۔اور قارئین کو عربی اور فارسی اشعار کو سمجھنے میں دقت پیش آتی تھی۔ خصوصاً حضرت قبلہ فقیر نور محمد صاحب سروری قادری رحمتہ اللہ علیہ کی حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کی شان میں کہی ہوئی بیش قیمت فارسی منقبت کا آسان اور خوبصورت اردو ترجمہ بھی شامل کر دیا گیا ہے۔جس سے کتاب پہلے سے زیادہ خصوصیات کی حامل ہوگئی ہے۔انشاءاللہ اب قارئین اسے پڑھ کر پہلے سے زیادہ محظوظ اور مسرور ہوں گے۔یہ سب کچھ جناب محمد صدیق کھیانی صاحب کی کوششوں سے ممکن ہوا جس کے لئے وہ مبارک باد کے مستحق ہیں۔اور میں ان کے لئے دعا گو ہوں۔

فقیر عبدالحمید سروری

پیش لفظ

اے پروردگارِ عالم تیری حمد وثناء ہے تو نے صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق آسان فرمائی۔ بہتر آقا اور عمدہ چارہ ساز ہے اور تیرے حبیبِ اعظم رحمتہ اللعلمین اِنسانیت کے نجات دھندہ و ہادی سیّدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں ہدیۂ دُرود وسلام پیش کرتا ہوں جو اُسوۂ حسنہ اور مثالِ نمونہ ہیں اور آپ ﷺ کی آل پر اور آپ کے اصحاب پر، جو تزکیۂ نفس کی دولت سے بہرہ ور ہوکر کامیاب وکامران رہے انھوں نے نصیحت کے ذریعے بھرپور فائدہ پہنچایا۔

اللہ کی کتاب کے بعد رسول اللہ ﷺ کی سُنّت دین کا اہم ترین مأخذ ہے۔ ہدایت کی وہ روشنی جس سے صراطِ مستقیم کی جُستجو ممکن ہے۔ مشائخ کے تذکرے بھی درحقیقت اِسی سلسلہ کی کڑی ہے۔ اِرشادِ باری تعالیٰ **فااسئلو اھل الّذکر اِن کنتم لا تعلمون**

گویا اھلِ ذکر بھی کتاب وسنت کے مکمل اتباع کے بعد ہمارے لیئے روشنی کا مینار ہیں۔ انکے احوال واقوال ہدایت کا ذریعہ ہیں۔ لہذا ان کے صحیح حالات کا تحفظ بھی ایک دینی فریضہ ہے۔ بالخصوص ان لوگوں کے ذمے جو ان کے پیروکار ہونے کے مدّعی ہیں۔ صوفیا نے اِس فریضے کو بخوبی ادا کیا۔

جب فجرِ اسلام طلوع ہوئی اُس وقت سے اِسے شدید مخالفت کا سامنا ہے۔ اِس بلند وبالا اور پُرشکوہ عمارت کے انہدام کے لیے اسے مخالفوں نے مختلف اسالیب و

ووسائل کے ذریعے کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیا۔ آج بھی الحادی موجوں کا سامنا ہے جو مشرق ومغرب سے اُبھر رہی ہیں۔ جو بھیانک انجام کے ذریعے فکر واعتقادی مستقبل کو تہہ و بالا کر رہی ہیں۔ قوم ایک خطرناک گھڑے میں گرِا چاہتی ہے۔ اِس فکری انحطاط کی فضا میں ہمارے لیے ربّ ذوالجلال کی رسی کو مضبوطی سے تھامنے، دِلوں کو انوارِ تجلیّاتِ الٰہی کا مہبط ومحور بنانے کے سِوا کوئی چارہ کار نہیں۔ تا کہ اس سے قوت وطاقت، سکون وطمانیّت، عزت وافتخار اور اعزاز وکرامت حاصل کر سکیں۔ مخلص داعیانِ اسلام کے لیے بند دروازے کھولیں۔

ہر دور اور ہر زمانے میں صوفیاء اھلِ اسلام کو ظلّ رحمتِ یزدان سے بہرہ ور کرنے اِسکی مناجات کی نعمتوں اور قرب کی سعادتوں اور سرفرازیوں اور اسلام کی رُوحانیت لوٹانے میں کوشاں رہے ہیں۔

کیونکہ شریعت وتصوّف دو جُز ہیں۔ شریعت، بنی آدم کی تعظیم کے لیے اور تصوّف اللہ کی رضا جاننے کے لیے، شریعت اللہ کی خدمت کے لیے، تصوّف اللہ کے مشاہدے کے لیے۔ شریعت کی نوعیت خارجی جیسے ایاك نعبده تصوّف کی نوعیت داخلی جیسے ایاک نستعین.

آج تک جتنے آستانے اور خانقاہیں وجود میں آئی ہیں اور جن کا قیام پائیدار بنیادوں پر ہوا ہے وہ ہمیشہ قائم اور دائم رہتی ہیں اور انکا فیض نہ کبھی کم ہوتا ہے اور نہ ہی رکتا ہے کیونکہ بانیان سلسلہ خود بے لوث اور کسی نام اور شہرت کی لالچ کے بغیر اپنی راہ پر چلے اور حق گوئی اور خلق خدا کی بھلائی کیلئے کوشاں رہے انہیں پر خلوص بندے ملتے گئے اور کارواں بنتا چلا گیا۔ انہی بزرگوں میں ششم سلطان الفقر افقیر نور محمد رحمۃ اللہ علیہ کا

بھی شمار ہوتا ہے، جنہوں نے عین نوجوانی میں دنیاوی جاہ وجلال اور ترقی کو پسِ پُشت ڈال کر سلوک کی راہ اپنائی اور اپنی زندگی کے کم و بیش تیس سال حضرت سلطان العارفین سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ کے دربار عالیہ پر صرف اور صرف باھو سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے علوم اور کتب کے مطالعہ اور آپ کے بتائے ہوئے طریقۂ روحانیت کو سمجھنے اور ان پر عبور حاصل کرنے میں گزارے۔

آپکی باطنی تربیت کا اس سے پتہ چلتا ہے کہ عرفان کا پہلا مسودہ جو کہ کوئٹہ کے زلزلہ میں ۱۹۳۵ میں ضائع ہو چکا تھا جس کے چھ سات سو صفحات تھے اسے دوبارہ لکھا گیا عرفان کی دونوں جلدیں حضرت سلطان العارفین کے روحانی علم و درس کا نچوڑ ہے اور اس سے پہلے اور اسکے بعد روحانیت کے موضوع پر اتنی جامع کتاب نہیں لکھی گئی۔

عرفان سے فارغ ہونے کے بعد حضرت فقیر نور محمد سروری قادری رحمتہ اللہ علیہ نے دیگر تصانیف پر توجہ دی اور ہر تصنیف ایک شہ پارہ ہے اور اپنے موضوع کے اعتبار سے ان کتابوں کا نعم البدل آنا مشکل ہے انہی میں مخزن الاسرار کا شمار ہوتا ہے۔ حضرت سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ کے حالات زندگی تفصیلاً کہیں بھی مہیا نہیں ہیں پھر بھی حضرت فقیر نور محمد رحمتہ اللہ علیہ نے سلطان العارفین کی کتابوں کو انکی اصلی صورت میں روشناس کروایا بلکہ ان کے تراجم اور شروح اتنے جامع انداز میں پیش کئے کہ پڑھنے والا پہلی ہی خواندگی میں اس نقطہ تک پہنچ جاتا ہے جو سلطان العارفین سمجھانا چاہتے تھے۔

مخزن الاسرار پچھلی تین دہائیوں سے بلا کسی نظر ثانی کے شائع ہوتی رہی ہیں اور فقیر صاحب کی کتب میں شاید سب سے زیادہ اسکی مانگ ہے کیونکہ ہمارے سلسلہ

کے وظائف بھی اسی میں ہیں بقول فقیر نور محمد رحمتہ اللہ علیہ ''ایک ایسی کتاب کی ضرورت محسوس ہوئی جو سراسر نور رہو اور نرے حال سے معمور ہو جسے خالی پڑھنے سے ہی پڑھنے والوں کو تاثیر ہو جائے اور بغیر ریافت و مجاہدہ زندہ دل اور روشن ضمیر ہو جائے''۔

پچھلے بارہ سالوں سے عرفان کے ساتھ مخزن الاسرار میرے زیر مطالعہ رہی ہیں اور سلطان العارفین نے رسالہ روحی شریف میں جو دعویٰ کیا ہے کہ

ہر کہ طالب حق بود من حاضرم　　از ابتدا تا انتہا یک دم برم

طالب بیا طالب بیا طالب بیا　　تا دسانم روز اول باندا

کو نہ صرف حق پایا بلکہ سلطان العارفین کا یہ دعویٰ کہ ''اگر ولی واصل کہ از رجعت عالمِ رُوحانی و یا عالم قدس شہود از درجۂ خود اُفتادہ باشد''

اگر کوئی ولی واصل جو کہ عالمِ رُوحانیت یا عالمِ قدس شہود میں اپنے درجے سے گر گیا ہو اگر اِس کتاب کو وسیلہ بنائے تو

''اگر توسل بایں کتاب مستطاب جوید آنرا مرشد یست کامل۔ اگر او توسل نہ گرفت اور اقسم واگر ما اور انرسانیم مارا قسم''

اس کے لئے مُرشدِ کامل ثابت ہوگی۔ اگر اُس نے توسّل نہ پکڑا تو اُسے قسم ہے اور اگر ہم نے اُسے نہ پہنچایا۔ ہمیں قسم ہے

''واگر طالب سلک سلوک معتصم و متمسک شود بجر داعتصام عارفِ زندہ دل و روشن ضمیر سازم''

اور اگر سلک سلوک کا طالب اسے پنجہ مار کر مضبوط پکڑیگا محض اس کے دوام اور مواظبت سے عارف زندہ دل و روشن ضمیر بن جائے گا۔

اور اس میں درج وظائف کو اپنانے سے روٹھے ہوئے مرشد کو منانا بھی آسان ہے۔

اس کتاب کی کتابت میں ہم نے پوری کوشش کی کہ اغلاط کو درست کیا جائے اور پورے مسودے کو حضرت صاحب نے خود مطالعہ کیا اور جا بجا فارسی اشعار کی تشریح کا اضافہ بھی کیا اور سب سے بڑھ کر پہلی بار میرے بیٹے کاشف کی درخواست پر حضرت فقیر نور محمد کے قصیدہ نوری کجائی شاہ محی الدین کا ترجمہ بھی حضرت صاحب نے تحریر فرمایا اگر کہیں کوئی غلطی آپکے مطالعہ میں آتی ہے تو ہمیں مطلع کریں تا کہ آئندہ ایڈیشن اور بہتر انداز میں پیش کیا جاسکے۔

اس کتاب کو موجودہ صورت میں لانے میں سب سے زیادہ معاونت مشاورت اور کاوشیں حافظ محمد صادق، کاشف احمد کھیانی، اللہ یار، عبدالرحمان ایڈووکیٹ کے علاوہ کھیانی اینڈ کھیانی ایسوسی ایٹس کے تمام معاونین بالخصوص ریاض احمد ایڈووکیٹ کا ممنون ہوں۔

میرے اسکول کے ساتھی امین بندھانی کے علاوہ رینبو پینٹ کے جناب یوسف شیخ، سینچری ۲۱ کے سید صلاح الدین حیدر، خلیفہ عبدالجبار، خلیفہ ہارون گاڈت، خلیفہ سید ساجد قادری، آصف فضل کا بھی مشکور ہوں جنھوں نے مالی تعاون فرمایا۔

خادم مرشد کامل

خلیفہ محمد صدیق کھیانی

ناظم نوری روحانی تحریک

حلقہ کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فقیر عبدالحمید سروری قادری

سجادہ نشین آستانہ عالیہ نوریہ کلاچی ضلع ڈیرہ اسماعیل خان

تاریخ 29-8-08

خصوصی اجازت نامہ

نوری روحانی تحریک حلقہ کراچی
کے ناظم خلیفہ مجاز محمد صدیق کشمانی
صاحب کو عرفان اردو، انگریزی، سِرّ
ملکوتیہ، مخزن الاسرار، عقل بیدار، الہامات
حق ہاد، اور حیات سروری شائع اور تقسیم
کرنے کی خصوصی اجازت دی جاتی ہے۔ اللہ
تعالیٰ ان کا حامی و ناصر ہو۔

دعاگو: فقیر عبدالحمید سروری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فقیر عبدالحمید سروری قادری

سجادہ نشین آستانہ عالیہ نوریہ کلاچی ضلع ڈیرہ اسماعیل خان

تاریخ ....

﴿ دَست بَدُعا ﴾

میں خلیفہ مجاز جناب محمد صدیق کھیانی صاحب ناظم نوری روحانی تحریک حلقہ کراچی کا شکر گزار ہوں اوران کے حق میں دعا گو ہوں کہ انہوں نے حضرت قبلہ فقیر نور محمد سروری قادری رحمتہ اللہ علیہ کی تمام کتابوں کی طباعت کی عظیم ذمہ داری اپنے ذمے لے لی ہے اوران کے اُن تمام احباب خصوصاً اللہ یار چانڈیو، ایس عبدالرحمٰن ایڈوکیٹ، ریاض احمد ایڈوکیٹ، حافظ محمد صادق، کاشف احمد کھیانی، کھیانی اینڈ کھیانی لاء ایسوسی ایٹس، امین بندھانی، رینبو پینٹ کے جناب یوسف شیخ، سینچری ۲۱ کے سید صلاح الدین حیدر، مفتی محمد ابراہیم فیضی، خلیفہ ہارون گاڈت، خلیفہ سید ساجد قادری، آصف فضل اور ان تمام احباب کے حق میں بھی دعا گو ہوں جنہوں نے دامے، درمے، قدمے، سخنے ان کی کتابوں کی طباعت کے لئے کاوشیں کیں۔ اللہ تعالیٰ کھیانی صاحب سمیت ان تمام احباب اور ارادتمندوں کو جزائے خیر سے نوازے، ان کو دین کی خدمت اور نیک کاموں میں حصہ لینے اور تعاون کرنے کی مزید توفیق وہمّت بخشے اوران کو اپنے نیک ارادوں اور نیک مقاصد میں کامیابی عطا فرمائے۔ (آمین)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

﴿باب اوّل﴾

حمد و تعریف

هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ؕ

لَیْسَ كَمِثْلِهٖ شَیْءٌ وَّ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ؕ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ط وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ

عَلٰی رَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَهْلِ بَیْتِهٖ اَجْمَعِیْنَ

سب تعریف اُس پاک ذات واجب الوجود کو زیبا ہے جس کے کنہ کے اِظہار میں نورِ اوّل ۔کے نُون نکتہ شناس کا دائرۂ نُطق تنگ ہے اور جس کے بیانِ معرفت میں علمِ قدیم کا قدم لنگ ہے جس کی تعریف میں عارف اوّل اپنی کوتاہی کا اِعتراف کرتا ہے کہ ''مَا عَرَفْنَاکَ حَقَّ مَعْرِفَتِکَ'' اور جس کی توصیف میں اُستادِ عقلِ کُل اپنے عجز کا اعلانِ صاف کرتا ہے کہ ''لَآ اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْکَ اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ'' اس کے جمالِ بے مثال کی حمد میں قلمِ تحریر شکستہ ہے اَور اس کے جمالِ باکمال کی مدح میں زبانِ تحریر بستہ ہے ''مَنْ عَرَفَ رَبَّهٗ فَقَدْ کَلَّ لِسَانُهٗ'' اِسی پر دال ہے اَور اَلْعِجْزُ عَنِ الْمَعْرِفَةِ مَعْرِفَةٌ'' عارفوں کا آخری حال ہے ۔اِس مقام پر عارفوں کو سوائے حیرت کے اَور کُچھ حاصل نہیں کیونکہ اِس بحرِ بے پایاں کا کوئی ساحل ہی نہیں ۔تمام عقل کے قافلے اِس خونخوار وادی میں سنگسار اَور کل کوشش کی کشتیاں اِس بحرِ ناپیدا کنار میں شکستہ اَور بیکار ہوئیں۔

دریں ورطہ کشتی فروشد ہزار
کہ پیدا نہ شد تختۂ برکنار

ترجمہ:۔اس بھنور میں ہزاروں کشتیاں تہِ آب چلی گئیں، کنارے پر جن کا تختہ اور نشان نہ ملا۔

سچ ہے کہاں یہ مُشتِ خاک بے ادراک، اور کہاں وُہ نیّرِ نورِ پاک مَـالِلتُّرَابِ وَرَبِ الْاَرْبَابِ کُجا یہ نفسِ حادث پُر ہوس و ہوا اور کجا وہ ذاتِ قدیم وراء الوراء۔

ابیات مؤلف عفی عنہ۔

اَے کہ بے نام ونشانی کیستی	اَے کہ نزدیکم زجانی کیستی ؟
اَے کہ در ہر ذرّہ می بینم ترا	اَے کہ اندر لامکانی کیستی ؟
اَے کہ نزدیکی تو از حبل الورید	اَے کہ بیرُوں از گمانی کیستی ؟
گاہ برطُورِ دِلم جلوہ کُنی	گاہ گوئی لَنْ تَرَانی کیستی ؟
بے نشانی، بے مثالی، بے مثل	اَے کہ بودی، نیز آنی کیستی ؟
اوّل، آخر، ظاہر و باطن توئی	ہم عیانی ہم نہانی کیستی ؟

سروری را حیرت اندر حیرت است
تو خُدائی خود تو دانی کیستی ؟

ترجمہ:۔اے بے نام ونشان ذات! تیرا تعارف کیا ہے؟ میری جان سے قریب تر ذات تیری پہچان کیا ہے؟ تو ہر ذرے میں مجھے جلوہ گر نظر آتا ہے، تو لامکان کا مکین ہے تیری تعریف کیا ہے؟ تو شہ رگ سے بھی قریب ہے جبکہ ہر گمان کی حد سے باہر ہے تو کون ہے؟ کبھی تو میرے دل کے طُور پر جلوہ فرما ہوتا ہے کبھی ارشاد فرماتا ہے، تو مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتا لیکن تیری حقیقت کیا ہے؟ تو بے نشان بے مثال اور بے مثل ہے ماضی حال پر تیری حکمرانی ہے۔اول آخر، ظاہر و باطن میں تو ہی تو ہے ہر طرف تیرے جلوے اور ہر کسی سے تو پنہاں، تیرا کیا راز ہے سروری سراپا حیرت میں ہے اے اللہ! تو ہی ارشاد فرما تیری حقیقت کیا ہے؟

نعت

با ایں ہمہ چُونکہ ہر دو ذات واجب وممکن اور ہستی حادث وقدیم کے درمیان ایک مخفی رابطۂ نُور اور پوشیدہ رشتۂ ظہور ہے اور بمقتضائے

وَ اَمَّا بِنِعۡمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثۡ ﴿۱۱﴾ (سورۃ الضُّحیٰ: آیت ۱۱)

ترجمہ:۔ اور اپنے رب کی نعمت کا (خوب) بیان فرمائیں

اس کی ظاہری اور باطنی نعمتوں کا اظہار ضروری ہے۔ لہٰذا انسان کامل کا آلۂ تقریر اور وسیلۂ تحریر اگرچہ بظاہر آوازِ زبانی اور الفاظ وعبارت انسانی ہے مگر فی الحقیقت القائے رحمانی اور الہامِ ربّانی ہے اور اگرچہ وہ ذات غیر مخلوق نور دائرۂ عقل وقیاس سے بہت دور اور ظاہری حواس اور عقلی ادراک سے مخفی اور مستور ہے لیکن اُس کنزِ مخفی کو خود چونکہ مکشوف اور معروف ہونا منظور ہے۔ لہٰذا ہر کامل انسان حاملِ بارِ امان اور خلیفۂ حق سُبحان کا وجود اُس کی تجلیّات ذات کے لئے مثلِ موسیٰ اُس کا سینہ اسرارِ صفات کے لئے بمنزلۂ وادیٔ سینا، اُس کا جسم انوارِ افعال کے واسطے گویا شجرۃ النور اور اُس کا قافِ قلب تجلیاتِ اسماء کے لئے مثلِ کوہِ طور ہے۔ سو عارف کامل کا وجود اللہ تعالیٰ کے جُملہ اسماء وصفات کا مظہر اتم اور آئینۂ حق نما ہے اور اسی میں وہ خود بخود پرتو فگن اور جلوہ آراء ہے اسی آئینے میں دیکھتا ہے۔ اپنا جمالِ جہاں آراء اور خود ہے شاہد وخود مشہود اور خود ناطق وخود منطوق یعنی خود بینا ہے اور گویا

نُوۡرٌ عَلٰی نُوۡرٍ ؕ یَہۡدِی اللّٰہُ لِنُوۡرِہٖ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ (سورۃ النور: آیت ۳۵)

ترجمہ:۔ نور ہے نور پر۔ اللہ جسے چاہے اپنے نور تک پہنچا دیتا ہے

وَ مَا یَنۡطِقُ عَنِ الۡہَوٰی ؕ﴿۳﴾ اِنۡ ہُوَ اِلَّا وَحۡیٌ یُّوۡحٰی ۙ﴿۴﴾ (سُورۃ النجم: آیت ۳،۴)

ترجمہ:۔ اور وہ اپنی خواہش سے کلام نہیں فرماتے۔ نہیں ہوتا ان کا فرمانا مگر وحی جو (ان کی طرف) کی جاتی ہے

ترا زِ دوست بگویم حکایتے بے پوست ہمہ از وست وگر نیک بنگری ہمہ اوست

جمالش از ہمہ ذرّاتِ کون مکشوف است حجاب تو ہمہ پندار ہائے تو بر توست

ترجمہ:۔ میں تجھے دوست کی لگی لپٹی کے بغیر حقیقت بتا دوں، سب کچھ اسی کا ہے اور

اگر غور سے دیکھو ہر چیز میں اسی کی جلوہ گری ہے، ذرے ذرے میں اس کی جمال آرائی ہے، تیری سوچ ہی نے ان حقائق پر پردے ڈالے ہوئے ہیں

اور ہزاروں ہزار صلوات طیّبات اُس نبی الحیات، مجمع الحسنات معدن الخیرات، سید السادات، فخرِ موجودات اور سرورِ کائنات ختم الانبیاء احمد مجتبیٰ حضرت محمد مُصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر کہ جن کی ذات والا صفات مرکز دائرۂ کائنات ہے اور جن کا ظہورِ پُر نور عنوانِ صفحۂ موجودات ہے۔ آپ کا جسد بے حسد وہ شجرِ طیّبہ ہے کہ جس کی اصل ثابت " فِی الْاَرْضِ اور فرع رَافِع " السَّمَاءِ ہے آپ کا وجود باجود برزخ آیاتِ کُبریٰ اور آئینہ حق نماء ہے۔ آپ کا ظاہرو باطن صُورت و سیرت اور خَلق و خُلق تمام خلقِ خُدا سے افضل و اعلیٰ ہے۔

حضرت حسّان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

وَاَحْسَنَ مِنْکَ لَمْ تَرَقَطُّ عَیْنِیْ وَاَجْمَلَ مِنْکَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ

خُلِقْتَ مُبَرَّأً مِنْ کُلِّ عَیْبٍ کَاَنَّکَ قَدْ خُلِقْتَ کَمَا تَشَاءُ

ترجمہ:۔ کسی آنکھ نے تجھ سے زیادہ خوبصورت انسان نہیں دیکھا اور کسی ماں نے تجھ سے زیادہ کامل بچہ جنا ہی نہیں ہے تُو ہر عیب سے پاک پیدا ہوا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تجھے اللہ تعالےٰ نے اُسی طرح پیدا کیا ہے جس طرح تو نے اہونا چاہا۔

آپ عُبودیّت کے اعلیٰ مراتب سے متحقّق اور اصطفائیّت کے خاص اخلاق سے متخلّق ہیں حضور رُوح وروان جسد کونین اور عینِ حیاتِ دارین ہیں۔ آپ کی جناب ترجمانِ زبان قدیم اور علم مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ کی علیم ہے حضُور بمصداق اجسادنا ارواحنا مجسم نُوری لطیفہ لطفِ ذات خلّاق اور ہر دو غیب وشہادت میں اللہ تعالیٰ کے مظہر اتم اور آیت اعظم انفس و آفاق ہیں حضُور کے نفسِ ناطقہ کے نونِ اوّل نے سب سے پہلے کُنْتُ کَنْزًا مَّخْفِیًا کے بحر الغیوب میں غوطہ لگایا اور حضور کی لسانِ حق ترجمان نے قلم کی صُورت میں قِدم کی سیاہی سے صفحۂ حدوث پر اظہار اسرار "فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ فَتعَرَّفْتُ اِلَیْھِمْ فَبِیْ عَرَفُوْنِیْ" کی ترجمانی کا حق ادا فرمایا جناب ایک طرف تو بمصداق قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ (سُورۃ الکھف: آیت: ۱۱۰)

ترجمہ:۔ (اے حبیب کافروں سے) فرما دیجئے میں (الوہیت کا مدعی نہیں بلکہ معبود نہ ہونے میں) تم جیسا ہی بشر ہوں حالِ حدُوث کے داغ سے داغدار ہیں اور دُوسری طرف یُوحٰی اِلَیَّ (میری طرف وحی کی جاتی ہے) کے قدیم رنگ صبغۃ اللہ سے رنگدار ہیں یہی وہ برزخ کبریٰ ہے جس نے عُبودیّت اور ربُوبیّت اور حُدوث وقِدم کی دو کمانوں کو آپس میں ملایا۔

اِدھر مخلُوق میں شامِل اُدھر اللہ سے شاغِل
کمال اُس برزخِ کبریٰ میں تھا حرفِ مشدّد کا

قدرت نے ضِدّین وجوب وامکان کے اجتماع کیلئے یہی ایک مکمل وسیع وعریض ظرف پایا

تقدیر نشانید بیک ناقہ دو محمل
سلمائے حدُوثِ تو ولیلائے قِدم را

ترجمہ:۔ تقدیر ہی نے ایک اونٹنی پر دو محمل رکھ دیئے ہیں، وجوب اور قدم بھی اسی میں اور امکان وحدوث بھی اسی میں ہے

جُملہ علماء کا لب ودہن شریعتِ جناب ﷺ کے رشحاتِ ابرِ علم الیقین سے تر اور سیراب ہے۔ کُل اولیاء کا گلشنِ طریقت آپ کے بحر عین الیقین سے سرسبز وشاداب ہے اور تمام انبیاء ومرسلین کے فلکِ حقیقت پر جس قدر بھی نجوم واقمارِ اسرار درخشندہ وتابندہ نظر آرہے ہیں ان سب کا ماخذ ومعدن حضور پُر نور کے حق الیقین کا آفتاب عالمتاب ہے

عالم نمے از رشحۂ بحرِ کرمِ اوست　　آدم کفِ پائے زغبارِ قدمِ اوست
آدم شدہ بیدار وہنوز او بشکر خواب　　شاباش وجودے کہ طفیلِ عدم اوست
عیسیٰ کہ چو خورشید زند خیمہ بر افلاک　　در آرزوِ سایۂ عالی علمِ اوست
دُر در شکمِ بحرِ نہان است و دل او　　دُرّیست کہ صد بحر نہاں در شکمِ اوست

شادیٔ جہاں کرد فدائے غمِ اُمّت
دانست کہ شادیٔ جہانے بغم اوست

ترجمہ:۔سارا جہاں اس کے بحرکرم کے پسینے کی نمی کا شاہکار اور آدم اس کے قدموں کے غبار کے صدقے جہانِ آب وگل میں آگئے اور آپ اس شکر کے جواب میں اس وجود کا کیا کہنا جس کے طفیل آدم کو عدم سے وجود ملا۔ عیسیٰ علیہ السلام سورج کی طرح آسمانوں پر خیمہ زن ہوکر آپ کے عالی مرتب علم کے سایہ کی آرزو میں ہیں، موتی سمندر کے پیٹ میں پوشیدہ ہے اور اس کا دل ایسا موتی ہے کہ جس کے شکم میں ہزاروں سمندر پنہاں ہیں، آپ نے دنیا کی خوشی کو امت کے غم پر فدا کر دیا آپ کو علم تھا کہ دنیا کی خوشی امت کے غم میں ہے۔

دل چاہتا ہے کہ حضور ﷺ کی شانِ عظمت نشان میں ہر زبان، ہر زمان اور مکان بلکہ تمام جہان کی تعریفیں اور توصیفیں جمع کر دی جائیں لیکن نہ قلمِ تحریر میں یہ تاب وتوانائی ہے اور نہ دل ودماغ کوتاہ اندیش میں وہ وسعت وپہنائی ہے کہ حضور ﷺ کی شان

وَرَفَعۡنَا لَكَ ذِكۡرَكَ ؕ۴ (سورۃ الم نشرح: آیت ۴)

ترجمہ:۔اور ہم نے آپ کے لئے آپ کا ذکر بلند کر دیا۔

کا حق ادا کر سکے سُبحان اللہ حق سبحانہ، وتعالیٰ تو حضور ﷺ کی بڑی تعریف فرماتا ہے اور حضور ﷺ کے ذِکر اور شان کو بلند کرتا ہے لیکن کئی ایسے منافق حاسد کور چشم بھی ہیں جو آپ کی شان کو اُلٹا پست کرتے اور آپ کی تعریف سے چڑتے اور اُسے ناپسند کرتے ہیں افسوس صد افسوس! حضور ﷺ کی جس قدر بھی تعریف کی جائے کم ہے لیکن کیا کیا جائے نہ ہمارے عقل وفہم نارسا میں اِس قدر وُسعت اور نہ قلمِ تحریر میں اس قدر دم ہے جس سراجاً منیرا کو خود خدائے تعالیٰ نے روشن اور منوّر کیا ہو اور جسے دن بدن بڑھانا اور پھیلانا چاہے بھلا اُسے کون بُجھائے بلکہ بجھانے اور مٹانے والے خود بجھ جائیں گے اور مٹ جائیں گے اور یہ ذاتی نیّر اعظم ابدالا باد تک اپنی شانِ نمایاں کے ساتھ فلک الافلاک پر درخشندہ اور تاباں رہے گا۔

یُرِیۡدُوۡنَ لِیُطۡفِـُٔوۡا نُوۡرَ اللّٰہِ بِاَفۡوَاہِہِمۡ ؕ وَ اللّٰہُ مُتِمُّ نُوۡرِہٖ وَلَوۡ کَرِہَ الۡکٰفِرُوۡنَ ۸ (سُورۃ الصّف: آیت ۸)

ترجمہ: ''کفار چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نور کو اپنی پھونکوں سے بجھا ڈالیں لیکن اللہ تعالیٰ اپنے نور کو کامل اور مکمل کرنے والا ہے اگرچہ کافروں کو یہ بات بُری اور ناگوار گزرے''

عرض حال مؤلف وسبب تالیف

واضح رہے کہ کفر اور شرک کے اِس تاریک دَور اَور اِلحادو دہریّت کے اِس اندھے زمانے میں جب کہ کامل مردانِ خُدا کا مِلنا نہایت نادر، سخت مشکل بلکہ تقریباً محال ہے اور عارفِ کامل واصل کا وجود دُنیا میں عنقا مثال ہے۔ یعنی سخت قحط الرّجال ہے نہ کوئی صاحبِ حال ہے اور نہ حال کے موافق کسی صاحبِ قلم کا قال ہے۔ دُنیا میں کتابیں اور تصانیف تو بے شمار ہیں لیکن اکثر بیہودہ، یاوہ گو، مُردہ دِل اور زندہ زبان مصنّفین کی تحریر بے تاثیر کے دفتر بے معنی اور لسان وطرار اور بے عمل عالموں کے گفتار بے کردار کے انبار ہوا کرتے ہیں جن کے مطالعے سے تضیعِ اوقات اور وقتی مشغلہ کے سوا اور کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ لہٰذا اس فقیر کو اِس زمانے میں ایک ایسی کتاب کی ضرورت محسوس ہوئی جو سراسر نور ہو اور نرے حال سے معمور ہو۔ جسے صرف پڑھنے سے ہی پڑھنے والوں کو تاثیر ہو جائے اور بغیر ریاضت ومجاہدہ زندہ دل اور روشن ضمیر ہو جائے چنانچہ اپنے تجربے اور مشاہدے کی بنا پر آج طالبانِ حق کے لئے اِس کتاب کے اندر پانچ ایسے نادر و نایاب رُوحانی تحفے جمع کئے ہیں جن کے دِن رات صرف پڑھنے سے ہی طالب کو اِن شاء اللہ گنجِ بے رنج رازِ بے ریاضت اَور مشاہدہ بے مجاہدہ حاصل ہو جائے گا اور بغیر محنت و ریاضت جلدی طالبِ صادق اللہ تعالیٰ سے واصل اَور حضور پُر نور مجلس حضرت رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم میں داخل ہو جائے گا۔ لہٰذا یہ کتاب کلید کنز کونین اور مفتاحِ گنجِ سعادتِ دارین ہے۔ یہ تمام دینی و دینوی مشکلات کے قفلوں کی ایک کامل و کامیاب کنجی ہے۔

اے طالبِ سعادت مند! اگر تیرا بخت یاور اور ہماری بات پر باور ہے تو یقین رکھ کہ جس وقت تو اِسے اَدب واِحترام، حُسنِ اعتقاد واخلاص سے دن رات پڑھے گا تو ضرور اپنا دامن جُملہ دینی و دُنیوی مُرادوں اَور اپنی گود گوہر مقصود سے بھر لے گا۔ یہ کتاب تشنہ مستقی طالبانِ حق کے لئے گویا

چشمۂ آبِ حیات ہے اور جو طالب راہ سلوک میں اپنے باطنی مرتبے اور درجے سے گر گیا ہو۔ یا راہ دعوت میں رجعت کھا کر دائمی رنج و مُصیبت میں مُبتلا ہو گیا ہو۔ یا کسی عامل کامل نے اثنائے عمل میں اسے سلب کر لیا ہو۔ یا خلوت اور چلّے کے اندر کسی غیبی موکل سے ضرب کھا کر دیوانہ مجنون یا بیمار اَور پریشان حال ہو گیا ہو یا ہر طرف سے ظاہری دُشمنوں یا باطنی اعداء نے اُسے گھیر لیا ہو یا دُنیا کی تنگ دستی، افلاس اَور بے روزگاری سے تنگ آ کر خودکشی پر آمادہ ہو گیا ہو۔ یا اپنے مقصود اَور مطلوب کی تلاش نے اُسے دیوانہ بنالیا ہو۔ غرض یہ کتاب مذکورہ بالا تمام مصائب اَور آفات اَور ان کے علاوہ جُملہ مشکلات و حاجات کے لئے ایک مکمّل پروانۂ نجات ہے۔ اس کتاب میں اِس فقیر نے اَیسی چیزیں جمع اَور شامل کی ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اکمل ترین اور افضل ترین وسائل ہو سکتے ہیں۔

اَے طالب! اگر اس نسیم تسنیم فردوس سے تیرا غنچۂ اُمیدنہ کھلا اور ان کامل کُنجیوں سے تیری مشکلات اور مہمّات کا قفل نہ کُھلا تو تُو یہ سمجھ لے کہ تُو نے اِس کتاب کو اور اس کے مندرجات کو کماحقہ، پڑھا ہی نہیں ہے۔ ورنہ کوئی وجہ نہیں اور تقریباً یہ محال ہے کہ طالب اِس کو حرزِ جاں بنائے رکھے اور پھر بھی دل کی زندگی اور معرفت سے محروم رہے۔ اس کتاب میں دُنیا کی سب سے پاک اور مقدس اور ممتاز ترین ہستیوں کے ساتھ باطنی رشتہ اور روحانی رابطہ پیدا کرنے کے سب سے بہترین اور آسان ترین وسائل درج کئے ہیں اور یہ ہرگز مبالغہ نہ ہوگا اگر یہ کہا جائے کہ ان کے پڑھنے سے بدبخت اور بےنصیب طالب خوش قسمت اور بانصیب ہو جائے گا اور مُرتد و مردُود مرید مقبول و سعادتمند بن جائے گا کیونکہ ہم نے ان کو آزمایا ہے اور ہر قسم کی حاجات دینی و دُنیوی کے لئے انہیں تیر بہدف پایا ہے یاد رکھو کہ جو کتاب اور تصنیف متواتر بار بار پڑھنے کے لائق نہیں وُہ مُطلق پڑھنے ہی کے لائق نہیں کیوں کہ بعض کتابیں چکھ لینے کے قابل ہوتی ہیں۔ بعض نگل لینے کے قابل اور بہت تھوڑی ایسی ہوتی ہیں کہ جن کو چبانے اور ہضم کر کے جزوِ بدن بنانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ کامل مُرشد کے بعد اچھی کتاب سے بہتر رفیق اَور رہنما اور کوئی نہیں ہو سکتا اور اس کی شناخت یہ ہے کہ اس کے بار بار پڑھنے سے نئے نئے معارف اور اسرار دِل میں پیدا ہوں اور طبیعت کبھی اس سے سیر نہ ہو۔ اصل کتاب وہ ہے کہ جس کی

عبارات اور مضامین کی لہروں میں مصنّف کامل کے دل کا دریا جوشِ محبتِ حق سے ٹھاٹھیں مارتا نظر آئے اور حروف و الفاظ کے اصداف نت نئے نئے انوکھے معارف اور اسرار کے موتی اُگل کر پڑھنے والے کے دل کے دامن کو بھرتے رہیں۔

تعریف وتاثیر کلام اللہ

کامل کتاب کے دو رُخ ہوا کرتے ہیں۔ ایک تفسیری اور دُوسرا تاثیری، کتاب کا تفسیری رُخ یہ ہوا کرتا ہے کہ کتاب کے معانی سے پڑھنے والے کے دماغ میں نئی نئی معلومات اور نادر و نایاب معارف و اسرار کھُلتے جاتے ہیں اَور اس کا تاثیری رُخ یہ ہوتا ہے کہ کتاب کی عبارت اور حروف و الفاظ میں مصنّف اور اہل کتاب کی رُوح اور نور سرائیت کئے ہوئے ہوتا ہے اور جس وقت پڑھنے والا صرف عبارت اور خالی الفاظ کو بار بار پڑھتا اور زبان سے تکرار کرتا ہے مصنّف اور اہل کتاب کی رُوح اور نُور پڑھنے والے کے دل اور دماغ کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اہلِ مطالعہ کا دل اور دماغِ بے وجہ اور بلا واسطہ مصنف کامل کی توجہ اور نُور سے معمور اور بھرپُور ہو جاتا ہے یعنی کامل مصنف کے دل اور رُوح کی برقی رو حُروف و الفاظ اور عبارت کی تاروں میں بھری ہوئی ہوتی ہے جس وقت اہل مطالعہ اپنے لب ولسان سے اِن تاروں کو چھیڑتا ہے تو فوراً وہ برقی رَو پڑھنے والے کے جسم اور جان میں سرایت کر جاتی ہے اور اس کے دل اور دماغ کے بلبوں کو بلا وجہ ایک دم میں روشن کر دیتی ہے اور یہ صفت قرآن کریم میں بدرجہ اتم موجود ہے اور یہ اس کلام پاک کے غیر مخلُوق ہونے کی دلیل ہے کہ قرآن کے حروف، الفاظ اور عبارت پڑھنے والے کے جسم کو اور اس کے معنی نفس کو اور معنی المعنیٰ دل کو اور اسی طرح رُوح اور سرّ وغیرہ سبع لبوب اور سات لطائف تک کو قرآن کے سات بطون فائدہ اور فیض پہنچاتے ہیں۔ بہت ظاہر بین کور چشم عالم اللّسان اور جاہل القلب قرآن کی ظاہری تلاوت کے فائدے اور ثواب کے منکر ہیں اور کہتے ہیں کہ طوطے کی طرح قرآن کا پڑھنا کچھ فائدہ نہیں رکھتا سو یہ نادان قرآن کے غیر مخلوق اور نور مجسم ہونے کے قائل نہیں ہیں اور قرآن کے تاثیری مخفی سرّ سے بالکل بے خبر اور بے بہرہ ہیں۔ تاہم کیا وجہ ہے کہ قرآن

دِن رات پڑھا جاتا ہے اور اس کا کچھ اثر اور ٹھوس فائدہ معلوم اور محسوس نہیں ہوتا حالانکہ آیا ہے

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ (سورۃ الحشر: آیت ۲۱)

ترجمہ:۔ ”اگر ہم اس قرآن کو پہاڑ پر نازل کرتے تو تم دیکھتے کہ وہ (سنگین اور سخت پہاڑ) بھی اللہ کے خوف (قرآن کی عظمت وثقالت) سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا“

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر ہم یہ قرآن جامد سنگین پہاڑ پر بھی نازل کرتے تو وہ بھی قرآن کی عظمت اور ثقالت سے مارے خوف کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا لیکن بعض انسانی دل سنگین پتھر سے بھی زیادہ سخت ہوتے ہیں کہ ان میں قرآن کا نور اثر اور نفوذ نہیں کرتا چنانچہ خود قرآن اِس بات کی گواہی دیتا ہے کہ

ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً ؕ
(سُورۃ البقرہ: آیت ۷۴)

ترجمہ:۔ یعنی پھر تمہارے دل سخت ہو گئے اور وُہ پتھر کی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ سخت ہو گئے۔

سو یاد رکھو جس طرح جسم سوتا ہے بیمار ہوتا ہے اور مر جاتا ہے۔ اسی طرح دل کو بھی جسم کی طرح تمام عوارض لاحق ہوتے ہیں دل بیمار ہوتے ہیں۔ اندھے اور بہرے ہوتے اور کبھی مر کر جامد پتھر کی طرح بے حِس ہو جاتے ہیں چنانچہ آیا ہے

فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ ۙ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا ۚ
(سورۃ البقرہ: آیت ۱۰)

ترجمہ:۔ ان کے دلوں میں بیماری ہے پھر اللہ نے ان کی بیماری بڑھا دی۔

یعنی ان کے دل میں مرض پیدا ہو جاتا ہے اور اللہ کے نام سے وہ مرض اور بھی بڑھنے لگتا ہے نیز فرمایا ہے

فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ ۝
(سورۃ الحج: آیت ۴۶)

ترجمہ:۔تو حقیقت یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ دل اندھے ہوجاتے ہیں جو سینوں میں ہے پس یہ بات ظاہر آنکھوں کو اندھا نہیں کرتی بلکہ اِس سے وہ دل جو سینے کے اندر ہیں اندھے ہوجاتے ہیں۔

واقعی قرآن کلام اللہ اور ذکر وفکر دل اور رُوح کی خوشگوار غذائیں ہیں لیکن اگر بیمار آدمی کو گھی اور گوشت کی طرح لذیذ اور مقوی غذائیں دی جائیں تو اُسے ہرگز لذیذ معلوم نہیں ہوتیں اور نہ ہی ان سے کچھ فائدہ اور تقویت پہنچتی ہے بلکہ اُلٹا نقصان ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ آج کل کے روشن خیال تعلیم یافتہ طبقہ کی طبائع عشقیہ فرضی قصوں اور ناولوں کے پڑھنے سے کبھی سیر نہیں ہوتیں لیکن قرآن کی ایک سطر پڑھنے سے ان پر موت طاری ہوجاتی ہے کیونکہ ناولوں اور عشقیہ کہانیوں میں ان کے نفس کو قوت اور قوّت ملتی ہے اور نفس دن بدن موٹا اور فربہ ہوتا ہے اور دل اپنی مخصوص غذا اور دوا کے نہ ملنے سے بیمار اور ہلاک ہوجاتا ہے۔سو جوں جوں جسمانی امراض دُنیا میں بڑھتے گئے ان کے لئے علاج اور دوائیاں بھی نئی نئی ایجاد ہوتی گئیں اور اسی طرح قلبی اور رُوحانی امراض کا قیاس کر لینا چاہیئے ۔ بیشک ہماری تجویز کردہ کتابیں قرآن اور حدیث سے معاذ اللہ بڑھ کر تو نہیں لیکن یہ قرآن اور حدیث سے الگ کوئی غیر چیز بھی نہیں بلکہ قرآن وحدیث کے لب، مغز رُوح، عطر اور جوہر ہیں اور آج کل کے مہلک لاعلاج مریضوں کے لئے تیر بہدف جرعات ہیں اور ماؤف قلوب اور مسمُوم ارواح کے لئے اکسیرِ اعظم اور تریاقِ اکبر کا حکم رکھتی ہیں اور جو کمزور لاغر نحیف بیمار طبائع قرآن جیسی مقوّی غذا ہضم نہیں کر سکتیں وُہ اِن باطنی بھٹیوں میں کئی بار کشید کردہ ۲۳ آتشہ اور ہفت ے آتشہ عُروق و جواہر کے استعمال سے صحت یاب ہوکر بعدہٗ قرآن وحدیث جیسی مقوّی غذاؤں کو ہضم کرنے کے قابل ہوجاتی ہیں۔سوا ے طالب! ذرا آنکھیں کھول اور سوچ سمجھ لے ہم جو کچھ لکھتے ہیں اپنے دیدہ تجربات اور عینی مشاہدات کی بناء پر لکھ رہے ہیں آئندہ تم جانو اور تمہاری قسمت ۔

من آنچہ شرطِ بلاغ است با تو میگویَم — تو خواہ از سخنم پند گیر وخواہ ملال

ترجمہ:۔ میں تو پہنچانے کی ذمہ داری نبھانے کے لئے تمہیں کہتا ہوں اب یہ تیری مرضی ہے کہ میری باتوں سے اکتائے یا نصیحت حاصل کرے

﴿باب دوئم﴾

پنج گنج

رسالہ روحی کی شرح اور اس کی حقیقت

اس کتاب میں ہم نے پانچ چیزیں جمع کی ہیں۔ منجملہ ان کے ایک رسالہ رُوحی شریف مصنّفہ اور مؤلّفہ حضرت سُلطان العارفین بُرہان الواصلین، مقتدائے کاملین فنافی عین یاھُو حضرت سُلطان باھُو قدس اللہ سرہ العزیز ہے۔ آں حضرت نے اِس رسالے میں اللہ تعالیٰ کے لفظِ کُن کی کُنہہ اور روزِ الست کی حقیقت بیان فرمائی ہے اور اسرار آفرینش اور تخلیق کائنات کی ابتدائی ازلی کیفیت اور ماہیّت سمجھائی ہے۔ یہ رسالہ گویا اللہ تعالیٰ کے قول

وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ (سُورۃ ص: آیت ۷۲)

ترجمہ:۔ اور اس میں اپنی طرف کی (خاص) روح پھونک دوں۔

کی اصل تفسیر ہے مقامِ ازل اور روزِ میثاق میں جو اللہ تعالیٰ کا اپنے خاص ممتاز پاک اور مقدس ہستیوں کے ساتھ دیدار اور عشق و محبت کا ذاتی معاملہ واقع ہوا یہ رسالہ اُس کا حقیقی خاکہ اور سچی تصویر ہے۔ یہ رسالہ کیا ہے فقر اَور توحید کے بحر ذخار اور معرفت و سلوک کے دریائے ناپیدا کنار کو ایک کوزے میں بند کر دیا گیا ہے۔ سچ پوچھو تو یہ مختصر رسالہ "دریا بحباب اندر اور دُنیا بکتاب اندر" کے مصداق ہے۔ اس قسم کے پاک کلمات اور قُدسی آیات اللہ تعالیٰ کے بعض مقرب اور برگزیدہ بزرگوں کی زبان حق ترجمان پر لِــیْ مَعَ اللہِ کی خاص خلوت گاہ کے اندر ایسے مبارک اور مقبول وقت میں جاری ہوتے ہیں جب کہ وہ سلوک کی باطنی پرواز میں اپنے انتہائی عروج پر پہنچ کر اللہ تعالیٰ کے قصرِ قرب کے اندر مہدِ ناز میں معصوم پاک طفلِ شیر خوار کی طرح جھول رہے ہوتے ہیں اس وقت ان کے دماغ شرابِ عشق سے مخمور، اُن کے دِل ذوقِ وصل و وصال سے معمور اور

ان کی باطنی آنکھیں نور دیدار محبوبِ حقیقی سے ٹھنڈی اور مُسرور ہوتی ہیں ایسے اعلیٰ، ارفع اور بلند مقام میں ان کی تخلیق نور سے اور ان کی باتیں عین حضور سے ہوتی ہیں۔

ہر نبی اور ہر ولی جس وقت قرب الٰہی کے اپنے انتہائی مقام پر پہنچ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس پر اپنی نعمتیں تمام کر دیتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسُول مقبُول ﷺ کو قرآن کریم میں خطاب فرماتا ہے

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًاط (سورۃ المائدہ: آیت ۳)

ترجمہ:۔ آج میں نے مکمل کر دیا تمہارے لیے تمھارا دین اور پوری کر دی تم پر اپنی نعمت اور پسند کر لیا تمھارے لیئے اسلام کو (بطور) دین۔

اور ساتھ ہی امر فرمایا کہ **وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ** (سورۃ الضحیٰ: آیت ۱۱) یعنی اپنے رب کی نعمتوں کو بیان کر اور میرے کنزِ مخفی کو عیاں کر، غرض اللہ تعالیٰ کا ہر کامل و مقبول نوری بندہ جس وقت طفل معنوی اور فرزندِ نوری حضوری بن کر دائمی لُطفِ الٰہی کے ہاتھوں قصرِ قُرب کے اندر مہد ناز میں جھولتا ہے تو وہ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی طرح قدرت کی زبان حق ترجمان سے اللہ تعالیٰ کے راز و نیاز کی ایسے محیر العقول بوالعجب بولیاں بولتا ہے کہ جس سے ظاہر بین لوگ تعجب کرتے ہیں اور اس سراپا عصمت مریم محرمیّت کو طرح طرح کے بے جا طعن و تشنیع سے متہم کرتے ہیں وہ نادان اتنا نہیں سمجھتے کہ اس **تکلم النّاس فی المھد** (سورۃ المائدہ: آیت ۱۱۱) (ترجمہ۔ "تم گود میں لوگوں سے کلام کرتے تھے) کے اعجاز میں قدرت اپنا آپ ظاہر فرما رہی ہے اور اس معصوم کی زبانِ حق ترجمان کو قدرت کی زبردست طاقت ہلا رہی ہے اور اس کے ذریعے بطورِ تحدیثِ نعمت دامن ہستی پر اپنے کنزِ مخفی کے گوہر گراں بہا گرا رہی ہے

یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ اذْکُرْ نِعْمَتِیْ عَلَیْكَ وَعَلٰی وَالِدَتِكَ م (سُورۃ المائدہ: آیت ۱۱۰)

ترجمہ: اے عیسیٰ مریم کے بیٹے یاد کرو میرا احسان اپنے اوپر اور اپنی ماں پر۔

یعنی:۔ ''اے عیسیٰ علیہ السلام ابنِ مریم! ہم نے تجھ پر اور تیری والدہ پر جو نعمتیں نازل کی ہیں ان کو بیان کر''۔

اسی مقام ناز میں حضرت سُلطان وحید الزّ مان کی زبان تقدس بیان پر رسالہ روحی جاری ہوا۔ سو اس قول میں ہرگز کوئی مبالغہ نہیں ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے القائے رحمانی اور الہامِ ربانی کا نتیجہ ہے اس لئے آپ کے یہ معارف اور اسرار عوام تو کیا خواص علماء کے فہم و قیاس سے بھی بہت بلند اور بالاتر ہیں اور گو ظاہر لوگوں کی عقلِ نارسا میں شریعت کے معیار پر پورے اُترتے معلوم نہیں ہوتے اور ظاہر بین سادہ لوح خشک مزاج عالم اس پر اعتراض کرتے اور اس سے اعراض کرتے ہیں لیکن یہ ان کی بینائی کا فتور اور کوتاہ عقل کا قصور ہے۔ نہیں دیکھتے کہ اگلے زمانہ کے بادشاہ جب کوئی مخفی خزانہ زمین کے اندر دفن کرتے تھے تو ان پر اس قسم کے مہیب خوفناک طلسمی اژدھے کھڑے کر دیتے تھے تاکہ نااہل عوام انہیں دیکھ کر ڈر جائیں اور ان کے نزدیک نہ جانے پائیں سوائے طالب! ظاہری اور باطنی گنجینے پر اس قسم کے طلسمی اژدھے لازمی اور ضروری ہوتے ہیں خوش قسمت سعادت مند اور سلیم العقل اصحاب ایسے کلمات طیبات کی اچھی تاویلیں کر کے ان سے فائدے اور برکات حاصل کرتے ہیں قولہ تعالیٰ

وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ ۗ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِّنْ عِندِ رَبِّنَا ۗ وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ (سُورۃ آلِ عمران: آیت ۷)

ترجمہ: اور اُن کی اصل مراد اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور جو لوگ علم میں پختہ ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لائے سب ہمارے رب کی طرف سے ہے اور نصیحت نہیں قبول کرتے مگر عقل مند۔

جس وقت کوئی طالبِ معرفت یا اہلِ سلوک ان کلماتِ طیّبات کو حُسنِ یقین اور خالص اعتقاد سے زبان پر ادا کرتا ہے تو ان کلمات قُدسی آیات کا شانِ نزول اور اُس کا حال اُس پر وارد ہو جاتا ہے اور اہل کلام کی رُوح اور اس کی ہمت پڑھنے والے کی طرف متوجہ ہو کر اُسے اپنے نور کے حصار میں لے لیتی ہے چنانچہ اِن کلمات کے خالی بار بار پڑھنے اور اس کے تمسّک اور توسّل سے طالب عارف زندہ دل اور روشن ضمیر ہو جاتا ہے چنانچہ اِسی

رسالہ میں حضرت سُلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

اگر ایں را آثارِ قدرت ربانی دانند بجاؤ اگر وحی منزل خوانند رواست۔ معاذ اللہ ایں وثیقہ' لطیفہ را از زبانِ بندہ دانی، الحق اگر ولی واصل کہ از رجعت عالمِ رُوحانی و یا عالمِ قدس شہود از درجہ' خود افتادہ باشد۔ اگر توسّل بایں کتاب مستطاب جوید۔ آں را مرشد یست کامل۔ اگر او توسل نہ گرفت اورا قسم واگر ما اورا نہ رسانیم مارا قسم۔ واگر طالب سلک سلوک معتصم و متمسک شود بجرد اعتصام عارف زندہ دِل و روشن ضمیر سازم۔

ترجمہ: اگر طالب اِن کلمات کو اللہ تعالیٰ کی قدرت کے نشان سمجھ لے تو بجا ہے اور اگر انہیں آسمان سے نازل شدہ وحی جان لے تو بھی روا ہے۔ معاذ اللہ اگر اِس وثیقہ' لطیفہ کو زبان بندہ خیال کریں خدا کی قسم اگر کوئی ولی واصل جو عالم رُوحانی سے رجعت کھا چکا ہو یا عالم قدس شہُود سے گرِ گیا ہو اگر اس کتاب مستطاب کو اپنا وسیلہ بنائے گا اسے مُرشدِ کامل کی طرح پائے گا۔ طالب کو قَسم ہے اگر وُہ اِسے وسیلہ نہ بنائے اور ہمیں قسم ہے اگر ہم اُسے نہ پہنچائیں اور اگر کوئی سلوک باطنی کا طالب اس رسالے کو اپنا دائمی ورد بنائے گا تو بجر د تمسک واعتصام میں اُسے زندہ دل اور روشن ضمیر بنا دُوں گا۔

ہر کہ طالبِ حق بود من حاضرم　　از ابتداء تا انتہا یک دم برم
طالب بیا طالب بیا طالب بیا　　تا رسانم روز اوّل باخُدا

ترجمہ:۔ ''اگر کوئی حق کا طالب ہو تو میں اُس کی رہبری کے لئے حاضر ہوں۔ ابتداء سے انتہا تک ایک دم میں پہنچا دُوں گا اَے طالب آ۔ اَے طالب آ۔ اَے طالب آ۔ تا کہ میں پہلے ہی روز تجھے خُدا سے مِلا دُوں۔''

قصیدہ غوثیہ اور باز اشہب کی اہمیت

اس کتاب میں دوسری چیز حضرت محبُوب سُبحانی قُطبِ ربّانی غوثِ صمدانی حضرت شیخ محی الدین سید عبدُ القادر جیلانی قدس سِرّہ' کا قصِیدہ' غوثیہ اور قصیدہ بازِ اشہب ہے اِن قصائد کو بھی

ہم نے اپنی زندگی میں پڑھا اور بار ہا آزمایا ہے اور ہر قسم کی دینی و دینوی حاجات اور مہمات کی برآری کے لئے انہیں تیر بہدف پایا ہے چنانچہ آں حضرت قدس سرّہ کا قول ہے کہ

''اِسمِی کَالِاسمِ الاَعظَمِ'' یعنی میرا نام اللہ تعالیٰ کے اِسمِ اعظم کی تاثیر رکھتا ہے چنانچہ یہ حدیث آپ کے اس فرمان کی شاہد ہے کہ بندہ نوافل یعنی زائد عبادت سے میرے اتنا قریب ہوتا ہے کہ میں اس کی آنکھیں ہو جاتا ہوں وُہ مجھ سے دیکھتا ہے۔ میں اُس کے کان ہو جاتا ہوں وہ مجھ سے سُنتا ہے میں اُس کی زبان ہو جاتا ہُوں وُہ مجھ سے بولتا ہے اور ایک قصیدے میں فرماتے ہیں

وَاُحیِ فُؤَ اذَا الصَّبِّ بَعدَ القَطِیعَۃِ　　　وَذِکرِیُ جَلاَالاَبصَارِ بَعدَ غِشَا ئِھَآ

یعنی اور جب طالبوں اور سالکوں کی آنکھوں پر غفلت کے پردے پڑ جاتے ہیں اور اُن پر تاریکی چھا جاتی ہے تو میری یاد اور میرے ذکر سے ان پر سے پردے اُٹھ جاتے ہیں اور آنکھیں روشن ہو جاتی ہیں اور جب کوئی طالب رجعت قہقری کھا کر بزرگوں کے نوری رشتے اور باطنی رابطے سے جُدا اور منقطع ہو جاتا ہے تو میں اُسے پھر زندہ کر کے اسی رشتے میں منسلک کر دیتا ہوں

صلوٰۃ الکبریٰ کی تعریف اور اہمیت

تیسری چیز جو غیر مترقبہ نعمتِ عظمیٰ اس کتاب میں دی گئی ہے وُہ صلوٰۃ الکبریٰ ہے اور وُہ حضرت سرورِ کائنات فخرِ موجودات حضرت محمد مصطفٰے صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ذات بابرکات پر دُنیا میں سب سے بہترین اور افضل ترین درود ہے جسے حضرت پیر دستگیر محبُوبِ سُبحانی قدس سرّہٗ نے مرتب فرمایا ہے اور اللہ تعالیٰ کے قرب اور حضرت سرورِ کائنات ﷺ کی خوشنودی اور رضا مندی کے لئے اس سے بہتر وسیلہ اور ذریعہ اور کوئی نہیں ہو سکتا اس فقیر کو اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے رسُول مقبول اور حضرت پیر محبُوب سبحانی قدس سرّہٗ اور اپنے رُوحانی مربّی اور باطنی پیشوا حضرت سُلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کی طرف سے اِن متبرک اَوراد اور وظائف کی کلیدات اور ان کے پڑھنے کی اجازت اور اذن بھی عطا ہوا ہے۔ یہ فقیر ان کلیدات گنج دارین اور مفاتیح کنز کونین کو عمل میں لایا ہے اور ان سے دین و دنیا میں بے حد فائدہ اٹھایا ہے۔ لہٰذا محض فی سبیل اللہ بھولے بھٹکے طالبوں

اور رجعت خوردہ سالکوں اور طرح طرح کے رنج ومصیبت میں جکڑے ہوئے اشخاص کے لئے روز قیامت تک عام دستر خوان بچھایا ہے اور ہر خاص وعام کے لئے صلائے عام ہے آئے اور ہر طالب اپنی طلب اور ہر مرید اپنی مراد اس سے پائے البتہ ہر شخص کی مذہبی ذہنیت اور باطنی فراست الگ الگ ہے اور اسی طرح اس کی قسمت اور نصیب بھی جدا جدا ہے۔

حقیقت دعائے سیفی

چوتھا گنجِ سعادت جو اس کتاب میں دیا گیا ہے وہ دعائے سیفی ہے جسے حرز یمانی بھی کہتے ہیں۔ حضرت سُلطان العارفین قدس سرّہٗ نے اپنی کتابوں میں اس دُعا کی بڑی تعریف فرمائی ہے چنانچہ آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ طالب فقیر کی زبان ہرگز سیف الرحمٰن نہیں ہوتی جب تک وہ دُعائے سیفی کسی بزرگ کے مزار کے پاس بیٹھ کر نہ پڑھے یعنی اِس دُعا کے پڑھنے سے طالب صاحِب لفظِ کُن ہو جاتا ہے یعنی جو بات مُنہ سے نکالتا ہے اللہ تعالیٰ کے امر سے وہ بات ہو جاتی ہے۔

گنج سعادت کی تعریف

پانچویں کلید گنج سعادت جو اس کتاب میں دی گئی ہے۔ وہ دُنیائے فقر و تصوّف کی بزرگ ترین اور ممتاز ترین ہستیوں کے احوال اور اللہ تعالیٰ کے پاک اور مقدس پیارے بندوں کے اصلی خدّ وخال ہیں جو اس کتاب میں درج کئے گئے ہیں کیونکہ آیا ہے کہ

"عِنْدَ ذِكْرِ الصَّالِحِيْنَ تَنْزِلُ الرَّحْمَةُ"

یعنی اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کے ذکر کے وقت اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے اور جو لوگ ان کو ذکر خیر سے یاد کرتے ہیں یا ان کا ذکر سُنتے اور پڑھتے ہیں۔ ان سب پر اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے سو اس کو بھی اللہ تعالیٰ کے لُطف اور مہربانی کا ایک بڑا بھاری ذریعہ اور وسیلہ سمجھ کر اس کتاب میں شامل کر دیا گیا ہے تاکہ اس کے مطالعے سے طالب کے پاس اللہ تعالیٰ کی رضامندی قُرب، معرفت اور وصال کے تمام ذرائع اور وسائل جمع ہو جائیں۔ شاید ان میں سے کسی ذریعے

وہ اپنی مراد کو پہنچ جائے اور اپنی دلی تمنا حاصل کر پائے۔

بتا دیا ہے تجھے گنجِ بے بہا کا سُراغ   ترا نصیب تری یاوری کرے اَے کاش

اِن حالات کے پڑھنے سے طالبان راہ سلوک کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کے عشق اور محبت کا حقیقی جذبہ پیدا ہو جاتا ہے اور یہ جذبہ انہیں کشاں کشاں اپنی اصلی ازلی منزل مقصود یعنی بارگاہِ محبوب حقیقی کی دہلیز تک پہنچا دیتا ہے۔

سیلِ بے رہبر بدریا می رساند خویش را
شوق چوں رہبر شود پس رہبرے درکار نیست

ترجمہ:۔بغیر رہنما کے سیلاب آخر کار دریا میں جا گرتا ہے جب شوق رہبری کر رہا ہو تو پھر دوسرے کسی رہبر کی ضرورت نہیں ہوتی۔

اے طالب صادق! اگر تیرا بخت یاور اور ہماری بات پر باور ہے تو یقین رکھ کہ ہم نے تجھے ایک نہایت ہی گراں بہا گوہر مقصود کا پتہ دے دیا ہے۔ اگر تو اُس راستے پر صدقِ نیت سے چل پڑا تو سلوک کا یہ باطنی صد سالہ اور کٹھن راستہ تو بہت جلدی اور آسانی سے طے کر لے گا۔ یہ ایک ایسا پنج گنج ہے جس سے طالب صادق بے ریاضت ورنج جملہ مراتب ظاہری و باطنی اور تمام مطالب دینی و دینوی جلد حاصل کر لے گا۔

باب سوئم

رسالہ رُوحی اور حدیث کی تفسیر التفاسیر

اب ہم رسالہ روحی کی شرح لکھتے ہیں یہ رسالہ قرآنی آیت: وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ ؕ (سُورۃ الاعراف: آیت ۱۵۶) ترجمہ: اور میری رحمت نے ہر چیز کو گھیر لیا ہے کا لُبِ لباب اور معنی المعنیٰ ہے اور حدیث "کُنْتُ کَنْزً آمَخْفِیًا فَاَرَدْتُّ اَنْ اُعرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ فَبِیْ عَرَفُوْنِیْ " کی شرح اور تفسیر التفاسیر ہے۔ اس حدیث قُدسی کے ہر کلمے اور ہر لفظ کو مصنف علیہ الرحمتہ نے سلوک کے سات باطنی مقامات سے تعبیر فرمایا ہے اور ہر لفظ کو اللہ تعالیٰ کے تنزّ لاتِ ستہ یعنی چھ عدد تنزّ لات کا عُنوان بنایا ہے چنانچہ رسالہ روحی یوں شروع ہوتا ہے

" بداں! اَرْشَدَکَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِی الدَّارَیْن کُنْتُ ھَا ھُوْت کَنْزًا یَا ھُوْت مَخْفِیًا لَاھُوْت فَاَرَدْتُّ مَلَکُوْت، اَنْ اَعْرَفَ جَبَرُوْت. فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ نَا سُوْت ذَات سرچشمہ ٔ چشمانِ حقیقت ھَا ھُوْت ."

پہلا جملہ "بداں اَرْشَدَکَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِی الدَّارَیْن " دعائیہ ہے جس کے معنی ہیں۔ "جان لے اَے طالب! اللہ تعالیٰ تجھے دونوں جہان میں ہدایت نصیب کرے"۔ اس کے بعد حدیث کُنْتُ کَنْزًا مَخْفِیًا کا ہر کلمہ بمع اس کے مقام مخصُوص سلوک کا جوڑا جوڑا نمبروار آیا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے (۱) تھا میں ھَاھُوْت (۲) مثل خزانے یَا ھُوْت کے (۳) مخفی مقام لَاھُوْت کے اندر (۴) پس میں نے ارادہ کیا عالم ملکوت میں (۵) کہ میں پہچانا جاؤں عالم جبروت میں (۶) پس میں نے اپنی پہچان کے لئے مخلوق کے عالم ناسُوت کو پیدا کیا (۷) پس مجھ سے ہی مجھے پہچانا عارف عاشق ذات سرچشمہ ٔ چشمانِ حقیقت ھَاھُوْت نے۔ رسالہ روحی اس حدیث قُدسی کی شرح اور تفسیر ہے اور اس میں حضرت سُلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ نے سات مراتب سلوک اور سات تعیّنات اور چھ تنزّ لاتِ الٰہیہ کی بحث فرمائی ہے

سات مراتب' تعینات وتنزلات

سو ان سات مراتب میں اول مرتبہ جو تمام مراتب الوہیت سے برتر اور جُملہ تعینات علمی اور خارجی سے بالاتر ہے۔ وہ مرتبہ ذات ہے جسے مرتبہ احدیت اور حقیقتِ حق بھی کہتے ہیں یہ مرتبہ ہر قسم کی صفاتِ ذاتیہ وافعالیہ سے خارج ہے یعنی اس مرتبے میں نہ صفات ذاتیہ اور نہ افعالیہ کا حصُول اور نہ سلب مُراد ہے بلکہ یہ مرتبہ ہر وصف ونعت، ہر اسم ورسم، ہر قسم کے ظہور وبطون ہر قسم کی کلّیت وجزّیت اور عمومیّت وخصوصیّت وغیرہ تمام اعتبارات واشارات سے پاک ہے اس مرتبے کو مجهول الوصف، ممتنع الاشارات، منقطع الوجدان، غیب الغیب، مطلق المطلق اور ازل الازال کہتے ہیں اور مرتبہ ھاھویت لاتعین اور عین ھویّت کے نام سے بھی موسوم کرتے ہیں یہ ذاتی مرتبہ ہر قسم کے اعتبارات تمام تعینات اور جُملگی تعلقات اور اضافات غرض کہ اطلاق اور تعین کی کُل قیود اور تعلقات سے مطلق مبرّا اور منزّہ ہے۔ یہ مرتبہ وراء الوراء ثم وراء الوراء ہے اس مرتبہ عرفان تک کسی کو راستہ نہیں اور اس مقام ذات مطلق میں کسی کو دخل نہیں۔

وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ط (سورۃ آل عمران: آیت ۲۸)

ترجمہ: اور اللہ تمہیں اپنے (غضب) سے ڈراتا ہے

لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ط لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿۱۶﴾ (سورۃ المومن: آیت ۱۶)

ترجمہ: آج کس کی بادشاہی ہے صرف اللہ کی جو صرف ایک ہے سب پر غالب ہے

اس مرتبے کی طرف اشارہ ہے رسالہ روحی میں اس مرتبے کو

(1) کُنتُ ھَاھُوت کے مرتبے سے تعبیر کیا گیا ہے۔

(2) دوم مرتبہ تعین الاوّل اور تجلّی اولیٰ ہے یہ مرتبہ وحدت ہے یعنی عالم ذات کا اپنی ذات اور جملہ صفات اسماء کی نسبت ایسا علم کہ جس میں کسی اسم وصف کو ایک دوسرے سے امتیاز نہ ہو یعنی ذات میں علم ذات اور جملہ صفات اور اسماء بلا امتیاز اس طرح مندرج اور شامل ہوں جیسا کہ تخم اور پھل میں درخت بمعہ جُملہ شاخوں، پھلوں، پھولوں پتوں اور کانٹوں وغیرہ کے شامل اور موجود ہوتا ہے۔ اس جگہ چار اعتبارات یعنی علم، وجُود، نُور اور شہوُد، ظہُور پاتے ہیں اس مرتبے کا

دوسرا نام حقیقتِ محمدی ﷺ ہے۔اس تعین کو مرتبۂ اوّل، عقل کُل، عقل اوّل، برزخِ کبریٰ برزخ البرازخ عالم صفات، قلم اعلےٰ، لوحِ محفوظ، اُمّ الکتاب، مخلوقِ اوّل، مبدءِ اوّل حقیقت الخالق ابُو الارواح ابُو الکبیر ورابطۂ اوّل، عالمِ اجمال اور کنز الکنوز کہتے ہیں رسالہ رُوحی میں اس مرتبے کو کنزاً یا ھوت کہا گیا ہے۔

(3) سوم مرتبۂ تعین دوم اور تجلّیٔ ثانیہ ہے۔اس مرتبے کے اندر ذات نے علم ذات کا اور اپنی جمیع صفات واسماء اور جملہ ممکنات کا تفصیلاً، مجملاً، مجموعاً اور الگ الگ امتیاز پایا ہے۔یہ مرتبۂ وحدانیت کہلاتا ہے، اس مرتبے میں جُملہ صفاتِ سبعہ یعنی سات صفات ذاتی یعنی صفت حیات، علم، ارادہ، قدرت، سمع، بصر اور کلام نے ظہور پایا ہے اور کلمات اس میں اٹھائیس ہیں کہ اِن کو اسمائے اِلٰہی اور حقائق الٰہی کہتے ہیں۔یہ مرتبۂ لاھــوت لامکان کا ہے۔یہ مرتبہ ہر آلائشِ حدث وشہادت اور کدورتِ کون وکثافت مکان سے پاک ہے۔یہ محض بحرِ انوار غیب اور دُنیائے اسرارِ لطیف ہے یہ مقام مقامِ اَرواح سے بالاتر ہے۔رسالہ رُوحی میں اِس مرتبے کو مخفیاً لاھوت کے الفاظ سے ادا کیا گیا ہے۔

(4) چوتھا مرتبہ عالمِ اَرواح کا ہے جو کہ ہر مادے سے مجرد اور منفرد ہے اور اجسام کے عوارض، الوان اور اشکال سے پاک ہے اور قابل ادراک خُود اور غیر خُود ہے۔اس لئے سوال أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ط (سورۂ اعراف: آیت ۱۷۲) کیا میں تمہارا رب نہیں کے جواب میں ارواح نے بَلٰی (کیوں نہیں) اس مقام میں کہا اس مرتبے کو مرتبۂ جبروت کہتے ہیں۔عربی میں اجبار جوڑنے اور ملانے کو کہتے ہیں اور جبیرہ اس لکڑی کی چپٹی کو کہتے ہیں جو ٹوٹی ہوئی ہڈی پر باندھتے ہیں یہ مرتبہ مراتب الٰہیہ اور مراتبِ کونیہ کے درمیان بمنزلہ پُل، سیڑھی اور واسطے کے ہے۔اِس لئے اِس مقام کو مقامِ جبرُوت کہتے ہیں یہی مقامِ جبرائیل ہے۔جو اللہ تعالےٰ اور انبیاء علیہم السّلام کے درمیان وحی کا وسیلہ اور واسطہ رہے ہیں اور عبد ومعبُود، خالق ومخلوق اور ربّ ومربوب کے درمیان تعلق جوڑنے پر مامُور ہیں۔یہ مقام عالمِ غیب اور شہادت یعنی عالمِ ارواح وعالمِ اجساد یا عالمِ

لطیف و عالمِ کثیف کے درمیان گویا ایک برزخ (پردہ) اور سیڑھی کے ہے۔ رسالہ رُوحی میں اس مقام کو اَن اُعْرَفَ جَبَرُوْت سے ظاہر کیا گیا ہے۔

(5) پانچواں مرتبہ عالمِ مثال ہے اور یہ عالمِ ملکوت ہے۔ اس عالِم میں میت سے قبر میں سوال و جواب ہوتا ہے اور اِسی عالم میں اُسے برزخ کے اندر عذاب ہوتا یا راحت ملتی ہے کامل لوگوں کی ارواح اور ملائکہ اِسی عالم میں بود و باش رکھتے ہیں اور مختلف مثالی شکلیں اختیار کرتے ہیں۔ خضر اور الیاس علیھما السلام کو اسی مقام میں زندگی حاصل ہے اور اَرواحِ شہداء اکبر اَور اصغر کو اسی مقام میں بہ نسبت دیگر ارواح کے بڑھ کر زندگی اور بیداری حاصل ہے انسان کے سچے خواب اسی مقام میں واقع ہوتے ہیں۔ رسالہ رُوحی میں اس مقام کو فَارَدتُّ مَلَکُوْت کے خطاب سے یاد کیا گیا ہے

(6) چھٹا مرتبہ مرتبہٴ وجود عالم ناسُوت ہے۔ یہ عالم قابلِ خرق والتیام یعنی ٹوٹنے اور جڑنے کے قابل ہے۔ یہاں تمام اشیاء کونیہ بااعتبار خلقت سوائے عرش وکرسی کے قابل تجزیہ وتبعیض ہیں اس عالم میں اشیاء جڑتی اور ٹوٹتی ہیں۔ اس مرتبے کی ابتداء عرش رحمٰن سے ہے اور اس کا انجام اور خاتمہ موالید ثلاثہ پر ہے فرش سے عرش تک اس کا عرض محیط عالم ہے۔ اس مرتبے کو مرتبہٴ ناسُوت کہتے ہیں رسالہ رُوحی میں اس مرتبے کو فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ نَاسُوْت کی عبارت سے یاد کیا گیا ہے

(7) ساتواں مرتبہ جمع الجمع ہے۔ اس مرتبے کا مظہر حضرتِ اِنسان ہے کہ جُملہ تعینات سابقہ اور کل عوالمِ مذکورہ کا جامع ہے۔ اس مرتبہٴ ہدایت میں مرتبہٴ نہایت مندرج ہے
"کَمَاقِیْلَ النِّهَا یَةُ هِیَ الرُّجُوْعُ اِلَی الْبُدَایَةِ" انتہاء ابتدا کی طرف رجوع ہے
اور

فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ (سورۃ الحجر: آیت ۲۹)

ترجمہ: تو جب میں اسے درست کرلوں اور اپنی طرف کی (خاص) روح پھونک دوں تو اسکے لئے تم سجدہ کرتے ہوئے گر جانا۔

اسی نسبتِ ذاتی سے مراد ہے اور اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً ط (سورۃ البقرہ: آیت ۳۰)

ترجمہ: بیشک میں بنانے والا ہوں زمین میں (اپنا) نائب۔

اسی جامعیّت کی طرف اشارہ ہے اور خَلَقَ اللّٰہُ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ (اللہ نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا فرمایا) اسی کمالیت پر دال ہے۔ اس مرتبے میں انسان کامل مظہر اتم کبریا اور آئینۂ جامع حق نما ہوتا ہے۔ رسالہ رُوحی میں اِس مرتبے کو فَبِی عَرَفُوْنِیْ ذات سرچشمۂ چشمان حقیقت ھَا ھُوِیت کے لقب سے یاد کیا گیا ہے۔

مراتب کے درمیان فرق

غرض مذکورہ بالا سات مراتب اور سات تعینات سے رسالہ رُوحی میں بحث کی گئی ہے ان سات مراتب میں سے اوّل تین مراتب یعنی مرتبہ ھاھوت، یاھوت اور لاھوت کو مراتبِ الٰہیہ کہتے ہیں اور دیگر تین مراتب یعنی مرتبۂ جبروت ملکوت اور ناسُوت کو مراتبِ کونیہ کہتے ہیں اور ساتویں مرتبۂ حضرت انسان کو مرتبۂ جامع کہتے ہیں کیوں کہ اس میں جملہ مراتبِ الٰہیہ اور مراتب کونیہ بالقویٰ جمع ہیں۔ یہ مرتبہ ہر دو امکان اور وجُوب مرتبۂ حُدوث وقدم کے رنگ سے رنگین ہے

مذکورہ بالا سات مراتب میں سے سوائے پہلے ذاتی مرتبہ کے باقی چھ مراتب کو تنزّلات ستّہ یعنی چھ عدد تنزلات کہتے ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پہلے واحد مُطلق اور اکیلا تھا کَانَ اللّٰہُ وَلَمْ یَکُنْ مَّعَہٗ شَیْءٌ یعنی اللہ تعالےٰ موجُود تھا اور اُس کے ساتھ اور کوئی چیز موجُود نہ تھی۔ پس اللہ تعالےٰ نے اخفاء سے اِظہار اور وحدت سے کثرت کی طرف ظہُور ونزول فرمایا اور اس ظہور ونزول سے چھ قسم کے تنزّلات واقع ہوئے چنانچہ نزول اوّل میں اللہ تعالیٰ نے ذات سے صفات کی طرف اور نزول دوم کے اندر صفات سے اسماء کی طرف ظہور فرمایا۔ تیسرے نزول میں اسماء سے افعال کا صدُور ہوا اور چہارم نزُول میں افعال سے آثار نمودار ہوئے، پنجم میں آثار سے اعیان اور ششم تنزل کے اندر اعیان سے حضرت انسان کا نمود اور اس کا وجود موجود ہوا۔ ان مراتب میں سے پہلے تین مراتب کو مراتب الٰہیہ اور پچھلے تین مراتب کو مراتبِ کونیہ اور آخری مرتبہ کو مرتبۂ جامعہ کہتے ہیں اور پہلے مرتبہ ذات کے بعد دو

مراتب کوظہور علمی اور آخری تین مراتب کوظہور عینی کہتے ہیں چنانچہ ذیل میں ان جملہ مراتب و تعیّنات وتنزلات وظہورات کا نقشہ دیا جاتا ہے

مراتب تعیّنات وتنزلات کا نقشہ

مرتبہ	تنزل	تعیّن	مقام	مراتب	ظہورات
مرتبۂ اوّل	ذات	۱ تعیّن احدیّت	۱ مقامِ ہاہُوت	مراتبِ الٰہیہّ	ظہورَاتِ علمی
مرتبۂ دوم	۱ تنزّلِ صفات	۲ تعیّن وحدت	۲ مقامِ یاہُوت		
مرتبۂ سوم	۲ تنزّلِ اسماَ	۳ تعین وحدانیّت	۳ مقامِ لاہوت		
مرتبۂ چہارم	۳ تنزّلِ افعال	۴ تعیّن روح	۴ مقامِ جبروت	مراتبِ کونیہّ	ظہورَاتِ عینی
مرتبۂ پنجم	۴ تنزّلِ آثار	۵ تعیّن مثال	۵ مقامِ ملکوت		
مرتبۂ ششم	۵ تنزّلِ اعیان	۶ تعیّن جسم	۶ مقامِ ناسُوت		
مرتبۂ ہفتم	تنزّل حضرتِ انسان	۷ تعیّن انسان	۷ مقامِ ذات سرچشمہ چشمانِ حقیقت ہاہَوت	مرتبۂ جامعہ	

ظہور سات سُلطان الفقراء

یادر ہے کہ آفتابِ ذات نے جب اُفقِ وحدت سے ظہورِ کثرت کی طرف جلوہ فرمایا تو نور ذات سے سات مختلف ذاتی صفات کی شعاعیں نمودار ہوئیں۔ یعنی صفتِ حیات۔ علم قدرت ارادہ، سمع، بصر اور کلام اور اسی کے مطابق سات مذکورہ بالا مراتب اور سات تعینات قائم ہوئے جیسا کہ آفتاب کے ذاتی سفید نُور سے سات مختلف الوان اور رنگوں کا ظہور ہوتا ہے۔ جب کہ وہ کسی شفاف محدّب جسم سے گذرتا ہے جنہیں ہم اکثر شبنم کے قطروں اور قوس قُزح کی صُورت میں روز مرہ دیکھتے ہیں۔ آفتاب ذات کے یہ سات نزولی رنگ عالمِ کثرت، جملہ تنوعات کے ہر علوی اور سفلی اور غیب وشہود کے تمام امکانات میں ظاہر ہوئے جس سے کائنات میں سات آسمان اور زمین میں سات براعظم، سات سمندر، سات بہشت، سات دوزخ، سات ستارے، سات دن ایک ہفتے میں، سات اوتاد، دُنیا میں سات رنگ اور دیگر سات انواع وغیرہ قائم اور موجود ہوئے اور انہی سات مراتب کے مطابق آفتاب نُور محمدی ﷺ سے سات نُوری پاک ہستیاں ظہور پذیر ہوئیں جنہیں رسالہ رُوحی میں سُلطان الفقرأ اور سید الکونین کے القاب سے یاد کیا گیا ہے جن کا ذکر آئندہ رسالہ رُوحی میں آئے گا۔

ربوبیت اور عبودیت

جب کبھی بارش ہو چکنے کے بعد آفتاب مغرب کی طرف بادلوں سے نکل آتا ہے اور مشرق کی طرف ہوا قطرات آبی سے پُر اور مملو ہوتی ہے۔ اُس وقت آفتاب کی سفید روشنی جب اُس فضا پر پڑتی ہے۔ تو قوس قزح کی شکل میں سات رنگوں سے مرکبّ ایک کمان کی صورت کی ٹیڑھی سی لکیر آسمان یا فضا پر نمودار ہو جاتی ہے۔ جسے عربی میں قوس قزح کہتے ہیں اور عوام اُسے بہشتی پینگ کہتے ہیں۔ یہ دائرہ دراصل سُورج کا گول عکس ہوتا ہے جس کا اوپر والا نصف دائرہ جو کہ فضاء کی شفاف آبی سطح پر پڑتا ہے تو وہ سات مختلف رنگوں کی ایک کمان کی طرح نظر آتا ہے لیکن سُورج کا

دُوسرا نصف حصہ جو زمین کی کثیف سطح پر پڑتا ہے وہ مخفی اور غیر مرئی ہوتا ہے اور نظر نہیں آتا۔ بعینہٖ اسی طرح جب آفتاب ذات الٰہی نے فضائے وحدت سے غمام کثرت کی طرف ظہور فرمایا تو ان ظہورات میں سے جو آدھے ظہورات عالم لطیف میں وارد ہوئے وہ ظہورات الٰہیہ بن گئے اور اس نے قوس ربوبیت کا نصف دائرہ بنایا اور جو دوسرے آدھے ظہورات عالمِ کثیف میں واقع ہُوئے وُہ ظہُورات کونیہ کہلائے اور اُس نے نصف دائرۂ عبُودیّت بنایا۔ سو یہ دوقوسین دو کمانوں کی صُورت میں ظہُور پذیر ہوئیں۔ اللہ تعالےٰ کے کامل بندے پر جب اللہ تعالیٰ کے نور کی ذاتی تجلی ہوتی ہے تو اس کا ظاہر اور باطن اس نور صبغۃُ اللہ سے رنگین ہوجاتا ہے اور وہ حدُوث اور قِدم کے پروں سے اپنے اصل کی طرف پرواز کرتا ہے اور اسی باطنی پرواز میں دائرۂ عبُودیّت سے عروج کرکے دائرۂ ربوبیّت میں قدم رکھتا ہے اور اُسے طے کرکے وہاں سے سالک مرجوع بن کر واپس دائرۂ عبُودیت میں لوٹ آتا ہے تو اس وقت اس کے حق میں یہ کہنا صحیح ہوجاتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کے اس عارف واصل نے قوس عبودیت اور قوس ربوبیت کی دو کمانوں کو گویا ملا دیا ہے اسی کا نام ہے مقام

قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ۝ (سورۃ النجم: آیت۹)

ترجمہ: تو (محمد ﷺ اپنے رب سے) دو کمانوں کی مقدار (نزدیک) ہوئے بلکہ اس سے (بھی) زیادہ قریب

جیسا کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عروج معراج کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

فَاسْتَوٰى ۝ وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى ۝ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ۝
فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ۝ (سورۃ النجم: آیت ٦ سے ۹)

ترجمہ: پھر اس (اللہ) نے استویٰ فرمایا اس حال میں کہ وہ (محمد ﷺ) سب سے اونچے کنارے (دائرۂ امکان کے منتہیٰ) پر تھے پھر قریب ہوا (اللہ محمد ﷺ سے) پھر زیادہ قریب ہوا تو (محمد ﷺ اپنے رب سے) دو کمانوں کے مقدار (نزدیک) ہوئے بلکہ اس سے بھی زیادہ قریب۔

پس محمد ﷺ سیدھے آسمان کی طرف بڑھے۔ یہاں تک کہ وُہ (ربُوبیّت کے) اُفق اعلیٰ پر پہنچے۔ پھر زیادہ نزدیک ہوئے پھر (قوس عبودیت کی طرف) جھکے۔ تب دو کمانوں کے دو نصف

دائروں یا اس سے بھی زیادہ قریب تر ملاپ بن گیا۔

اور یہ مقام قاب قوسین اسلام کے بنیادی رُکن کلمۂ طیّبہ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی صورت میں قائم اور نمودار ہو گیا۔ کلمۂ طیّبہ کے پہلے نصف یعنی " لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ" میں ربوبیت کا مظاہرہ ہے اور دوسرے نصف " مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" ﷺ میں عبودیت کی شان جلوہ گر ہے نیز کلمۂ طیّبہ کا نصف قوس الوہیت یعنی لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ میں صفت شمسِ جلال کا مظاہرہ ہے اور اس کلمے کے بارہ حروف کے مُطابق بارہ بُروجِ شمسی کے بارہ ماہ کامل دنیا میں قائم ہوئے اور آفتاب جلال کے زیر اثر دن کے روشن اور گرم بارہ گھنٹے معیّن ہوئے اور کلمۂ طیّبہ کے دوسرے نصف یعنی قوس عبودیت "مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" ﷺ کے بارہ حروف کے مطابق قمری سال جمال کے بارہ ماہ نمودار ہوئے اور لیلائے لیل جمال کے بارہ ٹھنڈے گھنٹے قائم ہوئے۔ شمسی سال کے مہینے اسی لئے ایک ہی موسم میں یکساں طور پر واقع ہوتے رہتے ہیں کیونکہ حقیقت الٰہی کبھی اور کسی طرح تغیر پذیر نہیں ہوتی۔ وہ ذات ذوالجلال لم یزل ولایزال ہمیشہ ایک ہی حالت پر اَلآنَ کَمَا کَانَ دائم قائم ہے اور قمری مہینوں کا موسم اس واسطے بدلتا رہتا ہے کہ حقیقت محمدی ﷺ مختلف زمانوں کے اندر اپنے نائب، خلیفہ اور جانشین کی صورت میں بدلتی رہتی ہے۔ دن اور رات کے شبانہ روز میں چوبیس گھنٹے ہوتے ہیں اور انسان ہر گھنٹے میں تقریباً ایک ہزار دفعہ سانس لیتا ہے چنانچہ کلمہ طیّبہ کے چوبیس حروف کے مطابق دن رات میں انسان کے چوبیس ہزار سانس ہوتے ہیں۔ ذاکر سے ہر سانس میں کلمۂ طیّبہ کے چوبیس ہزار انوار نمودار ہوتے ہیں اور ہر سانس میں چوبیس ہزار شیطان کے ناری آزار زائل ہوتے ہیں۔ اس بات سے تعجب نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ اَلطُّرُقُ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی بِعَدَدِ اَنْفَاسِ الْخَلَائِقِ یعنی بندے کے لئے اللہ تعالےٰ کی طرف اتنے راستے ہیں جتنے کہ دُنیا میں اس کے سانس ہوتے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کا فضل انسان کے شامل حال ہو جائے اور مُرشدِ کامل کی نگاہ لُطف پڑ جائے تو ایک ہی دم اور سانس میں انسان اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس تک پہنچ جائے۔ نیز سال کے تین سو ساٹھ دن ہوتے ہیں اور مومن عارف کے دل کی طرف

اللہ تعالیٰ ہر روز بمقتضائے کُلَّ یَوۡمٍ هُوَ فِیۡ شَاۡنٍ ۚ (سورۃ الرحمٰن: آیت ۲۹)
(ترجمہ: وہ ہر آن نئی شان میں ہے) نئی شان سے جلوہ گر ہوتا ہے۔ عارف کامل کے دل میں وہ شان معلوم ہوتی ہے لیکن عام مُردہ دِل نفسانی کے دل پر اس شان کی تاثیر معدوم ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر انسان کی طرف ایک نئی شان اور صفت سے متجلی ہوا ہے اس واسطے دُنیا میں اختلاف رنگ و بو واقع ہوا ہے

اے تُرا بر طُور دِل سہر دم تجلی دِگر   طالب دیدار راہر گوشہ مُوسیٰ دگر
یک دو حرفے خواندہ زم در پیش استادازل   تا ابد بر دل رسد ہر لحظہ معنی دِگر

ترجمہ:۔ اے خدا! تو ہر لمحے دل پر نئی تجلی ڈالتا ہے تیرے دیدار کا طالب ہر سمت سے ایک نئے موسیٰ کو دیکھتا ہے جس نے استادِ ازل سے ایک دو حرف پڑھ لئے ہیں اس کے دل میں ہر لمحے نئے مفاہیم اترتے ہیں۔

واضح رہے کہ ازل کے روز اللہ تعالیٰ نے عالم ارواح کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا اَلَسۡتُ بِرَبِّکُمۡ ؕ (سورۃ الاعراف: آیت ۱۷۲) یعنی کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔ سب نے یک زبان ہو کر جواب میں بلٰی یعنی ہاں کہا اُس وقت زبانی (ORAL) امتحان تھا۔ بعدہٗ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں کمرۂ امتحان میں بٹھا کر مادے کے پرچوں پر اُن سے اپنی الُوہیّت اور ربوبیّت کے سوال کے حل طلب کئے اور ازل کے روز اللہ تعالیٰ نے ارواح کی طرف چونکہ اپنی ربوبیت اور الوہیت کی تجلی فرمائی تھی اس واسطے دنیا میں ارواح کی خاکِ عبودیت شرابِ ربوبیت اور بادۂ الُوہیت سے مخمّر ہو گئی

دوش دیدم کہ ملائک در میخانہ زدند   گلِ آدم بسر شتند و بہ پیمانہ زدند
آسماں بارِ امانت نتوانست کشید   قرعہٗ فال بنام من دیوانہ زدند

ترجمہ:۔ گذشتہ رات میں نے ملائکہ کو عشق دوستی کے میخانے کا دروازہ کھولتے اور آدم کی مٹی کو گوندھتے اور اس کا سراپا نہاتے دیکھا۔ آسمان جس امانت کا بار نہ اٹھا سکا اس کا قرعہ فال مجھ دیوانے کے نام نکل گیا۔

دُنیا کے اکثر ظلوم وجہول انسانوں نے اپنے حادث پیکر خاکی میں جب قدامت کا رنگ دیکھ لیا۔ تو ربوبیت اور الُوہیّت کا دم بھرنے لگ گئے اور خودی اور انانیت کے گرداب میں

گرفتار ہوکر اپنے پروردگار سے غافل ہوگئے۔ دنیا میں آکر ان لوگوں نے اپنے صنم نفس اور نفسانی مادی معبودوں کو تو ثابت کیا لیکن اپنے رب حقیقی اللہ تعالیٰ کی ربُوبیّت اور الُوہیّت کی نفی کر ڈالی اور اُلٹا کلمہ پڑھ کر راہ راست سے بھٹک گئے یہ لوگ دُنیا میں محجوب اور مغضوب کہلائے۔ تمام کفار مشرکین اور اللہ تعالیٰ سے غافلین فاسقین لوگ اِس گروہ میں شامل ہیں اور دُنیا میں اِن لوگوں کی بہت بھاری اکثریت ہے اور یہ سب اللہ تعالیٰ کے اس عظیم الشان اِمتحان میں فیل لوگ ہیں۔ ان لوگوں کے دل و دماغ پر اکثر شیطانی انانیت یعنی اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ (سورہ اعراف: آیت ۱۲) (میں اس سے بہتر ہوں) کا بھوت کسی نہ کسی رنگ میں سوار رہتا ہے اور فرعون کی طرح کُوسِ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى (سورۃ النزعٰت: آیت ۲۴) (میں تمہارا سب سے اونچا رب ہوں) ہر وقت اس طرح بجاتے رہتے ہیں کہ انہیں مُطلق خبر بھی نہیں ہوتی۔ یہ لوگ دُنیا کی طلب میں اس طرح محو اور منہمک رہتے ہیں کہ اُنہیں اپنے خالق مالک اللہ تعالیٰ کا مطلق خیال بھی نہیں آتا ان لوگوں کا مشرب ہے ہمہ بے اوست۔

تین قسم کے مجذوبین و محبوبین کا بیان

دو قسم کی ارواح پر جب ازل کے روز تجلی ہوئی تو ان کی نظر اس تجلی سے خیرہ ہوگئی انہوں نے دُنیا میں آکر بغیر نفی کے اللہ تعالیٰ کو ثابت کیا اور ہر شے میں اس کا پرتو دیکھ کر مختلف مظاہر قدرت کو ذات واجب الوجُود تصوّر کیا۔ یہ مشرب ہمہ اوست لغزشوں اور رجعتوں سے پُر ہے مشرب ہمہ اوست اگر توحیدی اور حالی ہے تو اس کے جواز کی صُورت ہوسکتی ہے لیکن عوام اہل تقلید لوگ اس مشرب میں بڑی بھاری لغزش کھاتے ہیں اور کائنات کی ہر شے کو ذات واجب الوجود کا مظہر خیال کر کے اُس کے پُوجنے اور پرستش کرنے کا جواز نکال لیتے ہیں چنانچہ حُسن پرستی، بت پرستی، پیر پرستی، قبوُر پرستی، سُورج پرستی، آتش پرستی، اوتار پرستی، بادشاہ پرستی، غرض تمام غیر پرستی کے جواز یہاں سے نکلتے ہیں۔ منصور حلاج کا اناالحق گو حالی تھا تب بھی شریعت نے اُس پر مواخذہ کر کے اُسے سُولی پر چڑھا دیا جبکہ فرعون کا اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى دجالی تھا کیونکہ نفسانی لوگوں کا

کبر اور انانیّت نفس اور ہوا سے ہوتی ہے اور اہل اللہ لوگوں کا اَنا اور کبر ذات کبریا سے ہوتا ہے سو اس مشرب میں جو لوگ اہل توحید صاحبِ حال ہیں وہ معذورین مجذوبین کہلاتے ہیں اور جو لوگ اہل تقلید صاحب قیل وقال ہیں وہ ضالین اور راستے سے بھٹکے ہوئے ہیں۔

سوم فرقہ اُن بلند حوصلہ قوی استعداد اور دُور بین لوگوں کا ہے کہ جن کی ارواح اور قلوب پر جب روزِ ازل میں الست کی تجلّی ہُوئی تو دُنیا میں بھی ان لوگوں نے وعدۂ بلیٰ کو کما حقہ، اِیفاء کیا ان لوگوں نے نورِ حق کو مقامِ ربوبیت میں اور اپنے وجود کو مقام عبُودیت میں الگ الگ دیکھا انہوں نے دُنیا میں آ کر دِل وجان سے اس کی ربوبیت کا اِظہار کیا اور اپنی عبودیت کا ظاہری و باطنی اَور عملی و علمی طور پر اقرار کیا۔ ان لوگوں نے اپنے حادث وجود میں اس کے قدیم رنگ سے اس کی معرفت اور شناخت کا فائدہ اُٹھایا اور اسی کے شمع جمال پر پروانہ وار جل کر اپنے آپ کو اس پر مٹایا اور اپنے اور تمام غیر ماسوا مطلوبوں اور کل نفسانی مقصودوں اور جُملہ فانی معبودوں کی نفی کر کے اس کی ذات واجب الوجود کو ثابت کیا اور اپنے آپ کو اس کی ذات حیّ و قیوم میں فنا کر کے اس کے وصل اور مشاہدے سے جام بقا پیا۔ یہ فرقۂ محبوبین ہمہ از وست کا ہے۔

سو یہ تین قسم کے فرقے ہوئے۔ ایک فرقہ وہ ہے جس کا خیال ہے کہ ہمہ بے اوست یعنی کائنات بغیر خالق مالک کے ہے۔ دُوسرے فرقے کا خیال ہے ہمہ اوست۔ سب وہی ذات واجب الوُجود ہے۔ سوم گروہ صادق مصدوق، اہل سُنّت و جماعت اہل حق کا ہے جو سمجھتے جانتے اور دیکھتے ہیں کہ ہمہ از وست یعنی سب کچھ اسی سے ہے اور وہ سب کا خالق مالک ہے لیکن اس کی ذات مخلوق کے گرد وغبار سے پاک اور منزہ ہے قرآن کریم میں آیا ہے

فَاعۡلَمۡ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یعنی اس بات کو جان لے کہ نہیں ہے کوئی معبود مگر وُہ ذات واجب الوجُود اس میں غیر معبُودوں کی نفی ہے پھر اثبات ہے اور یہی صراط مستقیم اور اصل توحید اور معرفتِ ذات ہے۔ کُنہ کُن کے ان غیر مختتم اور لاحد اسرار و معارف کو اگر ہم تحریر کرتے جائیں تو کبھی ختم نہیں ہوں گے اور ہم اپنی اصلی غرض اور مطلب سے دُور جا پڑیں گے۔ وجہ یہ ہے کہ اس

موضوع میں پڑنے سے مسائلِ وحدتِ وجود اور وحدت شہود یا ہمہ اوست اور ہمہ از وست کے فلسفیانہ اور متکلمانہ دُور دراز بحث کا ایک لازوال سلسلہ شروع ہوجاتا ہے جس کی تشریح میں متقدمین اور متاخّرین متصوّفین نے دفتر کے دفتر سیاہ کردیئے ہیں لیکن قیل وقال اور عقلی دلائل سے یہ عقدۂ لاینحل کبھی وا نہیں ہوتا کیوں کہ ان لازوال منازل کو برق براقِ عشق طرفتہ العین میں طے کرلیتا ہے۔ عقل دُور اندیش کا گدھا اپنے پندار کے دلدل میں پھنس کر بازی ہار جاتا ہے ۔

حدیث از مطرب و مے گو وراز دہر کمتر جو   کہ کس نکشو د ونکشاید بحکمت ایں معمّا را

ترجمہ:۔ مطرب اور مے کی بات کرو، زمانے کی تخلیق کا راز مت ڈھونڈھو، علم وحکمت سے کوئی معمے کی گرہ کشائی کرسکا نہ کرسکتا ہے۔

رسالہ رُوحی پر اعتراضات کے جوابات

سواب ہم اپنے اصلی موضوع کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ رسالہ رُوحی میں ایک مسئلہ جس کی تشریح اور توضیح نہایت ضروری ہے اور یہ مسئلہ اکثر علماء ظاہر کے اِعتراضات کی آماجگاہ بنا رہتا ہے وُہ مسئلہ یہ ہے کہ اس رسالہ میں دُنیا کے تمام اولیاء اللہ میں سے صرف سات ممتاز اولیائے اللہ کو سُلطان الفقراؔ اور سیّد الکونین کے جلیل القدر لقب سے یاد کیا گیا ہے جن میں سے مندرجہ ذیل پانچ پاک ہستیاں دُنیا میں آچکی ہیں۔ اوّل رُوح پاک جناب خاتُون جنت حضرت فاطمۃ الزّہراء رضی اللہ عنہا۔ دوم رُوح مبارک حضرت خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ۔ سوم رُوحِ مقدس حضرت سید الاولیاء شاہ محی الدّین حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرّہ العزیز چہارم رُوحِ مکرّم حضرت پیر عبدالرزاق فرزند حضرت پیر دستگیر قدس اللہ سرّہ العزیز۔ پنجم رُوحِ معظم حضرت سُلطان العارفین فنافی عین ذات یا ھُو حضرت شیخ سُلطان باہُو قدس اللہ سرّہ العزیز۔

رسالہ رُوحی میں مذکور ہے کہ اِن پانچ اَولیاء مقرّبین کے علاوہ دو دیگر اولیاء اللہ دُنیا میں آنے والے ہیں جب تک وُہ دُنیا میں ظہور پذیر نہیں ہوں گے قیامت قائم نہیں ہوگی۔ اِن سات اولیاء اللہ کے قدم تمام اولیاء اللہ غوث وقطب کے سر پر ہیں۔ معترضین کہتے ہیں کہ ان

سلطان الفقرأ اور سید الکونین میں صحابہ کرام، دوازدہ امام ومجتہدین اور دیگر اولیاء مقرّبین میں سے کسی کو شامل نہیں کیا گیا واقعی یہ بڑا بھاری اشکال ہے اس فقیر کو خود بھی کچھ عرصہ اس مسئلہ کے متعلق بڑی فکر اور اندیشہ لاحق رہا چنانچہ ایک رات اس فقیر نے واقعہ میں دیکھا کہ باطن میں ایک بزرگ نے مُجھ سے یہی سوال کیا۔ اُس وقت اللہ تعالیٰ نے اس عُقدے کا ایک عجیب حل میرے دل میں القاء فرمایا جو اُس وقت اِس فقیر نے بطور جواب اس بزرگ کے سامنے پیش کیا جسے اُس نے درست اور صحیح تسلیم کیا اور اس پر اپنی خوشنودی اور رضا مندی کا اظہار کیا۔ وُہ جواب یہ ہے کہ جس طرح ظاہر میں مختلف فنون اور کمالات ہیں اسی طرح باطن میں بھی الگ الگ ہُنر اور کمالات کی قسمیں ہیں اور ایک ہُنر اور کمال دُوسرے ہُنر اور کمال سے کوئی نسبت اور لگاؤ نہیں رکھتا۔ مثلاً دُنیا کے اندر بعض اشخاص خوش نویسی میں کمال رکھتے ہیں اور بعض خوش آوازی اور گانے میں ید طولیٰ رکھتے ہیں اور بعض پہلوانی میں بڑی قوت اور فنِ پہلوانی کے مالک ہوتے ہیں چنانچہ آیا ہے ''لِکُلِّ فَنٍّ رِجالٌ وَلِکُلِ رِجالِ فَنٌ''۔ یعنی ہر فن میں خاص صاحبِ کمال اِنسان ہوتے ہیں اور ہر اِنسان کے لئے ایک خاص فن ہوتا ہے سو مختلف فنون والوں کی آپس میں نہ کوئی نسبت قائم کی جاسکتی ہے اور نہ اِن کا مقابلہ کیا جاسکتا ہے۔ مثلاً یہ نہیں کہا جاسکتا کہ فلاں خوش نویس اور فلاں گویّے میں سے کون بہتر ہے یا فلاں گویّے اور فلاں پہلوان میں سے کون بڑھ کر ہے کیونکہ یہ شعبے ہی مختلف ہیں۔ اسی طرح باطنی دُنیا کے کمالات اور فنون کے بھی مختلف شعبے اور قسمیں ہیں یعنی بعض اولیاء اللہ زُہد میں، بعض ترک میں، بعض ریاضت میں، بعض صدق میں بعض صبر میں، بعض شکر میں، بعض تجرید و تفرید، بعض جُود وسخا بعض رحمت ورافت میں مشہورِ زمانہ اور یکتائے روزگار ہُوئے ہیں چنانچہ انبیاء علیہم السلام میں سے حضرت عیسٰی علیہ السلام زاہد البشر اور حضرت داوٗد علیہ السلام اعبد البشر اور حضرت ایوب علیہ السلام اصبر البشر ہوئے ہیں یعنی ہر نبی کسی خاص باطنی صفت اور فن میں صاحب کمال ہوا ہے۔ اسی طرح اصحاب کبار میں سے بعض صدق میں، بعض عدل میں، بعض حیا میں، بعض علمِ میں، بعض جودوسخا اور

علم وشجاعت میں یگانہ روزگار ہوئے ہیں۔ اسی طرح اولیاء اللہ میں سے ہر ولی اپنی ایک خاص باطنی صفت اور فن میں صاحب کمال ہوتا ہے۔ اسی طرح فقر ایک خاص باطنی فن اور کمال ہے اور اس کے برابر باطنی دنیا میں نہ کوئی فن ہے اور نہ کوئی کمال اور یہ باطنی کمال اور نعمت تمام انبیاء میں سے بدرجہ اتم ہمارے آقائے نامدار احمد مختار حضرت مُحَمَّد مُصطفےٰ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے مرحمت فرمائی تھی جس میں نہ کوئی نبی اور نہ کوئی رسُول آپ کے ہمسر اور برابر ہوسکتا ہے اور اسی پر آپ نے فخر فرمایا ہے کہ ''اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَبِهٖ اَفْتَخِرُ عَلٰی سَائِرِ الْاَنْبِیَاءِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ ''۔ یعنی فقر کے کمال پر مجھے فخر حاصل ہے اور اسی بے مثل کمال کے باعث قیامت کے روز تمام انبیاء اور مُرسلین کے درمیان میں سر بلند ہوں گا۔

﴿باب چہارم﴾

فقر کی تعریف اور حقیقت

مقامِ غور ہے کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تمام ظاہری و باطنی کمالات کے جامع ہیں لیکن آپ نے کسی فن اور کمال پر فخر نہیں فرمایا۔ یعنی نہ شجاعت پر، نہ سخاوت پر۔ نہ تقویٰ وصبر پر نہ ترک وتوکل پر اور نہ فصاحت و بلاغت پر لیکن حضور ﷺ نے محض فقر کے کمال پر فخر کا اظہار فرمایا ہے اور ایک جگہ فرمایا ہے ''اَلْفَقْرُ فَخرِیْ وَالْفَقْرُ مِنِّی''۔ فقر میرا فخر ہے اور فقر ہی میرا اصل ترکہ اور ورثہ ہے۔ اب صرف یہ بات تشریح طلب ہے کہ آیا فقر کونسا باطنی فن اور کمال ہے جس پر فخر الانبیاء کی ذات بابرکات فخر فرماتی ہے۔ لغت عربی میں فقر، افلاس اور تنگدستی اور دینوی تنگی و ناداری کو کہتے ہیں لیکن باطنی دُنیا میں فقر دونوں جہاں کی بادشاہی اور سرداری کا نام ہے چنانچہ حضرت پیر محبُوب سُبحانی قدس اللہ سرّہ العزیز سے کسی نے فقر کی تعریف پُوچھی تو آپ نے فرمایا ''لَیْسَ الْفَقِیْرُ مَنْ لَّیْسَ لَہٗ دِرھَمٌ وَلَادِیْنَارٌ بَلِ الْفَقِیْرُ مَنْ قَالَ لِشَیْءٍ کُنْ فَیَکُوْنُ'' یعنی دُنیائے باطن میں فقیر وُہ نہیں جس کے پاس روپے پیسے نہ ہوں بلکہ فقیر وُہ ہے جو کسی شے کے لئے کہہ دے کہ ہوجا پس وُہ ہوجائے۔ یعنی فقیر وُہ ممتاز اور محبوب ہستی ہے کہ جو مالک الملک ہو اور جس کی زبان سیف الرحمٰن ہو کہ جس کام کے لئے امر کرے کہ ہوجا پس وُہ ہوجائے اور فقر کی تعریف یہ بھی آتی ہے کہ ''اَلْفَقْرُ اِذَا اَتَمَّ فَھُوَ اللہ'' یعنی جب فقر کا مرتبہ تمام ہوجاتا ہے تو بس اللہ ہی اللہ رہ جاتا ہے یعنی فقیر اللہ تعالیٰ کے نور میں فنا حاصل کر کے اُس کے نور سے باقی باللہ ہوجاتا ہے۔ سو باطن میں فقر سب سے اعلیٰ، افضل اور بلند ترین مرتبے اور ارفع ترین درجے کا نام ہے اور وُہ فقر اِختیاری ہے نہ کہ فقر اور افلاس اضطراری جو کہ محض دینوی مُفلسی اور ناداری ہے اور مُوجب رُسوائی وخواری ہے۔ ایسے فقر نگونسار سے پناہ مانگی گئی ہے کہ جس سے دینوی لالچ اور طمع کے سبب فقیر دُنیا داروں کے سامنے ادب اور تعظیم کے لئے جُھکے چنانچہ فرمایا ہے

''اَعُوْذُ بِاللهِ مِنْ فَقْرِ الْمُکِبِّ''۔ یعنی میں فقر نگونسار سے پناہ مانگتا ہوں۔ ایسا فقر دونوں جہاں کی روسیاہی ہے لیکن فقر خاص الخاص تو دونوں جہاں کی بادشاہی ہے اس لئے باطن میں اِس سے اعلیٰ اور افضل اور کوئی رُتبہ ہی نہیں ہے اور یہ بلند منصب سب انبیاء مُرسلین میں سے اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو مرحمت فرمایا اور بعدہٗ آپ ﷺ کے طفیل آپ کی اُمّت کے خاص خاص فنافی الرّسول پاک ممتاز اشخاص اور مقدّس ہستیوں کو اس سے سرفراز فرمایا۔

فقر پر حضرت ابوذر غفاری کی حدیث

یوں تو فقر کی فضیلت میں بے شمار حدیثیں آئی ہیں لیکن ہم فقر کی فضلیت اور علوّ شان میں حضرت ابی ذر غفاری رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث پر اکتفا کرتے ہیں چنانچہ ایک دفعہ حضرت سرورِ کائنات ﷺ مغموم اور اُداس بیٹھے تھے اور آپ کی چشمِ مبارک سے آنسو جاری تھے کہ اس اثناء میں حضرت ابی ذر غفاری رضی اللہ عنہ آپ کے پاس آ نکلے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بخود حضرت ابی ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا کہ: ''یَا اَبَا ذَرِّ اَتَدْرِیْ مَا غَمِّیْ وَحُزْنِیْ وَلَاَیِّ شَیْءٍ اِشْتِیَاقِیْ فَقَالَ اَبُوْذَرٍّ اَخْبِرْنِیْ یَا رَسُوْلَ اللهِ (ﷺ) بِغَمِّکَ وَفِکْرِکَ فَقَالَ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اٰه اٰه اٰه وَاشَوْ قَاهُ اِلٰی لِقَآءِ اِخْوَانِیْ یَکُوْنُوْنَ بَعْدِیْ. شَأنُهُمْ کَشَانِ الْاَنْبِیَآءِ وَهُمْ عِنْدَ اللهِ بِمَنْزِلَةِ الشُّهَدَآءِ یَفِرُّوْنَ مِنَ الْاٰبَاءِ وَ الْاُمَّهَاتِ وَالْاَخْوَانِ وَالْاَخْوَاتِ وَالْاَبْنَاءِ لِابْتِغَاءِ مَرْضَاتِ اللهِ تَعَالٰی وَهُمْ یَتْرُکُوْنَ اَمْوَالَهُمْ لِلّٰهِ تَعَالٰی یُبَدِّلُوْنَ اَنْفُسَهُمْ بِالتَّوَاضُعِ لَایَرْغَبُوْنَ فِی الشَّهَوَاتِ وَ حُصُوْلِ الدُّنْیَاوَ یَجْتَمِعُوْنَ فِیْ بَیْتٍ مِّنْ بُیُوْتِ اللهِ مَجْذُوْبِیْنَ مِنْ حُبِّ اللهِ وَقُلُوْبُهُمْ اِلَی اللهِ وَ اَرْوَاحُهُمْ مِنَ اللهِ وَ عِلْمُهُمْ لِلّٰهِ اِذَا مَرِضَ وَاحِدٌ مِّنْهُمْ هُوَ اَفْضَلُ عِنْدَ اللهِ مِنْ عِبَادَةِ اَلْفِ سَنَةٍ وَّ اِنْ شِئْتَ اَزِیْدَکَ یَا اَبَاذَرِّ. قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللهِ (ﷺ) قَالَ الْوَاحِدُ مِنْهُمْ اِذَا مَاتَ فَهُوَ کَمَنْ مَّاتَ فِی السَّمَاءِ لِکَرَامَتِهٖ عَلَی اللهِ وَاِنْ شِئْتَ اَزِیْدَکَ یَا اَبَاذَرِّ قُلْتُ بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللهِ (ﷺ). قَالَ الْوَاحِدُ مِنْهُمْ یُؤْذِیْهِ قُمْلَةٌ فِیْ ثِیَابِهٖ فَلَهٗ

عِنْدَ اللهِ اَجْرُ سَبْعِيْنَ حَجَّةٍ وَّ عُمْرَةٍ وَكَان لَه‘ اَجْرُ عِتْقِ اَرْبَعِيْنَ رَقَبَةٍ مِنْ اَوْلَادِ اِسْمَاعِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ بِاثْنَى عَشَرَ اَلْفَ دِيْنَارٍ ، وَاِنْ شِئْتَ اَزِيْدَكَ يَا اَبَاذَرٍ . قُلْتُ بَلٰى يَارَسُوْلَ اللهِ (ﷺ). قَالَ الْوَاحِدُ مِنْهُمْ يَذْكُرُ اَهْلَ الْوَدُوْدِ ثُمَّ يَغْتَمُّ يُكْتَبُ لَه‘ بِكُلِّ نَفْسٍ اَلْفَ اَلْفِ دَرَجَةٍ وَاِنْ شِئْتَ اَزِيْدَكَ، قُلْتُ بَلٰى يَارَسُوْلَ اللهِ (ﷺ) قَالَ الْوَاحِدُ مِنْهُمْ يُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ كَمَنْ يَّعْبُدُ اللهَ فِيْ جَبَلِ عَرَفَاتٍ مِّثْلَ عُمُرِ نُوْحٍ اَلْفَ سَنَةٍ وَّ اِنْ شِئْتَ اَزِيْدَكَ يَا اَبَاذَرٍّ، قُلْتُ بَلٰى يَارَسُوْلَ اللهِ (ﷺ) قَالَ الْوَاحِدُ مِنْهُمْ يُسَبِّحُ سَبْحَةً خَيْرٌ لَه‘ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ اَنْ يُّسِيْرَ مَعَه‘ جِبَالُ الدُّنْيَا ذَهَبًا وَّ اِنْ شِئْتَ اَزِيْدَكَ يَا اَبَاذَرٍّ . قُلْتُ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللهِ (ﷺ) قَالَ مَنْ نَظَرَ نَظْرَةً اِلٰى اَحَدِ هِمْ هُوَاَحَبُّ اِلَى اللهِ مِنْ نَظْرِهٖ اِلٰى بَيْتِ اللهِ تَعَالٰى وَمَنْ سَتَرَه‘ فَكَاَنَّمَا سَتَرَ اللهَ تَعَالٰى وَ مَنْ اَطْعَمَه‘ فَكَاَنَّمَا اَطْعَمَ اللهَ تَعَالٰى وَ اِنْ شِئْتَ اَزِيْدَكَ يَا اَبَاذَرٍّ قُلْتُ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللهِ (ﷺ) قَالَ الْوَاحِدُ مِنْهُمْ اِنْ جَلَسَ مَعَه‘ قَوْمٌ مُصِرُّوْنَ وَ مُثْقَلُوْنَ مِنَ الذُّنُوْبِ مَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا الْمُخَفَّفُوْنَ ‘‘ ۔

ترجمۂ حدیث:۔ ایک روز حضرت رسالت مآب صلّی اللہ علیہ وسلم مغموم اور غمگین بیٹھے تھے اور آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے کہ اتنے میں حضرت ابی ذر غفاری ﷛ آپ کے پاس آ نکلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی ذر غفاری ﷛ سے دریافت فرمایا کہ اے اباذر! کیا تجھے معلوم ہے کہ میں کیوں مغمُوم اور محزون ہوں اور مجھے کِس چیز کا اِشتیاق ہے۔ ابُو ذر ﷛ نے عرض کیا یارسُول اللہ ﷺ مجھے اپنے فکر اور غم سے آگاہ فرمایئے۔ تب آنحضرت ﷺ نے تین دفعہ آہ سرد کھینچ کر فرمایا آہ۔ آہ۔ آہ۔ میرے دل میں کس قدر اشتیاق ہے اپنے اُن بھائیوں کے دیکھنے کا جو میرے بعد دُنیا میں آئیں گے۔ اُن کی شان انبیاء کی شان کے برابر ہوگی اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک وُہ شُہداء کا درجہ رکھتے ہوں گے۔ اپنے مولیٰ کی رضامندی کی خاطر وُہ اپنے ماں باپ، بھائی بہنوں اور بیٹوں کو چھوڑ دیں گے اور اللہ تعالیٰ کی طلب میں مال دُنیا کو ترک کر دیں گے اور محض اللہ تعالیٰ

کے لئے اپنے نفسوں کومتواضع بناڈالیں گے۔نفسانی رغبتوں،شہوانی خواہشوں اور دنیاوی کاموں اور مُرادوں کو بالکل ترک کردیں گے۔اللہ تعالیٰ کی محبت میں مجذوب ہوکراللہ تعالیٰ کے گھر میں اکٹھے ہورہیں گے۔ان کے دل اللہ تعالیٰ کی طرف پھرے ہوئے ہوں گےاوران کی ارواح کواللہ تعالیٰ کی طرف سے تائیدغیبی پہنچے گی اوران کوعلمِ لدُنّی اللہ تعالیٰ کی طرف سے حاصل ہوگا۔اگران میں سے کوئی ایک بیمار پڑجائے تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک اسے اس مرض کا ہزار سال کی عبادت سے زیادہ ثواب ملے گا اوراے اباذرؓ!اگرتُو چاہے تو اورزیادہ ان کی تعریف بیان کروں میں نے عرض کیا ہاں یارسول اللہ ﷺ اورفرمائیے۔تو آپ نے فرمایا کہ اگران میں سے کوئی اس حالت میں مرجائے تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی ایسی عزّت اورتوقیر ہوتی ہے کہ گویا اہل آسمان میں سے کوئی گذر گیا ہے۔اے اباذرؓ!اگرتُو چاہے تو مزید بیان کروں؟عرض کیا،ہاں!یارسُول اللہ ﷺ اور فرمائیے تو آپ نے فرمایا کہ ان میں سے اگر کسی کو اُس کے کپڑوں کی جوں ستائے تو اس تکلیف کے بدلے اللہ تعالیٰ کے نزدیک اُسے ستر(۷۰)مقبول حجّوں اورستر(۷۰)عُمروں کا ثواب ملے گا اوراُسے چالیس ایسے غلاموں کے آزادکرنے کا اجر ملے گا جوحضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے ہوں اور ہرغلام بارہ ہزار دینار سے خریدا گیا ہواور اگرتُو چاہے اے اباذرؓ!میں مزید بیان کروں۔میں نے عرض کیا کہ ہاں یارسوُل اللہ ﷺ اورفرمائیے تب آپ نے فرمایا کہ اگران میں سے کسی کو اپنے پچھلے دوستوں اورخویشوں کی یادغمگین کرے تو اسے اس غمگین ساعت کے ہر سانس کے عوض ہزار ہزار درجے ملیں گے اور اگرتُو چاہے اے اباذرؓ تو میں اور زیادہ بیان کروں۔میں نے عرض کیا ہاں!یارسول اللہ ﷺ فرمائیے۔آپ نے فرمایا کہ اگران میں سے کوئی شخص دورکعت نفل ادا کرے۔تو گویا اُس نے جبل عرفات میں نُوح علیہ السلام کی عُمر کے برابر یعنی ہزارسال عبادت کی اوراگرتُو چاہے اے اباذرؓ!تو میں اورزیادہ تعریف کروں میں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ ﷺ!فرمائیے۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر اِن میں سے کوئی ایک دفعہ کہے سُبْحَانَ اللہِ تو اُس کے لئے آخرت میں اس سے بہتر ہوگا کہ اُس نے دُنیا میں سونے کا ایک

پہاڑ راہِ خُدا میں خرچ کیا ہو۔آپ نے پھر فرمایا اے اباذر رضی اللہ عنہ! اگر تُو چاہے تو اور زیادہ بیان کروں میں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ ﷺ! ضرور فرمایئے۔آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر اُنہیں کوئی شخص حُسن اِعتقاد سے ایک نظر دیکھ لے تو اللہ کے نزدیک اُس شخص کا دیکھنا بیت اللہ کے دیکھنے سے زیادہ مُوجب ثواب ہوگا اور جس شخص نے اُسے دیکھا گویا اُس نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا اور جس شخص نے اُسے کپڑا پہنایا تو اس نے گویا اللہ تعالیٰ کو کپڑا پہنایا اور جس شخص نے اُسے کھانا کھلایا تو گویا اُس نے اللہ تعالیٰ کو کھانا کِھلایا اور اگر تُو چاہے اَے اباذر رضی اللہ عنہ! تو اور زیادہ بیان کروں میں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ ﷺ فرمایئے۔آپ نے اِرشاد فرمایا کہ اگر ان میں سے کسی ایک کے پاس ایسے لوگ آبیٹھیں جو گناہوں پر اصرار کرنے والے اور گناہوں کے بوجھ سے گرانبار ہوں تو ان کے پاس بیٹھنے سے اُن کے گناہ جھڑ جائیں گے اور وُہ گناہوں سے سُبکدوش ہو کر اُٹھیں گے اللہ اکبر۔

فقر خاص الخاص کے حقیقی خدوخال

مذکورہ بالا حدیث کو حضرت سُلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی کتابوں میں کئی جگہ ذکر فرمایا ہے اور گو بظاہر اِس حدیث میں کسی قدر مبالغہ کا شمہ اور غلو کا شائبہ نظر آتا ہے اور بعض علماء ظاہر اس حدیث کی صحت میں شک کریں گے لیکن ہم نے اِس حدیث کو جس معیار اور کسوٹی پر پرکھا اور جانچا ہے۔اُس کے مطابق اِس میں غلطی کا احتمال تک نظر نہیں آتا اور یہ حدیث حرف بحرف صحیح معلوم ہوتی ہے۔وہ معیار اور کسوٹی یہ ہے کہ ہم نے اس حدیث کی حقیقت کو عملی طور پر جانچا ہے اور اسے درست پایا ہے۔اس کی صورت یوں ہوئی کہ جس وقت اس فقیر نے کالج کی تعلیم اور گھر بار غرض تمام دُنیوی تعلقات چھوڑ کر فقر اِختیار کر لیا اور گودڑی پہن کر فقیروں سے جاملا تھا اور اللہ تعالیٰ کی طلب وتلاش میں غلاظت دُنیا کی جملہ کدورتوں اور آلائشوں سے استنجا کر لیا اور تمام ماسوئ علائق وعوائق سے وضو کر کے اُس کے پاک دربار میں حاضر ہوا اور یک سوو یک جہت ہو کر دل و جان سے ہمہ تن اس کی طرف متوجہ ہوا اور اُس کی یاد اور ذکر فکر میں پُوری طرح محوومنہمک ہوگیا تو اُس پاک زمانے میں میں نے اس حدیث شریف کو حرف بحرف صحیح پایا۔اُس زمانے کی باطنی ترقی

اور رُوحانی عروج کی مبارک گھڑیوں کو جب یاد کرتا ہوں تو اس حدیث کی صداقت اور حقیقت دل میں موجزن ہو جاتی ہے اگر چہ اس کی صحیح کیفیّت احاطۂ بیان اور دائرۂ تحریر سے باہر ہے۔ صرف اِس قدر کہا جا سکتا ہے کہ اِس حقیقت کو صرف وُہی لوگ سمجھ سکتے ہیں جن پر یہ کیفیت کُلّی طور پر گذری ہو اور اس کی ماہیت کا علم صرف اُنہی لوگوں کو ہو سکتا ہے جو اِس وادی میں قدم رکھ چکے ہیں ظاہر پرست اور سطح بین اِس حقیقت کو کیا جانیں۔

کھُلتے نہیں اِس قلزم خاموش کے اسرار
جب تک تُو اسے ضربِ کلیمی سے نہ چیرے

مختصر یہ کہ اللہ تعالیٰ کا طالب جس وقت جملہ ماسویٰ علائق وعوائق سے یک سُو اور یک جہت ہو کر اللہ تعالیٰ کے ساتھ مشغول ہو جاتا ہے تو اُس کا ہر دم اور ہر سانس گوہر بے بہا بن جاتا ہے اور اُس کا ہر قدم نئے خزانے اور گنج پر جا پڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ایسے طالب صادق فقراء جب اللہ تعالیٰ کی طلب میں نکلتے ہیں اور اس کی طلب اور تلاش میں جس طرف جاتے ہیں تو فرشتے ایسے لوگوں کے قدموں کے نیچے اَدب اور تعظیم کے لئے اپنے پروں کو بچھاتے ہیں اور جس زمین پر ایک لحظہ مِل کر بیٹھتے ہیں اور اپنے پاک نفوس سے اللہ تعالیٰ کی یاد میں مشغول ہوتے ہیں تو زمین ان کے ذکر کے نور سے معمُور اور مسُرور ہو کر فخر سے اِتراتی ہے اور آسمان اُس زمین پر رشک کرتا ہے اور اس کے آگے تعظیماً جُھکتا ہے۔

آسماں سجدہ کند پیش زمینے کہ بُرد　　　یک دو کس یک دو زماں بہر خُدا بنشیند

ترجمہ:۔ زمین کے جس ٹکڑے پر ایک دو گھڑیاں اللہ تعالیٰ کی یاد کے لیے بیٹھتے ہیں آسمان اس زمین کے آگے سربسجود ہوتا ہے۔

ان کی برکت سے آسمان سے بارشیں نازل ہوتی ہیں اور زمین نباتات اُگاتی ہے ان کے دم قدم سے دُنیا میں امن قائم رہتا ہے اور لوگ چین کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ فقیر جس علاقے کی سیر وسیاحت کی غرض سے جاتے ہیں اس علاقے کے متصّرفین اور اہل تکوین غوث قطب اوتاد

اورابدال ان کے استقبال اور پیشوائی کے لئے آتے ہیں اور اپنے علاقوں کے تصّرف کی کُنجیاں اُن کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ جب وُہ دُنیا سے رُخصت ہوتے ہیں تو زمین اور آسمان اُن کے ہجر میں سوگوار ہوکر چالیس روز تک ماتم کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی یہ خاص ممتاز ہستیاں نوری لطیف جُثّوں کے ساتھ بزم نبوی ﷺ میں حاضر ہوتی ہیں وہاں اُن کی نوری پرورش ہوتی ہے اور اُنہیں بے کام و بے زبان تعلیم ملتی ہے۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے پاک اخلاق سے متخلق اور اس کی نوری صفات سے متّصف ہیں۔ زمین میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے سچے نائب، صحیح وارث اور برحق خلیفے ہیں۔ ان کی زبان کُن کی سیاہی سے مترشح ہوتی ہے جس کام کے لئے کہتے ہیں کہ ہوجا جلد یا بدیر وُہ ضرور ہوجاتا ہے جیسا کہ آیا ہے لِسَانُ الْفقراءِ سَیْفُ الرَّحْمٰن لیکن ظاہری رسمی رواجی اور بدنی وجسمانی عبادت والے ان کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتے کیوں کہ نفسانی مُردہ دل دنیا کے جنجالوں اور نفسانی بکھیڑوں میں گرفتار لوگوں کے دِلوں میں خطرات شیطانی واہمات نفسانی اور وساوس دُنیا کی پریشانی کے طوفانِ بے تمیزی ہر وقت برپا رہتے ہیں وہاں زبانی ذِکر فکر کا ٹمٹماتا ہوا چراغ کب قائم رہ سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد

اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِىْ بَحْرٍ لُّجِّىٍّ يَّغْشٰهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ؕ ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ؕ (سورۃ النور: آیت ۴۰)

ترجمہ:۔ یا (کافروں کے اعمال) گہرے سمندر میں تاریکیوں کی طرح ہیں جس کو اوپر سے موج ڈھاپے ہوئے ہے موج پر ایک اور موج ہے اس کے اوپر بادل ہے (تہ بہ تہ) تاریکیاں ہیں ایک اوپر دوسری (دریا کی اس تاریک گہرائی میں)

یعنی نفسانی مُردہ دِل غافل آدمی کے دِل کی مثال ایسی ہے کہ گویا وہ تاریکی اور سیاہی کا ایک گہرا سرکش سمندر ہے جس میں غفلت، حرص، حسد، کبر، طمع، شہوت، غضب، قہر وغیرہ تمام برائیوں کی تاریکیاں موج پر موج مار رہی ہیں اور جس کے اُوپر نفس کا بادل چھایا ہوا ہے۔ پس یہ بے شمار ظلمتیں ایک دوسرے پر ایسی اٹی پڑی ہیں کہ ان میں اللہ کے نام کی روشنی کا

گذر محال ہے جس سعادت مند خُوش نصیب طالب کو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اپنی طرف کھینچتا ہے اور اُسے جُملہ ماسویٰ علائق و عوائق سے چھڑا کر اپنے قُرب میں داخل فرماتا ہے تو اُسے اپنے نور سے زندہ کر دیتا ہے ایسے شخص کے دل کے اندر چراغ اسم اللہ ذات روشن کر دیتا ہے جُملہ شیطانی ظلمتیں، نفسانی کدُورتیں اور دُنیوی عفُونتیں اس کے وجود سے زائل اور دفع ہو جاتی ہیں قولہ تعالیٰ

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِیْهَا مِصْبَاحٌ ؕ اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَةٍ ؕ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّیٌّ یُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَیْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِیَّةٍ وَّلَا غَرْبِیَّةٍ ۙ یَّكَادُ زَیْتُهَا یُضِیْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ؕ نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ ؕ یَهْدِی اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ یَّشَآءُ ؕ (سورۃ النور: آیت ۳۵)

ترجمہ:۔ اللہ نور ہے آسمانوں اور زمینوں کا اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق جس میں چراغ ہو وہ چراغ (شیشہ کے) فانوس میں ہو وہ فانوس گویا ایک چمکتا ہوا ستارہ ہے (وہ چراغ) برکت والے درخت زیتون (کے تیل) سے روشن کیا جاتا ہے جو نہ مشرق کے رخ پر ہے نہ مغرب کے (بلکہ کسی آڑ کے بغیر کھلے میدان میں ہے) قریب ہے کہ اس کا تیل آپ ہی روشن ہو جائے اگر چہ اسے آگ نہ چھوئے۔ نور ہے نور پر اللہ جسے چاہے اپنے نور تک پہنچا دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی اس نعمتِ عظمیٰ اور دولتِ کبریٰ کی قدر وُہی لوگ جانتے ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی طلب کی اِس پاک وادی میں صدقِ دل سے قدم رکھا ہے اور جن کے قلوب اور ارواح کو اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت اور عشق کے جذبے سے کھینچا ہے جیسا کہ آیا ہے ''اَلجُذْبَةُ مِن جَذُبَاتِ الحقِّ توازِیُ عَمَلَ الثَّقَلَیْن ''یعنی اللہ تعالیٰ کی محبت کا ایک جذبہ تمام دُنیا کے جنّات اور انسانوں کی عبادت کے برابر ہے۔ سو باطن میں فقر کے برابر کوئی مرتبہ نہیں ہے غرض باطن میں صحابیّت، امامت، شہادت، اجتہاد، ولایت، غوثیت، قطبیت، صدیقیت، تقویٰ، زہد، صبر، شکر تسلیم، رضا، خوف، رجا، جودوکرم، علم، شجاعت، شفقت اور صدق و وفا وغیرہ کے

بے شمار اعلیٰ الگ الگ مناصب اور مراتب ہیں لیکن فقر ان سب سے افضل واعلیٰ اور ارفع مرتبہ ہے۔ حضرت پیر محبوب سُبحانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس وقت میں باطنی دُنیا کے مراتب اور مدارج طے کرتا ہوا چلا تو میں زُہد کے دروازے پر پہنچا۔ اس دروازے پر میں نے بڑی بھیڑ دیکھی چنانچہ میں بھیڑ میں سے راستہ بنا کر اس دروازے سے گذر گیا۔ پھر میں ترک، توکّل، صبر، رضا وغیرہ کے مختلف بے شمار مقامات کے دروازوں پر پہنچا۔ سب پر لوگوں کا ہجوم اور جمگھٹا دیکھا اور میں ان کو چیرتا ہوا ان میں سے گذر گیا۔ آخر میں میں فقر کے دروازے پر پہنچا اور اس کو خالی دیکھا اور اس پر کسی طالب وسالک کو نہ پایا سو میں اُسے کھول کر اُس میں سے گذُر گیا۔ مذکورہ بالا بیان سے فقر کی قدر و قیمت اور اس کی بے مثلی اور امتیازی شان پر کچھ روشنی پڑتی ہے۔ فقر کا یہ بلند مرتبہ انبیاء میں سے خاص طور پر ہمارے آقائے نامدار، احمد مختار، محبوبِ کردگار حضرت محمّد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کو تفویض ہوا اور اس مرتبے کی مخصوص وردی اور طُرہَ اِمتیاز وُہ مزمّل کی گودڑی ہے جس کے ہر پہلو سے ازل، ابد دُنیا و عقبیٰ کی سرداریاں وابستہ ہیں اور جس کے ایک ایک تار میں گنج ہائے ظاہر و باطن کے تمام گوہر آبدار پیوستہ ہیں۔ سو فقر کی یہ گودڑی مِعراج کی رات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو مرحمت ہوئی اور آپ کے طفیل آپ کے خاصانِ اُمّت میں سے پہلے یہ مرتبہ عالی مرتبہ جناب خاتُون جنّت سیدۃ النسأ حضرت فاطمۃ الزّہرا رضی اللہ عنہا کو عطا ہوا چنانچہ ان پانچ ہستیوں کو یہ فقر کا سُلطانی تاج یکے بعد دیگرے پہنایا گیا جس کو رسالہ رُوحی میں سُلطان الفقراء اور سید الکونین کے القاب سے یاد کیا گیا ہے۔ فقر کی یہ دولت ہر زمانے میں تقسیم ہوتی رہتی ہے اور تھوڑی بہت انبیاء سابقہ اور اُن کی اُمّت کے اولیاؤں میں بھی یہ نعمت چلی آئی ہے لیکن حضرت محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ذات گرامی پر یہ نعمت اور دولت کمال کو پہنچی اور آپ پر یہ نعمت ختم ہوئی جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًاؕ　(سُورۃ المائدہ: آیت ۳)

ترجمہ: آج میں نے مکمل کر دیا تمھارے لیے تمھارا دین اور پوری کر دی تم پر اپنی نعمت اور پسند کر لیا

تمھارے لیے اسلام کو (بطور) دین۔

مثلاً فقر کو اگر عطر سے تشبیہ دی جائے تو دُنیا میں بعض ایسے نام کے فقیر ہوئے ہیں جن کا گذر فقر کے عطر فروش کی دکان پر ہو گیا اور ان کے مشام اور دماغ میں عطر فقر کی خُوشبو گُھس گئی جس سے وُہ مست ہو گئے یا بعض ایسے بھی فقیر ہوئے جو چند روز عطر فروش کی دُکان پر عطر فقر خریدنے کے لئے جا بیٹھے ہیں اور عطر فروش نے ان کے ہاتھوں اور بالوں پر بطور نمونہ تھوڑا سا عطر لگا دیا ہو اور وہ خود اور ان کے ہم نشین چند روز کے لئے اس کی خوشبو سے مست اور مدہوش ہو گئے بعض ایسے ہوئے کہ جنہوں نے عطر فروشوں سے کچھ عطر خرید لیا اور اُن سے اپنے دلوں کی شیشیاں بھر لیں اور بعض ایسے ہوئے جو عطر فروشوں میں شامل ہو گئے اور انہوں نے عِطر فقر کی دُکان کھول لی لیکن بعض ذاتی فقراً ایسے ہوئے جو باغوں کے مالک اور دُنیا کی تمام خوشبودار چیزوں اور ذخائر مشک وغیرہ کے ٹھیکیدار بن گئے۔ جنہوں نے ہر قسم کی عطریات و دھونی دار و خوشبودار مصالحوں کے کارخانے کھول رکھے ہیں اور تمام دنیا کو عطر وغیرہ سپلائی کرتے ہیں۔ سو یہی وُہ سات سُلطان الفقراء ہیں جو دنیا کے سب سے بڑے لازوال کارخانہ عطر فقر محمدی ﷺ کے مالک، کارکن اور ٹھیکیدار ہیں۔ تمام دُنیا میں ان کے دم اور قدم سے روحانیت کی مہک اور دین کی دھونی مچی ہوئی ہے اور انہی کے طفیل تمام دُنیا میں دینی وقار رُوحانی رتبہ اور مذہبی ذہنیت قائم ہے۔ اگر باطنی فضا میں اِس فقر عطر کی مُبارک اور پاک خوشبو کی مہک نہ ہوتی تو جیفۂ دنیا کی گندگی سے تمام دُنیا متعفن اور بدبُو دار ہو جاتی ہے اور باطنی وبائی امراض سے خلق خدا کے قلوب اور ارواح ہلاک ہو جاتے اور دُنیا سے دین کا نام ونشان مٹ جاتا۔

اَبیات

ازاں ہمیشہ بود تازہ روئے درویشی　　کہ متصل بحیط است جُوئے درویشی
زبادِ تُند حوادث نمی شود خاموش　　چراغ گوشہ نشینانِ کُوئے درویشی
بہوش باش کہ در گوش چرخ حلقہ بسے　　کشیدہ اند فقیراں بہوئے درویشی

در آں محیط کہ کشتیِ نُوح در خطر است	درست از آب بر آید سبُوئے درویشی
چو خضر سبز شود ہر کجا گذارد پائے	کسیکہ حفظ کند آبرُوئے درویشی
ز جام رزمے بید رد سر مدار طمع	کہ ایں شراب بود در کدوئے درویشی
بشوئے از دو جہاں دست چوں فقیر شدی	کہ ہست در رہ فقر ایں وضوئے درویشی
تو نامراد نۂ زاں بمدعا نرسی	وگرنہ خاکِ مراد است کوئے درویشی

ترجمہ:۔درویشی کے چہرے پر ہمیشہ تازگی اس لیے برقرار رہتی ہے کہ درویش کی ندی سمندر سے جڑی ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ درویشی کی گلی میں گوشہ نشین فقیروں کا چراغ حوادث کی تیز وتند ہوا سے نہیں بجھتا ہوشیار رہو آسمان میں ایسے بے شمار حلقے موجود ہیں جنہیں فقراء نے اپنی بانہوں سے پکڑ رکھا ہے جس سمندر میں نوح علیہ السلام کی کشتی خطرے میں ہے فقیر کا مٹکا وہاں بھی نتھرے ہوئے پانی سے بھرا آتا ہے جو شخص درویشی کی آبرو کی حفاظت کرتا ہے وہ جہاں قدم رکھتا ہے خضر کے قدم کی طرح وہ جگہ سر سبز ہو جاتی ہے، درویش کے برتن میں ایسی شراب نہیں ہوتی جو انگوری شراب کے جام سے سر پھڑواتے ہوں جب تو نے فقیری کو اپنا لیا ہے تو دو جہاں سے ہاتھ دھو لے کیونکہ فقر کے راستے میں درویشی کا وضو یہی ہے تو اس لیے اپنے مدعا کے حصول میں نامراد رہا ورنہ درویشی کی گلی کی خاک بھی حاصل مراد ہے۔

یہاں پر ہم یہ بیان کرنا بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ وہ فقر جس کا اِس قدر بلند مرتبہ ہے آخر چیز کیا ہے اور یہ خاص الخاص ذاتی فقر محمّدی صلّی اللہ علیہ وسلم خاندانِ نبوّت اور اہل بیت کی طرف سے امّت کے خاص خاص افراد نوری نہاد کو جس وقت مرحمت ہوتا ہے اس کی صُورت اور کیفیت کیا ہوتی ہے چنانچہ حضرت سُلطان العارفین اپنی کتاب ''نُور الہُدیٰ'' کلاں میں فرماتے ہیں ''بشنو اَے طالب اِبتدائے فقر اِیں است کہ فقیر را بمشقِ وجُودیہ وتصوّر اسم اللہ ذات اوّل ہفت اندام از سر تا قدم تمام صُورت نُورے گردد پاک چنانچہ پاک طفل از شکم مادر مے زاید از برکت و

پاکی مشق وجود یہ اسم اللہ ذات فقیر بحضور مدخل مجلس حضرت محمد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم مے شود و صفت معصُوم طفل فقیر راازکرم، لُطف، شفقت و مرحمت حضرت محمد رسول اللہ صلی علیہ وسلم باندرُونِ اہل بیت اُمّہات المومنین و شفیع المذنبین حضرت فاطمۃ الزہراء وحضرت خدیجۃ الکبریٰ وحضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھن مے برندو ہریک از اُمہات المومنین اُورا فرزند خوانند و شیر مے دہند و شیر خوار اہل بیت شود، نامِ او غلام و فرزند حضوری و خطاب فرزندِ نوری یابد۔ باطن بصُورت طفل سرّ نور حضور دوام وظاہر بجثّۂ اربعہ عناصر ہم سخن بمرومِ خاص و عام، ایں است فقر تمام۔"

ترجمہ عبارتِ فارسی: "اَے طالب گوش ہوش سے سُن! کہ فقر کی ابتداء یوں ہوتی ہے کہ جس وقت مشق وجود یہ اور تصور اسمِ اللہ ذات کے ذریعے سر سے لے کر قدم تک فقیر کے ہفت اندام اور تمام وجود ایسا پاک اور صاف ہوجاتا ہے کہ گویا ابھی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔ تو مرشدِ کامل اُسے نوری طفلِ معصوم کی صورت میں مجلس محمدی ﷺ کے اندر داخل فرما دیتا ہے اور حضرت محمد مُصطفیٰ ﷺ کمالِ لُطف، شفقت اور مرحمت سے اس نوری طِفل فقیر کو اپنے خاندانِ نبوت اور اہل بیت پاک میں پیش فرما دیتے ہیں اور اُمہات المومنین حضرت فاطمۃ الزّہرہ اور حضرت خدیجہ الکبریٰ اور حضرت عائشہ صدّیقہ رضی اللہ عنھنّ کے سامنے لے جا کر انہیں ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ طفل فقیر ہمارا نُوری حضوری فرزند ہے اسے دُودھ پلاؤ۔ وہاں اُمہات المؤمنین اُسے اپنا فرزند بنا لیتی ہیں اور اپنی پاک چھاتیوں کا نوری دُودھ پلاتی ہیں اور وُہ شیر خوار اہل بیت خاص میں شامل ہو جاتا ہے اور اُس کا لقب ولد نوری اور اس کا خطاب فرزند حضوری ہوتا ہے۔ باطن میں ہمیشہ فقیر اسی نوری حضُوری لطیف جثّے کے ساتھ مجلس محمدی ﷺ میں موجود رہتا ہے۔ اگرچہ ظاہری طور پر جثّہ اربعہ عناصر کے ذریعے عوام لوگوں سے ہم سخن اور ہم کلام رہتا ہے یہ ہے مرتبۂ فقر تمام۔"

سو فقر کا یہ خاص مرتبہ محض مُرشدِ کامل قادری کی نگاہ اَور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے لُطف و کرم اور اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے حاصل ہوتا ہے۔ اس میں جسمانی ریاضت اور کسب و کوشش اور ظاہری علم و فضل کچھ کار آمد نہیں ہوتا۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝

(سورۃ الجمعہ: آیت ۴)

ترجمہ: یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے عطا فرما دے اور اللہ بہت بڑے فضل والا ہے۔

اب ہم پانچ سُلطان الفقراء کا مختصر سا حال بیان کرتے ہیں تا کہ ناظرین کو ان ممتاز ہستیوں کا قدرے حال معلوم ہو جائے اور ان سے شناسائی حاصل ہو کر ان کے ساتھ حُسنِ ظن و اعتقاد پیدا ہو جائے کیوں کہ یقین اور اعتقاد ہی فیض اور برکت کا وسیلہ اور ذریعہ ہوا کرتا ہے۔

حالات سُلطانُ الفُقراء اوّل

خاتون جنت سیّدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا

پہلی رُوحِ پاک جناب خاتونِ جنت سیّدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی ہے۔ آپ فاطمہ بتول، زہراء، ذکیہ اور راضیہ کے پاک اسموں سے مشہور اور معُروف ہیں تمام لوگوں میں سے آپ رسُولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے صورت اور سیرت میں زیادہ ملتی جُلتی تھیں۔ آپ کے حق میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ ''فَاطِمَةُ بِضْعَةٌ مِنِّيْ مَنْ اٰذَاهَا فَقَدْ اٰذَانِيْ وَمَنْ اَبْغَضَهَا فَقَدْ اَبْغَضَنِيْ ''یعنی آں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا میری جان کا ٹکڑا ہے جس نے انہیں ایذا پہنچائی گویا اُس نے مجھے ایذا پہنچائی اور جس نے ان سے بغض اور کینہ رکھا اس نے گویا میرے ساتھ بغض اور کینہ رکھا۔''

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ جب کبھی باہر سفر پر تشریف لے جانا چاہتے تو سب سے آخر بسبب کمال محبت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے جاتے اور اُن سے وداع فرماتے اور جب کبھی سفر سے واپس تشریف لاتے تو سب سے پہلے ملاقات کے لئے حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے جاتے اور اُن سے ملاقات فرماتے۔ حضرت عائشہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا سے ایک دفعہ کسی نے سوال کیا کہ تمام عورتوں میں سے سرورِ کائنات ﷺ کو کس سے زیادہ محبت تھی۔ تو آپ نے جواب دیا کہ تمام

فرقہء نساء میں سے آنحضرت ﷺ کو جناب فاطمہ رضی اللہ عنہا زیادہ پیاری اور محبوب تھیں اور جب پُوچھا کہ مردوں میں سے کون زیادہ محبوب تھے تو فرمایا کہ اُن کے شوہر علی کرم اللہ وجہہ (مشکوٰۃ۔ کتاب الفضائل باب مناقب اھل بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ حدیث: ۶۱۵۵)۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت رسالت مآب ﷺ اپنے گھر کے صحن میں تشریف فرما تھے اور اُس وقت ابر رحمت سے آپ پر بارش ہو رہی تھی اور بارش سے بچاؤ کے لئے آپ ﷺ پشم کی سیاہ چادر یعنی کالی چادر کملی اوڑھے ہوئے تھے اس وقت آپ کے پاس امام حسن رضی اللہ عنہ تشریف لائے آپ نے اُنہیں اپنی چادر مُبارک میں ڈھانپ لیا۔ بعدہٗ آپ کے پاس حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ تشریف فرما ہوئے اور بعدہٗ ان کی والدہ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا اور آخر میں حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ آپ کے پاس تشریف لائے۔ آپ نے سب کو یکے بعد دیگرے اسی مزمّل کی گودڑی اور تطہیر کی سیاہ چادر کملی میں ڈھانپ لیا اور کمال شفقت اور مرحمت سے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡہِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَہۡلَ الۡبَیۡتِ وَ یُطَہِّرَکُمۡ تَطۡہِیۡرًا ۚ
(سُورۃ الاحزاب: آیت ۳۳)

ترجمہ:۔ اَے اہل بیت رسول! اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ تم سے ہر قسم کی پلیدی اور نجاست کو دُور کرے اور تم کو ظاہر باطن میں پاک اور طاہر فرماوے۔

یعنی اللہ تعالیٰ جیفہء دنیا نجس کی پلیدی اور گندگی کو ان اہل بیت رسُول مقبول سے دُور فرماتا ہے اور انہیں فقر خاص الخاص کے آب کوثر سے دھو کر فقر محمدی ﷺ کی مُشک اور عنبر سے معطّر فرماتا ہے ذٰلِکَ الۡفَضۡلُ مِنَ اللّٰہِ ؕ (سورۃ النساء: آیت ۷۰) یہ فضل اللہ کی طرف سے ہے

نیز حضرت رسالتمآب ﷺ کا قاعدہ مبارک تھا کہ جب کبھی آپ حضرت فاطمۃ الزّہراء کے پاس تشریف لے جاتے تو آپ آنحضرت ﷺ کے لئے اُٹھ کھڑی ہوتیں اور آپ ان کا ہاتھ پکڑ کر چومتے اور ماتھے کو بوسہ دیتے۔

فقر و فاقہ ذریعۂ قربُ و محبت

حضرت سُلطان العارفین قدس اللہ سرّہ العزیز نے اپنی کتاب میں اِس روایت کا ذکر کیا ہے کہ ایک روز حضرت سرورِ کائنات ﷺ نے حضرت خاتُونِ جنت کے حُجرے پر تشریف لے جا کر دستک دی حضرت فاطمہ نے پُوچھا کہ کون ہے۔آں حضرت ﷺ نے جواب دیا کہ اے فاطمہ میں تیرا باپ محمد ﷺ ہوں۔ اِس پر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ یا حضرت آپ اندر تشریف نہ لائیں کیونکہ میرے تن پر ڈھانکنے کو کپڑا کافی نہیں ہے۔آنحضرت ﷺ نے اپنی چادر دوش مبارک سے اُتار کر اندر پھینک کر فرمایا کہ اس سے اپنا بدن ڈھانپ لو۔غرض جب خاتُونِ جنّت نے اپنا بدن چادر نبوی ﷺ سے ڈھانپ لیا اور حضرت سرورِ کائنات ﷺ نے اندر تشریف لے جا کر احوال پوچھا تو حضرت بتول نے عرض کیا کہ حضرت ظاہری دُنیوی حال تو یہی ہے جو حضور ﷺ ملاحظہ فرما رہے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے آں حضرت ﷺ کو اپنے اہل بیت اور خصوصاً اپنے جگر گوشہ حضرت بتول کی اِس قدر تنگی اَور عُسرت کی حالت سے جوش اور جلال آ گیا اور حالت جذب و جلال میں آپ یوں گوہر افشاں ہوئے کہ ''اے فاطمہ! اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ توفیق بخشی ہے کہ اگر میں دُعا اور توجہ کروں تو تیرے گھر کی دیواریں بھی سونے اور چاندی کی ہو جائیں۔اے جگر گوشۂ رسُول! اِس وقت مانگ جو کُچھ مانگتی ہے۔'' حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ یا حضرت فقر اور فاقے سے ہمیں اللہ تعالیٰ کے قُرب اور محبت کی بو آتی ہے اور دُنیا کی گندگی اللہ تعالیٰ سے بُعد اور دُوری کا مُوجب ہے۔ہمیں دُنیائے دُوں کی کچھ ضرورت نہیں ہے ہمیں اسی طرح رہنے دیجئے جس طرح مولیٰ کی مرضی ہے۔ رضائے مولیٰ از ہمہ اولیٰ اُس وقت حضرت سرور عالم ﷺ نے حضرت فاطمہ کے اِس جواب باصواب سے خوش ہو کر فرمایا کہ ''اَے فاطمہ! تو میری اُمّت کے سُلطان الفقراء میں سے ہے اور تجھے فقر کی یہ نعمت مُبارک ہو اور تو میرے فقرِ خاص کی

وارث ہے اور فقر ہی میرا فخر ہے اور قیامت کے روز فقر ہی کی بدولت تمام انبیاء اور مرسلین کے درمیان میرا سر بلند ہوگا غرض جملہ اہل بیت اور خصوصاً حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے اِس فقر اختیاری کے مناقب بے شمار ہیں ۔ اِن پاک لوگوں نے دُنیا کی گندگی سے کبھی اپنے ہاتھ آلودہ نہیں کیۓ اور نہ اِن نوری ہستیوں کے دلوں میں سوائے عشق اور محبت الٰہی کے اور کسی غیر چیز کی گنجائش رہی ہے۔ خاصانِ درگاہ نے دُنیا کمینی تو کیا نعمائے عقبیٰ یعنی بہشت اور حور وقصور کی طرف بھی رغبت نہیں کی۔ اللہ تعالیٰ کے عشق کے سودا میں وہ ہر دو جہان کی بازی لگا بیٹھے ہیں ۔

ہر دو عالم قیمت خود گفتۂ　　　نرخ بالا کُن کہ ارزانی ہنوز

ترجمہ:۔ آپ نے دونوں جہاں اپنی قیمت لگائی ہے نرخ بڑھایا کہ یہ تو سستا سودا ہے۔

وہ عشق کی گرم بازاری میں دُنیا کے زیان اور عقبیٰ کے سُود سے گذر گئے ہیں ۔

اہل عقبیٰ سُود بردو طالبِ دُنیا زیاں
گرمئی بازار اوسُود وزیان من بسوخت

ترجمہ:۔ آخرت کے طالب فائدہ لے گئے اور دنیا کے طالب نقصان میں رہے، اس کے عشق کی تڑپ نے میرے فائدے اور نقصان کو آگ کے سپرد کر دیا۔

اللہ تعالیٰ کے ساتھ ان کا معاملہ محض دیدار کا ہے اور یہ ذاتی معاملہ نہ دُنیا میں سماتا ہے اور نہ آخرت میں بلکہ حضرت عشق کی بارگاہ کونین سے بالاتر ہے ۔

حسابِ صد ہزار عاقل بحشر بگذرد یک دم　　　حساب یکدم عاشق بصد محشر نمی گنجد

ترجمہ:۔ حشر میں لاکھوں عقل مندوں کا حساب ایک پل میں ہو جائے گا لیکن عاشق کے ایک پل کے حساب کے لیے سینکڑوں محشر بھی کم پڑیں گے۔

حدیث میں آیا ہے "اَشَدُّ الْبَلآءِ عَلَی الْاَنْبِیآءِ ثُمَّ عَلَی الْاَوْلِیآءِ فَالْاَمْثَلُ وَالْاَمْثَلُ"

ترجمہ:۔ سب سے سخت اِمتحان اللہ تعالیٰ کا انبیاء کے ساتھ ہوا ہے پھر اولیاء کے ساتھ پھر جو اُن کی مثل ہوں۔ اِس حدیث کے مُطابق خاندانِ نبوت اور اہل رسُولِ مقبُول ﷺ سب سے سخت اِبتلاء

اورامتحان کی آماجگاہ رہے ہیں۔ اُمّت کے حاسدین اور منافقین نے ظلم اور ستم کے وُہ کون سے حربے اور اوزار ہیں جو اُن کے خلاف نہ اِستعمال کِئے ہوں اور وُہ ہمیشہ صبر اور تسلیم ورضا سے اُن جملہ جور و جفا کو برداشت کرتے رہے ہیں اور اُف تک نہیں کی۔ دُنیا کی تاریخیں ان کے خونین کارناموں سے رنگین ہیں۔ اگر سنگین پہاڑوں پر ایسے مظالم ڈھائے جاتے تو وہ بھی ریزہ ریزہ ہوجاتے۔ آفرین ہے اِن پاک نوری نژاد وجودوں پر کہ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی سخت سے سخت ابتلأ اور بڑی سے بڑی قضاء کا کمال صبر اور رضا سے آخری دم تک مقابلہ کیا اُور اُس کے صِلے میں اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں حاصل کیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ۗ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۵۵﴾ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿۱۵۶﴾ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۟ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ﴿۱۵۷﴾　(سورۃ البقرہ: آیت ۱۵۵ سے ۱۵۷)

ترجمہ:۔ البتہّ ہم ضرورتم کو آزمائیں گے خوف سے اور بھُوک سے اور مالوں، نفسوں اور پھلوں کے نقصانوں سے پس اے میرے نبی ﷺ! خوشخبری دے اُن صابرین کو کہ جب کبھی اُن کو مصُیبت پہنچتی ہے وُہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کا مال ہیں اور ہم اسی کی طرف رجوع کرنے والے ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر برکتیں اور رحمتیں نازل ہوتی ہیں اور یہی لوگ ہیں اہل ہدایت''۔

حضرت رسُول اکرم ﷺ نے جب وصال فرمایا تو حضور ﷺ کے ہجر اور فراق کا غم سب سے زیادہ آپ کی محبوب صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی علیہ عنہا کو ہوا چنانچہ آپ رضی اللہ عنہا نے آنحضرت ﷺ کے غم میں جنّت البقیع کے اندر ایک الگ حُجرہ بنوایا۔ جس کا نام بیت الحُزن رکھا آپ دِن رات اُس حُجرے کے اندر تشریف لے جاکر مراقبے اور استغراق میں اور آنحضرت کے عِشق اور محبت اور آنے والے مصائب کے اِحساس میں آنسُو بہایا کرتیں۔ یہاں تک کہ صرف چھ ماہ آنحضرت ﷺ کے بعد زندہ رہ کر آنحضرت ﷺ سے مُلحق ہوگئیں۔ آنحضرت ﷺ کے وصال پُر

ملال پر حضرت فاطمہ رضی علیہ عنہا نے ایک مرثیہ کہا جس کا ایک بیت یہ ہے

''صُبَّتْ عَلَیَّ مَصَائِبٌ لَّوْ اَنَّھَا　　　صُبَّتْ عَلَی الْاَیَّامِ صِرْنَ لَیَا لِیًا''

یعنی مجھ پر ہجر اور فراق رسُول مقبُول ﷺ سے مُصیبتوں کا ایسا سخت پہاڑ ٹوٹ پڑا ہے کہ اگر یہ مصیبتیں دُنیا کے روشن دنوں پر ٹوٹ پڑیں تو وُہ بھی کالی راتوں میں تبدیل ہو جاتے''۔

اللہ تعالیٰ اور اُس کا رسُول مقبول ﷺ آپ کے جُملہ اہل بیت اور آل اولاد سے قیامت تک راضی رہے اور اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتیں، رحمتیں اور برکتیں ابدالآباد تک اُن پر نازل ہوتی رہیں۔ آمین

حالات سُلطان الفقراء دوم

حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ

اہل بیت کے بعد فقرِ خاص الخاص کا مرتبہ حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ کو تفویض ہوا اور رسالہ رُوحی میں آپ رضی اللہ عنہ کو دوسرے سُلطان الفقراء کے لقب سے یاد کیا گیا ہے آپ رضی اللہ عنہ نے بچپن سے خاندانِ نبوّت میں پرورش پائی کیوں کہ آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا کی لونڈی تھیں جب کبھی آپ کی والدہ حرمِ نبوی کے کسی بیرونی کام کے لئے باہر چلی جاتیں اور حسن رضی اللہ عنہ رونے لگتے تو اُس وقت حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا اپنا پستان مُبارک حسن رضی اللہ عنہ کے مُنہ میں دے دیتیں۔ آپ رضی اللہ عنہ چُوسنے لگتے اور دُودھ کے چند قطرے قدرت الٰہی سے نکل آتے اور حسن رضی اللہ عنہ کے حلق کے نیچے اُتر جاتے۔ اتنی ہزار برکتیں جو اللہ تعالیٰ نے حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ میں پیدا کیں وہ سب خاتونِ مصطفٰے ﷺ کی گود میں پرورش اور آپ رضی اللہ عنہا کے دُودھ کے اثر سے تھیں۔

ایک روایت ہے کہ حضرت رضی اللہ عنہ چھوٹے تھے کہ آں حضرت ﷺ اپنے آبخورے سے وضو کر کے باہر نماز کے لئے تشریف لے گئے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے آکر اُس آبخورے سے وضو کا بچا ہوا پانی پی لیا جب آنحضرت ﷺ واپس اپنے حرم میں تشریف لائے اور آبخورے کو خالی پایا تو

دریافت فرمایا کہ یہ پانی کون پی گیا۔ حضرت اُمِّ سلمہ ؓ نے جواب دیا کہ حسن ؓ پی گیا ہے اِس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اِس آبخورے سے جس قدر پانی حسن ؓ پی گیا ہے اس قدر علم میرا اس میں سما گیا ہے۔ غرض حضرت حسن ؓ کے بختِ خداداد اور نصیبۂ ازلی کا کیا کہنا ہے کہ خاتونِ مصطفیٰ ﷺ جسے اپنی چھاتی مبارک سے دُودھ پلائے اور جو ایسی پاک خاتون کی گود میں پرورش پائے اور جسے قدرت حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے آبخورے میں سے آپ ﷺ کے وضو کا بچا ہوا پانی پلائے اور جس کے حق میں نبی آخر الزّمان ﷺ اپنی زبانِ حق ترجمان سے فرمائیں کہ میرا علم اس میں سما گیا ہے تو ایسی سعادت مند ہستی فقر محمدی ﷺ کا خاص مرتبہ اور درجہ نہ پائے تو اور کون پائے یہ محض نصیبہ ازلی اور عطائے بخشش فضلی ہے۔

اِیں سعادت بزورِ بازُو نیست　　　　تا نہ بخشد خُدائے بخشندہ

حسن ز بصرہ بلال از حبش صُہیب از رُوم　　　　ز خاک مکہّ ابُو جہل ایں چہ بُو العجیست

ترجمہ:۔ یہ سعادت کسی کو قوت بازو سے نہیں ملتی بلکہ یہ تو بخشش فرمانے والے خدا کا عطیہ ہوتی ہے۔ بصرہ سے حسن، حبشہ سے بلال اور روم سے صہیب جیسے خوش نصیب اور مکہ مکرمہ سے ابوجہل جیسے بدنصیب کی عجیب کہانی ہے۔

روایت ہے کہ حضرت رسالت مآب ﷺ ایک روز اُمِّ سلمہ ؓ کے ہاں تشریف لائے حضرت اُمِّ سلمہ رضی علیہ عنہا اس وقت حسن ؓ کو گود میں لئے بیٹھی تھیں۔ جب آنحضرت ﷺ بیٹھے تو اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرطِ محبت اور کمال شفقت سے حسن ؓ کو آنحضرت ﷺ کی گود میں ڈال کر عرض کیا کہ یا حضرت ﷺ اس بچّے کے حق میں دُعائے خیر فرمادیں اور اسے برکت دیویں کہ اللہ تعالیٰ اِسے نیک بخت اور سعادتمند بنائے چنانچہ آنحضرت ﷺ نے حضرت حسن ؓ کے حق میں دعائے خیر فرمائی اور باطنی برکت اور اپنے نور کے فیضان سے سرفراز فرمایا۔ غرض حضرت حسن ؓ نے جو کچھ پایا حضرت محمد مُصطفیٰ ﷺ کی شفقت اور رحمت اور خاندانِ نبوّت کی باطنی تربیّت سے پایا۔

آناں کہ خاک را بہ نظر کیمیا کنند　　سگ را ولی کنند مگس راہُما کنند

ترجمہ:۔ وہ بابرکت لوگ جو اپنی نگاہ سے مٹی کو کیمیا کر دیتے ہیں وہ کتّے کو ولی اور مکھی کو ہُما بنا دیتے ہیں

کہتے ہیں کہ جب حضرت حسن ؓ پیدا ہوئے تو آپ کو حضرت عُمر ؓ کی خدمت میں لایا گیا اور عرض کیا کہ اِس کا نام رکھئے۔ آپ ؓ نے فرمایا ''سَمُّوْہُ حَسَنًا فَاِنَّہ، حَسَنٌ'' اِس کا نام حسن رکھو کیوں کہ یہ حسن یعنی خوب صُورت ہے۔ جب آپ ؓ بڑے ہوئے تو حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سے آپ ؓ نے خرقۂ خلافت پایا۔ اُمّتِ محمّدی ﷺ میں پہلے پہل آپ سے ہی فقر اور سلُوکِ باطنی کا سلسلہ جاری ہوا اور آپ ؓ ہی طریقت اور سلوک باطنی کے پہلے اِمام اور پیشوا ہُوئے ہیں۔ فقر اور معرفت میں آپ ؓ بے مثل اور لاثانی ہو گذرے ہیں کہتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ ایک دفعہ بصرہ تشریف لائے اور دیکھا کہ ہر جگہ واعظین اور ناصحین نے بازارِ وعظ و پند گرم کر رکھا ہے۔ حضرت امیر ؓ کو اِس میں خلل اور فتنہ نظر آیا چنانچہ آپ ؓ نے سب کے منبر توڑ ڈالے اور انہیں وعظ کرنے سے منع فرما دیا۔ انہی ایام میں ایک دن آپ حضرت حسن ؓ کے پاس تشریف لائے۔ حسن ؓ سے سوال کیا ''أَاَنْتَ مُعَلِّمٌ اَوْ مُتَعَلِّمٌ'' کیا تو فارغ التحصیل عالم ہے کہ تیرے لئے باقی کوئی علم نہیں رہا یا تو طالِب عِلم ہے۔'' اِس پر حضرت حسن ؓ نے جواب دیا کہ نہ میں عالم ہُوں اور نہ طالب علم بلکہ میں تو محض حضرت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی احادیث اور اقوال لوگوں تک پہنچا رہا ہوں چنانچہ حضرت حسن ؓ کے اِس معقول جواب سے حضرت امیر ؓ خوش ہوئے اور حضرت حسن ؓ کی ظاہری و باطنی لیاقت اور قابلیت معلوم کر کے آپ کو کچھ نہ کہا اور آپ کو اپنے حال پر چھوڑ دیا اور بعد میں انہیں خرقۂ خلافت عطا فرمایا آپ کے مناقب بے شمار ہیں بصرہ میں آپ کے ہمنام ایک دو عالم حسن نامی اور ہو گذرے ہیں جن کے حالات کتابوں میں آپ کے حالات اور مناقب سے خلط ملط ہو کر مِل جُل گئے ہیں اِس لئے ہم یہاں پر آپ ؓ کے صرف چند مختصراً مگر صحیح مناقب بیان کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔

ایک بزرگ نقل کرتے ہیں کہ ہم ایک دفعہ حضرت حسن بصری ﷛ کے ہمراہ حج کو گئے راستے میں ایک جگہ ہم کو پیاس لگی۔ ایک کنوئیں پر پہنچے لیکن ہم نے وہاں کوئی رسی یا ڈول نہ پایا جس سے ہم پانی نکال لیتے۔ ہم سب نے حضرت حسن ﷛ کی خدمت میں عرض کیا آپ ﷛ نے فرمایا میں نماز شروع کرتا ہوں۔ جس وقت میں نماز میں مشغول ہو جاؤں تو اُس وقت تم کنوئیں کے کنارے پر جا کر پانی پی لینا چنانچہ آپ نماز میں مشغول ہو گئے ہم کنوئیں کے کنارے پر گئے تو دیکھا کہ کنوئیں کا پانی چشمے کی طرح جوش مار رہا ہے اور ایک لحظہ میں کنوئیں کا پانی کنوئیں کے دہانے یعنی مُنہ تک آ گیا ہے۔ ہم سب نے سیر ہو کر اور جی بھر کر پانی پی لیا۔ ہمارے ساتھیوں میں سے ایک نے آبخورہ چھپا کر بھر لیا تو پانی واپس کنوئیں میں اُتر گیا۔ اس کے بعد ہم وہاں سے روانہ ہو گئے راستے میں بھوک لگی ہم نے پھر آپ ﷛ کی طرف رجوع کیا اور التجا کی آپ نے اُس وقت ایک خشک کھجور کی طرف دیکھا اس وقت اس میں تازہ کھجوریں لگ گئیں۔ ہم سب نے اس میں سے کھجوریں اُتار اُتار کر پیٹ بھر کر کھا لیں اور تازہ دم ہو گئے۔ اِن کھجوروں کا ذائقہ اور مزہ دُنیا کی کھجوروں سے بالکل نرالا اور بہت ہی ارفع اور اعلیٰ تھا اور سب سے تعجب کی بات یہ ہے کہ کھانے کے بعد ہر ایک کھجور کی گٹھلی سونے کی بن جاتی تھی ہم نے ان گٹھلیوں کو مدینے کے بازار میں جا کر بیچا اور ان سے ضروریات زندگی خریدتے رہے اور حیرت کرتے رہے۔

روایت ہے کہ امام ابُو عمر رحمۃ اللہ علیہ کو سارا قرآن یاد تھا اور بہت اچھا قرآن پڑھتے تھے۔ ایک دفعہ ایک خوبصُورت لڑکا آپ کی مجلس میں آیا اور آپ نے نظر شہوت سے اُس کی طرف دیکھا۔ اُسی وقت اکثر قرآن آپ رحمۃ اللہ علیہ کی یاد اور ذہن سے اُتر گیا اور اُس کا پڑھنا آپ پر شاق اور گراں ہو گیا۔ اُس وقت بڑا خوف و ہراس آپ پر مسلط ہو گیا اور سخت بیقراری اور پریشانی کی حالت میں حضرت حسن ﷛ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور امدادِ باطنی اور کشائش حال کے لئے التجا کی۔ حضرت حسن ﷛ نے انہیں فرمایا کہ حج کے ایام

ہیں تم اِسی وقت حج کو روانہ ہو جاؤ اور جب حج سے فارغ ہو تو مسجد خیف میں چلے جانا۔ وہاں ایک بوڑھے بزرگ محراب میں بیٹھے ہوئے تمہیں ملیں گے جب وہ یادِ الٰہی سے فارغ ہو لیں تو اُن کی خدمت میں اپنی کشائش حال کے لئے عرض کرنا۔ ابُو عمر رحمۃ اللہ علیہ نے ایسا ہی کیا اور حج سے فارغ ہونے کے بعد مسجد خیف میں گئے تو وہاں ایک بہت بارُعب پُر شوکت اور وجیہہ بوڑھے بزرگ کو محراب کے اندر بیٹھا ہوا دیکھا کہ بہت لوگ ان کے اِردگرد بیٹھے ہیں۔ ابُو عمر رحمۃ اللہ علیہ بھی ان کی مجلس میں بیٹھ گئے تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ ایک مرد سفید لباس میں ملبوس مُنہ پر بُرقعہ ڈالے ہوئے وہاں آ گئے۔ سب لوگ مع اُس بُوڑھے بزرگ کے اُس کی تعظیم کے لئے اُٹھے اور اُن کو سلام کیا اور سب اس سے باری باری شاگردوں کی طرح بعض باریک مسائل باطن پُوچھتے رہے اور وُہ ان سب کو جواب دیتے رہے تھوڑی دیر کے بعد سفید پوش بزرگ چلے گئے اور مسجد لوگوں سے خالی ہو گئی۔ ابُو عمر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے اُس وقت اُس بوڑھے بزرگ کو تنہا پا کر موقع غنیمت جانا اور آگے جا کر اُن کو سلام کیا اور عرض کی کہ خدا کے لئے میری مدد کیجئے اور میری مشکل حل کیجئے چنانچہ میں نے اپنا ماجرا اُس بوڑھے بزرگ کے سامنے مفصّل بیان کیا۔ وُہ بوڑھے بزرگ ذرا غمناک ہو گئے اور کنکھیوں سے آسمان کی طرف دیکھ کر پھر سر کو نیچے جُھکا لیا۔ ابھی اُس نے پُورا سر نہ جھکایا تھا کہ سارا قرآن مجید مجھ پر منکشف ہو گیا اور میری گُم شدہ اور مفقود دولت مجھے دوبارہ حاصل ہو گئی۔ ابُو عمر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں خوشی کے مارے اُس بُوڑھے بزرگ کے قدموں میں گر پڑا۔ بعدہٗ اُس بزرگ نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ میرا پتہ تجھے کِس نے دیا میں نے عرض کی کہ حضرت حسن بصری ﷺ نے مجھے آپ کا پتہ دیا ہے۔ انہوں نے آہِ سرد کھینچ کر فرمایا کہ حسن ﷺ نے ہمارا پردہ پھاڑا ہے اور ہمیں رُسوا کیا ہے ہم بھی اُس کا شہرہ کریں گے۔ پھر اُس نے مجھے کہا کہ تو نے اس برقعہ پوش بزرگ کو دیکھا جو ظہر کی نماز سے پہلے یہاں آئے تھے اور ہم سب نے اُٹھ کر اُس کی تعظیم کی تھی میں نے کہا کہ ہاں میں نے اُسے دیکھا تھا۔ انہوں نے فرمایا کہ وہ برقعہ پوش بزرگ حسن بصری ﷺ ہی تو تھے جو ظہر کی نماز بصرہ

میں پڑھ کر باطنی صُورت میں یہاں تشریف لاتے ہیں اور ہمیں باطنی تعلیم دے جاتے ہیں۔ پھر فرمایا جس شخص کا حسن بصری رضی اللہ عنہ جیسا کامل پیشوا ہو اُسے دُوسروں کی دُعاؤں کی کیا حاجت ہے خاص الخاص فقرا ہمیشہ گمنامی اور خمول کو اپنا شیوہ بنائے رکھتے ہیں اور شہرت اور خود فروشی سے کوسوں دُور بھاگتے ہیں غرض آپ رضی اللہ عنہ بڑے پایہ کے بزرگ فقر اور معرفت میں یگانۂ روزگار سلوکِ باطن کے پہلے امام ہوئے ہیں۔ اللہ آپ رضی اللہ عنہ سے راضی ہو اور خُدا کی رحمتیں اور برکتیں ان کی پاک روح پر ابدالآباد تک نازل ہوں۔

حالات سُلطان الفقراء سوم

محبوب سُبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرّہُ العزیز

تیسرے سُلطان الفقراء حضرت محبوبِ سُبحانی قطبِ ربانی غوث صمدانی شاہ محی الدین حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرّہُ العزیز ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کی ذات والاصفات کسی تعریف وتوصیف کی محتاج نہیں ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ دُنیائے ظاہر و باطن اور عالم غیب والشہادت میں آفتابِ عالمتاب سے زیادہ مشہور اور معروف ہیں۔ آپ کے مناقب آسمان کے ستاروں اور ریت کے ذرّوں سے زیادہ ہیں آپ کو ہر دو حسبی اور نسبی طور پر فقر کا مرتبہ بدرجۂ اتم عطا ہوا اور حقیقتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پُورے طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجُودِ مسعُود میں جلوہ گر ہوئی اور آپ اپنے جدّ امجد حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی نائب، اصلی جانشین اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جُملہ ظاہری و باطنی اوصاف سے متصف اور آپ کے پاک اخلاق سے متخلق تھے۔ ولایت کے آثار اور فقرِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے انوار بچپن سے آپ رضی اللہ عنہ کی جبین مُبارک سے ہویدا تھے۔ شریعت، طریقت حقیقت اور معرفت کے چار عناصر سے آپ رضی اللہ عنہ کا وجود مُبارک مرکب تھا۔ ولایت کی کرامات کبریٰ اور قدرت کی آیات عظمیٰ آپ رضی اللہ عنہ کی فطِرت اور سرشت میں روز ازل سے شامل تھیں ۔غرض آپ رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا ایک ایسا بے مثال اور بے عدیل مجسّم نمونہ تھے کہ کسی ولی کو آپ کی ہمسری اور برابری کی

جرأت اور توفیق نہیں ہوئی اور اُمّت محمدی ﷺ کے تمام اوّلین و آخرین اولیاء آپ رضی اللہ عنہ کے سامنے سرِ نیاز جھکانے کو اپنا فخر سمجھتے ہیں اور ایک دُوسرے سے بڑھ چڑھ کر آپ رضی اللہ عنہ کی عزّت و توقیر اور تعظیم و تکریم کرتے ہیں۔ غرض آپ کے علوشان کے بیان سے زبان قاصر ہے اور آپ رضی اللہ عنہ کے کمالات کا اظہار قلم تحریر کی طاقت سے باہر ہے۔

کتابِ وصفِ تُرا آبِ بحر کافی نیست
کہ ترکنند سرانگشت و صفحہ بشمارند

ترجمہ:۔ تیرے اوصاف کی کتاب کے لیے سمندر کا پانی نا کافی ہے کہ یہ انگلیوں کے پورے تر کرے گا اور صفحہ شمار کرے گا

آپ رضی اللہ عنہ کی شہرت اور شوکت کے نقارے آسمانوں میں اور زمین پر بہت زور و شور سے بج چکے ہیں اور روز قیامت تک بجتے رہیں گے۔ مہد سے لے کر لحد تک اور ابتداء سے انتہا تک آپ رضی اللہ عنہ کی زندگی کا ہر دم کشف آمیز اور آپ رضی اللہ عنہ کی زیست کا ہر قدم کرامت سے لبریز تھا چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ شیر خوارگی کے عالم میں ماہ رمضان کے اندر دن کو اپنی والدہ ماجدہ کا دودھ نہیں پیتے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ کی تمام اولیاء کرام میں سے یہ نرالی کرامت اور خاص خرق عادت دُنیا میں اظہر من الشمس ہے۔ دیگر آپ رضی اللہ عنہ کے طالب علمی اور لڑکپن کے زمانے میں جیلان کے قافلے کے ہمراہ بغداد کی طرف جانے اور اثنائے راہ میں چالیس چوروں اور ڈاکوؤں کے آپ رضی اللہ عنہ کی صداقت اور سچائی سے متاثر ہو کر تائب ہونے کا قصہ مشہور اور معروف ہے۔ غرض آپ رضی اللہ عنہ کی زندگی کی ہر گھڑی اور آپ رضی اللہ عنہ کی زیست کی ہر ساعت رہبری اور رہنمائی کا پیکر اور رُشد و ہدایت کا مظہر تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ کی تعریف اور توصیف کی کتاب اس قدر طویل اور مطوّل ہے کہ اس کی ورق گردانی کے لئے انگلی کا سر اتر کرنے کو ایک سمندر چاہیئے۔ غرض جو مقدس ہستی روز ازل سے مجسم نوری پیکر بن کر آئے اور شیر خوارگی کے عالم میں حکم الٰہی اور شریعت نبوی ﷺ کی تعمیل میں وُہ خصائص کُبریٰ اور خوارق عظمیٰ دکھائے کہ جس سے ایک زمانہ انگشت بدنداں رہ جائے اور وہ ذات

معلّٰی جوابھی خود تعلیم و رشد کی طلب میں گھر سے نکل رہا ہو اُس کا ایک ہی صادق اور راست کلمہ تمام قافلے کو غارت اور ہلاکت سے نجات دلائے اور سالہا سال کے فاسق فاجر سفاک چالیس ڈاکوؤں کا گروہ اُس کلمہ سے ہمیشہ کے لئے رُشد و ہدایت پائے ایسی مبارک پاک ہستی جس وقت علوم ظاہری و باطنی کے دریا پی جائے۔ اس کے بعد جنگلوں اور پہاڑوں میں سالہا سال تک ایسی سخت ریاضتیں اور مجاہدے کرے کہ جسے دیکھ کر انسانی کیا ملکی شعور کو بھی حیرت اور عبرت آئے بعدہٗ اُس زمانے کے مشائخین اور بزرگانِ دین کی خدمت میں رہ کر اُن سے تکرار علم ظاہری و باطنی کر کے اپنی خُداداد ہمت اور ازلی استعداد کی وجہ سے سلوک کے سب سے اعلیٰ اور ارفع مقام پر فائز ہو کر تاج سُلطان الفقراء اور ولایت کُبریٰ سے سرفراز ہو جائے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے خاص فضل اور اُس کے رسُول مقبول ﷺ کے مخصُوص فیوض سے مسند آرائے سریرِ خلافت و نیابت بن کر آئے اور منبرِ رُشد و ہدایت اور سجادۂ تعلیم و تلقین پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسُول ﷺ کے امر سے جلوہ فرمائے تو اُس وقت اُن کے ظاہری و باطنی فیوضات و برکات کا کیا عالم ہوا ہوگا۔

قیاس کُن زِگلستان من بہار مرا

ترجمہ:۔ میرے گلستان سے میری بہار کا اندازہ لگالو۔

غرض آپ رضی اللہ عنہ کی ولایت لانہایت کا بلند مرتبہ حیطۂ عقل و قیاس سے باہر ہے اور آپ رضی اللہ عنہ کے فقر اَور معرفت کا عالی درجہ دائرۂ وہم وگمان سے بالاتر ہے چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے غنایت، عنایت ولایت اور ہدایت کے تمام مراتب حاصل کر لئے اور شریعت، طریقت، حقیقت اور معرفت کے جُملہ مدارج طے کر لئے اور ناسوت، ملکوت، جبُروت اور لاہوت کے کل مقامات عبور کر کے تمام رُوئے زمین میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسُول ﷺ کے حقیقی نائب، اصلی جانشین دائمی غوث اور قطب الاقطاب بن گئے۔

مُجاہدات و ریاضات کے حالات

آپ رضی اللہ عنہ کے حالات اور مناقب کی صحیح اور مستند کتاب ''بہجۃ الاسرار'' میں

مذکور ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ سے جب آپ کے ابتدائی مجاہدوں اور ریاضتوں کی بابت دریافت کیا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں چالیس برس تک بلا ناغہ عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھتا رہا ہوں اور بارہ برس ایسی حالت رہی کہ عشاء کی نماز سے فارغ ہو جاتا تو اپنے حُجرے کے اندر ایک کیل پکڑ کر اور ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر روزانہ صُبح تک قرآن شریف ختم کرتا۔ نیز آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے ابتداء میں اپنے نفس کو تین روز متواتر روزۂ وصال کی عادت ڈالے رکھی۔ بعدہٗ روزے کی مُدّت بڑھا کر یہاں تک نوبت پہنچائی کہ چالیس روز تک متواتر بغیر کھائے پیئے گذار دیتا اور ایک زمانہ ایسا بھی آیا کہ میں نفسانی اور جسمانی زندگی کے تمام لوازمات اور جُملہ ضروریات مثلاً کھانے پینے اور سونے وغیرہ سے بے نیاز ہو گیا اور کبھی ایسا ہوتا کہ نینداور بھوک مجسم اور متمثّل ہو کر میرے اُوپر حملہ آور ہوتی اور میں اپنے مجاہدانہ اور مردانہ نعرۂ تکبیر سے اُنہیں بھگا کر پسپا کر دیتا اور اکثر جن اور شیاطین ابتداء میں اپنے ناری ہتھیاروں اور ظلمت کے گمراہ کُن اوزاروں سے مسلّح ہو کر فوج درفوج میرے مقابلے کے لئے آتے اور مجھ پر سخت حملے اور وار کرتے لیکن میں اپنی باطنی خُداداد قوت اور روحانی ہمت سے اِن سب پر غالب آ کر انہیں شکست فاش دے دیتا۔ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ابلیس لعین نے خود بنفسِ خبیث میرے پاس آ کر کہا کہ اے عبدالقادر! میں اور میرے جنود تیرے ہاتھوں بہت تنگ اور عاجز آ گئے ہیں تو نے ہمیں کہیں رہنے کا نہیں چھوڑا نیز آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بغداد کے باہر قصرِ نوشیرواں کے ایک پُرانے بُرج میں گیارہ سال میں نے تن تنہا بسر کئے جسے بسبب میری طویل اقامت آج تک بُرج عجمی کہتے ہیں۔ نیز آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں پچیس سال تک متواتر عراق کے جنگلوں اور بیابانوں میں تن تنہا گھومتا رہا ہوں اور سخت مُجاہدے اور ریاضتیں کرتا رہا ہوں۔ ان دنوں میں سوائے جنگلی گھاس پات اور جنگلی میووں کے اور کوئی چیز میری غذا نہیں تھی اور کئی دفعہ مجاہدوں اور ریاضتوں کی وجہ سے میں سُوکھ کر کانٹا ہو جاتا اور جب لہو خشک ہو کر میرا وجود ٹھنڈا ہو جاتا اور میں مُردے کی طرح پڑا رہتا۔ ایسی حالت میں کسی قافلے کا مجھ

پر اتفاقاً گذر ہوتا تو وہ مجھے مردہ سمجھ کر میری تجہیز و تکفین کی تیاری کرتے تو میں اُٹھ بیٹھتا اور وہ حیران اور دنگ رہ جاتے۔ اکثر شہروں میں میرا نام گونگا اور دیوانہ مشہور ہو گیا تھا

آں ترکِ عجم چُوں زمے حسنِ طرب کرد　　　بر پشت سمند آمد و تاراج عرب کرد

ترجمہ:۔اس عجمی محبوب نے جب حسن کی شراب سے جلوہ فرمایا تو گھوڑے کی پیٹھ پر سوار ہو کر آیا اور پورے عرب کو فتح کر لیا۔

حضرت خضر سے ملاقات

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک دفعہ مجھے جنگل میں ایک شخص ملا جسے میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اس نے مجھے کہا کہ آپ رضی اللہ عنہ میرے ساتھ رفاقت اِختیار کرنا چاہتے ہیں میں نے کہا کیوں نہیں۔ اُس نے کہا کہ میرے اور آپ رضی اللہ عنہ کے درمیان ایک شرط ہوگی میں نے کہا کہ وُہ شرط کیا ہے؟ اُس نے کہا کہ ہم ایک دُوسرے کے ساتھ نہ جُھوٹ بولیں گے اور نہ وعدہ خلافی کریں گے میں نے کہا منظور ہے چنانچہ ہم اکٹھے ایک جنگل میں روانہ ہوئے اور ایک جگہ آرام کے لئے بیٹھے۔ اُس وقت اُس شخص نے مجھے کہا کہ میں کچھ دیر کے لئے باہر جاتا ہوں کیا آپ میرے آنے تک یہاں بیٹھے رہیں گے میں نے کہا بیٹھا رہوں گا چنانچہ وُہ شخص مجھے اکیلا جنگل میں چھوڑ کر چلا گیا اور ایک سال تک واپس نہ آیا۔ پورے سال کے بعد جب وُہ شخص وہاں آیا تو اُس نے مجھے اُسی جگہ بیٹھا ہوا پایا۔ پھر ایک دفعہ وُہ مجھ سے اِسی طرح کا وعدہ لے کر باہر چلا گیا اور سال بھر غائب رہا۔ جب وُہ واپس آیا تو مجھے اُسی جگہ جہاں چھوڑ گیا تھا موجود پایا۔ آخر تیسری بار پھر مجھ سے وعدہ لے کر سال کے بعد واپس آیا اور مجھے پھر اپنے وعدے پر قائم پایا اِس دفعہ وُہ کچھ دُودھ اور روٹی اپنے ہمراہ لایا اور مجھے آکر بتایا کہ میں خضر (علیہ السلام) ہوں اور مجھے اللہ کی طرف سے امر ہے کہ میں ہر ولی کا امتحان لوں اِس دفعہ آپ رضی اللہ عنہ کے امتحان لینے کا امر ہوا ہے۔ میں نے آپ کا سب سے سخت امتحان لیا لیکن میں نے آج تک آپ کی طرح باہمت اور مُستقل مزاج ولی دُنیا میں نہیں دیکھا۔ تو عزم اور ہمت میں بے شک جبل الراسخ

(ایک سنگین پہاڑ) ہو میرے پاس آتا کہ ہم اکٹھے یہ دُودھ اور روٹی کھائیں چنانچہ جب میں نے خضر (علیہ السلام) کے ساتھ کھانا کھایا تو حضرت خضر علیہ السلام نے مجھے فرمایا کہ اے عبدالقادر! تیرا معاملہ اَب ختم ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا امر ہے آپ اب جنگلوں اور بیابانوں میں رہنا چھوڑ دیں اور بغداد میں جا کر اقامت اختیار کریں اللہ تعالیٰ آپ کے ہاتھ پر بے شمار خلقت کو ہدایت فرمانا چاہتا ہے۔ غرض آپ نے بغداد میں آ کر ایک مدرسے کی بنیاد ڈالی اور خلق خدا کے لئے درس و تدریس، پند و نصیحت اور تعلیم و تلقین کا ایک بے مثل اور عظیم الشّان سلسلہ شروع کیا جس کی مثال اور نظیر دُنیا میں ملنی محال ہے۔

دولتش ہم نشیں بود ہمہ عُمر

ہر کہ با تو دمے نشست اے دوست

ترجمہ:۔ اے دوست! جس نے تیرے ساتھ لحہ بھر کی نشست اختیار کی تھی اس کی دولت عشق زندگی بھر تیری ساتھی رہی۔

آقا صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی کا حکم

آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں ولی واصل مرجُوع بن کر اور خلق خُدا کی ہدایت پر مامُور ہو کر بغداد آیا اور وہاں رہنے لگا تو ایک رات مجھے اپنے جدِّ بزرگوار حضرت محمد مُصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے باطن میں مل کر فرمایا کہ بیٹا! لوگوں کو اپنے پند اور وعظ سے مُستفید کر میں نے عرض کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم! میں ایک عجمی شخص ہوں اور عراق کے عرب عُلماء و فضلاء اور بغداد کے فصحاء کے سامنے میں کیوں کر تقریر کرُوں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیٹا! اپنا مُنہ کھول چنانچہ میں نے اپنا مُنہ کھولا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سات دفعہ میرے مُنہ میں اپنا نوری دم پھُونک دیا۔ اس کے بعد دُوسری رات حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ مجھے ملے اور فرمایا کہ بیٹا! لوگوں کو وعظ سُنایا کر میں نے اُن کی خدمت میں بھی وہی عرض کیا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ نے بھی مُنہ کھولنے کا امر فرمایا چنانچہ آپ نے میرے مُنہ کے اندر چھ دفعہ اپنا مسیحائی دم پھُونکا میں نے عرض کی یا حضرت سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو میرے مُنہ میں سات

دفعہ پھونک ماری تھی۔ آپ نے چھ مرتبہ پر کیوں اکتفا فرمایا اس پر حضرت امیر کرم اللہ وجہہٗ نے فرمایا کہ حضور ﷺ کے ادب کے لحاظ سے میں نے پھونک مارنے کا ایک عدد کم رکھا آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں اپنے جدّین شریفین کے نوری انفاس کے فیضان سے معمور اور مملو ہوا تو اس کے بعد حقائق اور معارف کا ایک ناپیدا کنار دریا میرے اندر موجزن ہوا اور باطنی علوم اور روحانی اسرار کے بے شمار گوہر آبدار میرے دِل کی گہرائیوں سے نکل کر ساحل زبان پر بے اختیار پھیلنے اور بکھرنے لگے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا سینہ گویا نورِ توحید اور معرفت کا ایک بحرِ ذخار اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کا سمندر بلا کنار تھا جس میں ہر وقت اللہ تعالیٰ کے عشق اور محبت کا ایک عظیم الشان طوفان برپا رہتا تھا کہ دم دم میں جس سے کشف و کرامات کی لہریں اور خوارق عادات کی بے شمار موجیں ساحل وجود پر جا چڑھتیں اور لاکھوں ناظرین اور حاضرین کے قلوب کو خس و خاشاک کی طرح بہا کر غرق دریائے معرفت و وحدت بنادیتیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کا وجودِ مسعود کشف و کرامات اور خوارقِ عادات کا ایک لازوال اور زبردست مکمل کارخانہ تھا چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ کی جُملہ حرکات وسکنات، اقوال وافعال غرض آپ رضی اللہ عنہ کا ہر دم اور ہر قدم اللہ تعالیٰ کی قدرت کا ایک زندہ کرشمہ اور اس کے امر کُــــنْ کا ایک ٹھوس مظاہرہ تھا جنہیں دیکھ کر لاکھوں منکر اور کافر اللہ تعالیٰ کی ہستی کے قائل ہو کر مومن باایمان ہو گئے اور لاکھوں فاسق وفاجر نافرمان اللہ تعالیٰ کی قدرت کے زندہ کرشمے دیکھ کر تہہ دل سے تائب اور نیک صالح اور تابع فرمان بن گئے۔ جس قدر محیر العقول اور نادر الوجود کشف کرامات اپنی زندگی میں آپ رضی اللہ عنہ سے ظاہر ہوئے کسی سابق ولی سے ظاہر نہیں ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فخر الانبیاءؐ وخیر المُرسلین کے ایک امتی اور اپنے جدِ پاک کے سچے نائب اور جانشین ہو کر اپنے حیرت انگیز کشف وکرامات سے مذہب اسلام کو چار چاند لگا دیئے اور عیسائیوں اور مُوسائیوں کے اِس دعوے کو توڑ دیا جو وُہ کہا کرتے کہ ہمارے انبیاء سے جس قدر معجزات ظاہر ہوئے مسلمانوں کے پیغمبر سے اِس قدر معجزات ظاہر نہیں ہوئے۔ لہٰذا مُسلمانوں کے پیغمبر کا درجہ ہمارے پیغمبروں سے کم ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا اِسم مبارک عبد القادر قدس سرّہٗ ہی صاف طور بتا رہا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے اسمِ قادر سے متصِف اور آپ رضی اللہ عنہ

اللہ تعالیٰ کی قدرت کے عین مظہر تھے چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

''اَنَا مِنْ وَّرَآءِ اُمُوْرِ الْخَلْقِ وَاَنَا مِنْ وَّرَآءِ عُقُوْ لِهِمْ كُلُّ رِجَالِ الْحِقِّ اِذَا وَصَلُوْا اِلَى الْقَدْرِ اُمْسِكُوْا اِلَّا اَنَا اِذَا وَصَلْتُ اِلَيْهِ فُتِحَ لِىْ مِنْهُ رَوْزَنَةٌ فَاَ لُجَاُتُ فِيْهَا وَنَا زَعْتُ الْحَقَّ بِالْحَقِّ فَا الرَّجُلُ هُوَ الْمُنَارِعُ الْقَدْرِ لَا الْمَوَافِقُ لَه''

ترجمہ:۔ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ''میرا معاملہ خلقت کے معمول اور اُن کی عقول سے برتر اور بالاتر ہے۔ اولیاء اللہ جب اللہ تعالیٰ کی قضا قدر سے متصادم ہوتے ہیں تو اس میں تصرف اور تغیر و تبدل کرنے سے روک لئے جاتے ہیں۔ سوائے میرے کہ جب میں اللہ تعالیٰ کے دروازۂ قدرت تک پہنچا تو میرے لئے اِس میں سے ایک خاص روزن کھول دیا گیا اور میں اس میں سے داخل ہوکر اس میں تصرف کرتا ہوں چنانچہ میں اللہ تعالیٰ کی قضاء قدر کے ساتھ حق کے ذریعے اور حق کے لئے جھگڑتا ہوں۔ پس مردِ خُدا وہ ہے جو کہ قدرت کے ساتھ جھگڑ سکتا ہو قدرت مطلق میں کمی بیشی اور اس میں تغیر و تبدل کرسکتا ہو نہ وہ کہ موافق اور درماندہ بن جائے۔

ہم آپ رضی اللہ عنہ کے اِس فرمان کو قرآن سے ثابت کرتے ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ الرَّوْعُ وَجَآءَتْهُ الْبُشْرٰى يُجَادِلُنَا فِىْ قَوْمِ لُوْطٍ ﴿۷۴﴾ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ ﴿۷۵﴾ (سورۃ ہود: آیت ۷۴، ۷۵)

ترجمہ:۔ پس جب ابراہیم (علیہ السلام) کے دل سے خوف اور ڈر جاتا رہا اور اُسے خوشخبری سُنائی گئی تو وُہ قوم لُوط کے بارے میں ہمارے ساتھ جھگڑنے لگے البتہ (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) نرم مزاج لوگوں پر رحم کرنے والے اور ہماری طرف جھکنے والے تھے۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ خدا کے بعض گرد آلود ژولیدہ مُوئے خاص بندے ایسے بھی ہوتے ہیں کہ اگر وہ کسی بات کے لئے جھوٹی قسم بھی کھالیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اُن کی وُہ جھوٹی قسم بھی سچی اور صحیح کرکے دکھا دیتا ہے یعنی ان کی خاطر اپنے امر کو تبدل کر دیتا ہے لیکن انہیں جھوٹا ثابت نہیں ہونے دیتا۔ ایسے برگزیدہ بندگانِ خدا دُنیا میں خال خال ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی اس شان سے جلوہ گر ہوتے ہیں جو کہ اس آیت سے نمایاں ہے۔

يَمۡحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَ يُثۡبِتُ ۚۖ وَعِنۡدَهٗۤ اُمُّ الۡكِتٰبِ ۝ (سورۃ الرعد: آیت ۳۸)

ترجمہ: اللہ مٹاتا ہے جو چاہے اور ثابت کرتا ہے (جو چاہے) اور اصل کتاب (لوح محفوظ) اسی کے پاس ہے

یعنی اللہ تعالیٰ جب چاہتا ہے تو کسی امر کو مٹا دیتا ہے اور کسی کو قائم اور ثابت رکھتا ہے اور اُس کے پاس اُمّ الکتاب ہے اور یہ قاعدے اور اصول کی بات ہے کہ علم سے امر بدل جاتا ہے لیکن علم الٰہی نہیں بدلتا۔ ایسے ذاتی فقراء اللہ تعالیٰ کی صفت ''وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰی اَمْرِهٖ'' کے نُور سے منوّر ہوتے ہیں اور رنگ ''اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ'' کے صبغتہ سے رنگین ہوتے ہیں

قضا وقدر میں تصرف

آپ رضی اللہ عنہ کی اِسی شان کے مطابق کتاب بہجتہ الاسرار میں ایک حکایت مذکور ہے کہ حضرت شیخ احمد دباس رحمتہ اللہ علیہ کا ایک تاجر مرید تجارت کا مال خرید کر اپنے شیخ کی خدمت میں اِجازت لینے کے لئے حاضر ہوا اور عرض کی کہ یا حضرت میں نے مال خریدا ہے اور اسے فروخت کرنے کے لئے باہر جا رہا ہوں۔ دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اِس مال میں نفع دے اور صحیح سلامت واپس اپنے وطن پہنچا دے۔ اِس پر شیخ احمد دباس رحمتہ اللہ علیہ نے مراقبہ کر کے فرمایا کہ تم اِس دفعہ تجارت کا ارادہ ترک کر دو ورنہ تمہارا مال لُوٹا جائے گا اور تم خود بھی مارے جاؤ گے تمہاری نسبت لوحِ محفوظ میں یہی لکھا ہوا نظر آ رہا ہے۔ اُن دنوں حضرت محبوب سُبحانی قدس سرّہٗ کی نئی نئی شہرت تھی۔ تاجر مذکورہ بڑا مال خرید چکا تھا اور جانے کے لئے بیتاب تھا چنانچہ اس نے حضرت پیر محبوبِ سُبحانی قدس سرّہٗ کی خدمت میں جا کر اِلتماس کی کہ یا حضرت میں بڑا بھاری مال خرید چکا ہوں میرے شیخ نے مجھے اِس دفعہ منع فرمایا ہے کہ تو مارا جائے گا اور تیرا مال لُوٹا جائے گا اَب میں کیا کروں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے تھوڑا سا مراقبہ کر کے اسے فرمایا کہ جا تُو صحیح سالم اور با نفع غانم واپس آئے گا چنانچہ اُسے جرأت پیدا ہوئی اور مال تجارت لے کر شام کی طرف روانہ ہو گیا اور با نفع مال فروخت کر کے وہاں کا مال لے کر واپس اپنے وطن کو قافلے کے ساتھ آ رہا تھا کہ ایک رات اُس نے خواب میں دیکھا کہ قافلے پر ڈاکوؤں اور چوروں نے حملہ کر دیا ہے اور سب قافلے والوں کا اور

نیز اُس کا مال لوٹ لیا ہے اُسے اور بہت لوگوں کو موت کے گھاٹ اُتار دیا ہے اس تاجر کا بیان ہے کہ خواب میں مجھے سخت ندامت اور پشیمانی لاحق ہوئی اور میں نے دِل میں کہا کہ میرے شیخ نے جو کچھ فرمایا تھا وُہ ہُو بہو صحیح اور درست ثابت ہوا چنانچہ اس ہیبت ناک اور ڈراؤنے خواب سے میں چونک پڑا۔ بیدار ہو کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ اے اللہ شکر ہے کہ یہ خواب تھا بیداری نہیں تھی ورنہ میراستیاناس ہو گیا تھا۔ واپس آ کر اپنے شیخ احمد دباس رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ جناب آپ رحمتہ اللہ علیہ نے تو مجھے فرمایا تھا کہ اِس دفعہ اِس سفر میں مارا جائے گا اور تیرا مال لُوٹا جائے گا لیکن میں تو صحیح سلامت اور با نفع واپس آ گیا ہوں چنانچہ حضرت شیخ احمد دباس رحمتہ اللہ علیہ اُسی وقت مراقب ہوئے۔ بعدہٗ مراقبے سے سر اُٹھا کر اُس تاجر سے فرمایا کہ یہ حضرت شیخ عبدالقادر قدس سرّہٗ کی طاقت ہے کہ اُنہوں نے عالم بیداری کے معاملے کو خواب کے معاملے میں تبدیل کر دیا ہے اور جو کچھ جسم پر واقع ہونے والا تھا اُسے رُوح پر واقع کر کے اِس طرح امر کو تبدیل کر دیا ہے یہ کام ہماری طاقت سے باہر ہے۔ اِس کے بعد وہ حضرت پیر محبوب سُبحانی قدس سرّہٗ کی خدمت میں حاضر ہو کر قدم بوس ہوا اور اپنا شکرانہ اور نذرانہ پیش کر کے عرض گذار ہوا کہ حضُور کے طفیل اللہ تعالیٰ نے مجھے تباہی سے بچا لیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مردِ کامل وُہ ہے کہ جو تقدیر کو تبدیل کر دے ورنہ مقدرّ کا بتا دینا تو نجومیوں اور جوتشیوں کا کام ہے۔ پھر مردانِ خُدا کی دُعا، ہمت اور توجہّ کے کیا معنی ہیں۔

اَولیاء راہست قدرت از الہٰ　　　تیرِ جستہ باز گردانند ز راہ
گفتۂ او گفتۂ اللہ بود　　　گر چہ از حلقومِ عبداللہ بود

ترجمہ:۔ اولیاء کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اتنی قدرت عطا ہوتی ہے کہ وہ نکلے ہوئے تیر کو واپس لا سکتی ہے ولی کا کہا اللہ کا کہا ہوتا ہے اگر چہ وہ الفاظ اللہ کے بندے کے حلق سے نکلتے ہیں۔

حضُور کے اس قسم کے زبردست تصرف کے نادر واقعات اور بھی ہیں جن کا لکھنا طوالت کا مُوجب ہے

سُرعتِ پرواز

شاہراہِ سلوک میں آنحضرت قدس سِرّہٗ کی سیر اور فضائے باطن میں آپ رضی اللہ عنہ کی پرواز برق براق سے زیادہ تیز واقع ہوئی تھی۔ اِس لئے تھوڑے عرصہ میں آپ ﷺ تمام اہل سلف اور اہل خلف یعنی سب اوّلین و آخرین اولیاء و بزرگانِ دین سے سبقت لے گئے اور سب نے آپ ﷺ کے اس فرمانِ حق ترجمان یعنی ''قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیّ '' کے سامنے سرِ تسلیم جھکالیا تھا اور جس نے انکار کیا وہ مارا گیا کسی بزرگ نے اسی بارے میں کیا خوب فرمایا ہے

رُباعی:

گویم زکمالِ تو چہ غوث الثقلینا   محبوبِ خدا ابن حسن آل حسینا

سر در قدمت جُملہ نہادند و بگفتند   تَاللّٰہِ لَقَدْ اٰثَرَکَ اللّٰہُ عَلَیْنَا

ترجمہ:۔ غوث ثقلین تیرے کمال کہاں تک بیان کروں تم اللہ کے محبوب حضرت حسن کے فرزند، حسین کی آل ہو۔ تمام اولیاء نے آپ کے قدموں میں سر رکھ کر کہا اللہ کی قسم اللہ نے آپ کو ہم پر ترجیح عطا فرمائی ہے۔

شیخ ابُو الحسن علی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ بغداد میں شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سِرّہٗ کے ہمراہ حضرت شیخ معُروف کرخی رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پر گیا چنانچہ حضور ﷺ نے وہاں بیٹھ کر مراقبہ فرمایا اور تھوڑی دیر بعد مراقبے سے سر اُٹھا کر فرمایا۔

''یَا مَعْرُوْفُ عَبَرْتَنَا بِدَرَجَةٍ ''یعنی اے معُروف رحمتہ اللہ علیہ تو ہم سے باطن میں ایک درجہ آگے بڑھا ہوا ہے۔ وہی علی ابن ہستی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ چند روز کے بعد میں پھر حضرت شیخ قدس سِرّہٗ کے ہمراہ حضرت مُعروف کرخی رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پر گیا۔ آپ نے پھر اسی طرح مزار پر مراقبہ کیا اور اب کی دفعہ مراقبہ سے سر اُٹھا کر فرمایا ''اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مَعْرُوْفُ عَبَرْنَاکَ بِدَرَجَتَیْنِ ''۔ یعنی اَے معُروف رحمتہ اللہ علیہ ہم آپ رحمتہ اللہ علیہ سے دو درجہ آگے بڑھ گئے ہیں۔

کتاب ''بہجتہ الاسرار'' میں مذکور ہے کہ جن ایام میں حضرت محبُوب سُبحانی قدس سِرّہٗ نوجوان تھے ان دنوں بغداد میں بقا ابن بطور رحمتہ اللہ علیہ بڑے جلیل القدر اور قوی التوجہ شیخ تھے ایک شیخ کا بیان ہے کہ ابتداء میں حضرت محبوب سُبحانی جب کبھی شیخ بقاء ابن بطور رحمتہ اللہ علیہ کے پاس جاتے تو آپ رضی اللہ عنہ ان کی دہشت اور ہیبت سے کانپنے لگتے اور اُن کے نُور جلال کی حرارت اور حدّت سے آنحضرت قدس سِرّہٗ کے مُنہ اور نتھنوں سے خون جاری ہو جاتا۔ اسی شیخ کا بیان ہے کہ ایک سال کے بعد ہم نے شیخ بقا بن بطور رحمتہ اللہ علیہ کو حضرت پیر محبوبِ سُبحانی قدس سِرّہٗ کی خدمت میں جاتے دیکھا کہ حضرت پیر محبوب سُبحانی سِرّہٗ کی دہشت اور شوکت سے شیخ بقا بن بطور پر لرزہ طاری ہو جاتا اور آپ رضی اللہ عنہ کی توجہ کی حرارت سے خون گراتے کسی نے خوب کہا ہے۔

اَے دستگیر عالم تجھ سا نہ کوئی ولی ہے
نانا ترا محمد (ﷺ)، دادا تیرا علی (کرم اللہ وجہہٗ) ہے!

خلیفہ شیخ صدقہ کا واقعہ

نیز کتاب ''بہجۃ الاسرار'' میں مذکور ہے کہ حضرت پیر محبوب سُبحانی قدس سِرّہٗ کے خلیفہ شیخ صدقہ کے مُنہ سے ایک دفعہ بغداد میں ایسا کلمہ نکلا جو ظاہر شرع کے برخلاف تھا۔ ظاہری رسمی علماء نے عداوت اور حسد کے سبب خلیفہٗ وقت سے جا کر شکایت کی۔ خلیفہ نے متولی کو حکم دیا کہ اُسے حاضر کر کے شرعی تعزیر دیویں چنانچہ جس وقت تعزیر کے لئے شیخ صدقہ رحمتہ اللہ علیہ کو حاضر کیا گیا اور جلاّد درّہ اُٹھا کر شیخ صدقہ رحمتہ اللہ علیہ کو مارنے لگا۔ تو شیخ صدقہ رحمتہ اللہ علیہ کے خادم نے پکار کر کہا کہ یا شیخ! اسی وقت جلاّد کا ہاتھ شل اور خشک ہو گیا اور متولی کے دل پر ہیبت چھا گئی۔ جس نے فوراً وزیر کے ذریعے خلیفہ کو اس واقعے کی اطلاع دی۔ اللہ تعالیٰ نے خلیفہٗ وقت کے دل پر بھی ہیبت ڈال دی چنانچہ خلیفہ نے اسی وقت شیخ صدقہ رحمتہ اللہ علیہ کی رہائی کا فرمان جاری کر دیا چنانچہ شیخ صدقہ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اُسی وقت وہاں سے رہائی پا کر اپنے شیخ حضرت محبوبِ سُبحانی قدس سِرّہ کے رباط میں جہاں آپ رضی اللہ عنہ وعظ فرماتے تھے حاضر ہوا اور مشائخ کے درمیان بیٹھ گیا ابھی لوگ آپ رضی اللہ عنہ کے وعظ کے منتظر بیٹھے تھے کہ

حضرت محبوب سُبحانی قدس سِرّہٗ کرسئ وعظ پر تشریف لاکر رونق افروز ہوئے ابھی آپ رضی اللہ عنہ نے کوئی کلام شروع نہیں کیا تھا اور نہ قاری کو کچھ پڑھنے کے لئے فرمایا تھا لیکن حاضرین میں ایک غیر معمولی باطنی ہیجان اور سخت وجد اور جذب برپا تھا اور حاضرین باطنی کیف اور روحانی سرور کے سبب سر دُھن رہے تھے۔ شیخ صدقہ رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے دل میں خیال کیا کہ ابھی تک حضرت شیخ قدس سِرّہٗ نے وعظ شروع ہی نہیں کیا اور قاری نے نہ کچھ پڑھا ہے۔ یہ غیر معمولی وجد وجذب مجمع کے اندر کیوں برپا ہے اُسی وقت حضرت محبوب سُبحانی قدس سِرّہٗ نے میری طرف دیکھ کر فرمایا کہ اے صدقہ رحمتہ اللہ علیہ! میرا ایک مُرید بیت المقدس سے بذریعہ طے الارض ایک قدم میں پہنچا ہے اور میرے ہاتھ پر تائب ہوا ہے ہم نے اس کے لئے نافہ کھولا ہے۔ تمام حاضرین اس وقت اس کے طفیل ضیافت میں شامل ہیں اور اسی باطنی نافے کی خوشبو سے مست ہیں

جِس نے زُلفوں میں تری عطر بسا دیکھا ہے
اُن پر آئی ہے بلا ہم نے بسا دیکھا ہے

شیخ صدقہ رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے دِل میں کہا کہ جو شخص ایک ہی قدم پر بیت المقدس سے بغداد پہنچا ہے اُسے شیخ کی کیا ضرورت ہے اور وُہ کِس بات سے توبہ کرتا ہے۔ آپ نے پھر میری طرف دیکھ کر فرمایا کہ اَے صدقہ رحمتہ اللہ علیہ! اَب وُہ اِس بات سے توبہ کرتا ہے کہ آئندہ علوی اور سفلی مقامات کی طیر سیر وُہ ہرگز نہیں کرے گا اور طبقات کی پرواز سے تائب ہو کر ذات کی طرف پرواز کرے گا اُس کی ہوائے شوق میں اُڑنا کسی کسی کا کام ہے۔

اس کی ہوائے شوق میں پھر بھی نہ اُڑ سکے
پیدا کرے ہزار اگر سو ہزار پر

حضرت سُلطان العارفین قدس سِرّہٗ اپنی ایک کتاب میں اس بلند مقام کے بارے میں

فرماتے ہیں کہ تمام روئے زمین اور عالمِ ناسوت کی منازل اور مراتب مقاماتِ صغیرہ کہلاتے ہیں اور سات آسمان اور عرش و کُرسی اور لوح و قلم مقاماتِ کبیرہ کہلاتے ہیں۔ فقیر کے لئے مقاماتِ صغیرہ اور مقاماتِ کبیرہ کی طیر سیر کرنی گویا گناہِ صغیرہ اور کبیرہ کی مانند ہے۔ فقیر محض اللہ تعالیٰ کے جمال لایزال کے متوالے اور اُس کی شمعِ جلال کے پروانے ہوتے ہیں وُہ بغیر دیدار پروردگار غیر کی طرف التفات کرنا گناہ سمجھتے ہیں۔

ابیات:۔ مرا در دِل بغیر از دوست چیزے در نمے گنجد
بخلوت خانۂ سلطاں کسے دیگر نمے گنجد
درُونِ قصرِ دِل دارم یکے شاہے کہ گر گاہے
ز دِل بیرُوں زند خیمہ بہ بحر و بر نمے گنجد

ترجمہ:۔ میرے دل میں دوست کے بغیر کچھ نہیں سماتا، کیونکہ بادشاہ کے خلوت خانہ میں دوسرا کیسے آسکتا ہے۔ میرے دل کے آنگن میں ایسا شہنشاہ تشریف فرما ہے کہ اگر وہ میرے دل سے باہر آجائے تو بحر و بر کی وسعتیں اس کے آگے ہیچ ہوں گی۔

کسی نے سچ فرمایا ہے ''اَلْعِشْقُ نَارٌ تُحْرِقُ مَاسِوَی الْمَعْشُوْق '' کہ عِشقِ الٰہی وہ آگ ہے جو معشوق کے ماسویٰ خواہشات کو جلا دیتی ہے۔

ہر ولی نبی کے قدم پر

یاد رہے کہ فقیر کو یہ عالی مرتبہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضرت سرورِ کائنات ﷺ کی خاص نگاہِ لُطف و کرم اور اہل بیت و پنجتن پاک کی نظرِ شفقت و عنایت اور خاندان نبوّت کی ظاہری و باطنی اور صوری و معنوی پرورش اور تربیت سے حاصل ہوتا ہے۔ باطن میں ہر سالک اور ہر ولی کا قدم کسی نبی کے قدم پر ہوتا ہے اور اس کی ولایت اسی نبی کی نبوّت کے ظِلّ اور پرتو سے ہوا کرتی ہے اور وُہی اس ولی کا خاص مسلک اور مشرب ہوتا ہے چنانچہ بعض ولی داؤدی مشرب ہوتے ہیں کہ وہ سرود و سماع سُنتے ہیں اور اسی سے ان کے سلُوک میں ترقی ہوتی ہے اور بعض اولیاء اللہ صاحِب

روزہ و خانقاہ اہل تسخیرِ جنّ وانس صاحب رجوعات خلق شہرت پذیر سلیمانی مشرب رکھتے ہیں بعض صاحبِ تجرید و تفرید، اہل ترک و توکّل، بے خانماں دِن رات سیر و سفر والے عیسوی مشرب درویش ہوتے ہیں۔غرض باطن میں بے شمار مسلک اور مشرب ہیں اور ہر سالک اور ہر ولی کا ایک خاص مسلک اور مخصوص مشرب کسی کے قدم پر ہوتا ہے اور جو ولی اور سالک ابتداء سے جس نبی کے قدم پر ہوتا ہے۔اسی نبی کا نور اس کا مبدائے فیض ہوتا ہے اور آخر تک اسی نبی کے مسلک اور مشرب پر رہتا ہے اور باطن میں اسی نبی کے رنگ سے رنگا ہوا ہوتا ہے اور اسی کی صفات سے متصف اور اسی کے اخلاق سے متخلق ہوتا ہے اور اسی نبی کا منبع انوار اس کا مرجع و معاد ہوتا ہے چنانچہ حضرت اِمام ربّانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی صاحب رحمتہ اللہ علیہ اپنے مکتوبات کے دفتر اوّل مکتوب نمبر ۳۱۳ میں جو آپ نے خواجہ محمد ہاشم صاحب کی طرف لکھا تحریر فرماتے ہیں'' کہ میرا قدم حضرت مُوسیٰ علیہ السلام کے قدم پر ہے۔'' اور ایک دُوسرے مکتوب میں جو مُلّا محمد صدیق کو لکھا اِس میں تحریر فرماتے ہیں'' کہ طالب کو ولایت مُوسوی سے ولایت محمّدی ﷺ میں منتقل نہیں کیا جاسکتا۔''یعنی کسی ولی کا مسلک اور مشرب نا قابل تبدیل ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر انسان کی طرف ایک نئی صفت سے متجلی ہوا۔اس واسطے اختلاف رنگ ورائے واقع ہوا ہے۔

ہر گلے را رنگ وبُوئے دیگر است

ترجمہ: ہر پھول کی خوشبو اور رنگ جداگانہ ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ دو مختلف انسانوں کی طرف نہ ایک صفت سے متجلی ہوا ہے اور نہ کسی ایک انسان کی طرف دو مختلف صفات سے ظہور فرما ہوا ہے پس ہر سالک اور ولی کا مسلک اور مشرب الگ الگ ہے۔ہر مشرب کی علیحدہ شان اور الگ نشان ہے

لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا ط (سورہ المائدہ، رکوع ۱۱ آیت)

اور یہ خالق کائنات کی صفت لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ج (سورہ شوریٰ، رکوع ۳ آیت)
(اس کی مثل کوئی شے نہیں ہے)

حوالہ: جو ہر انسان بلکہ ہر شے میں جلوہ گر ہے اور ہر شے اس کی نئی صفت کا مظہر ہے۔ حضرت محبوب سُبحانی قطب ربّانی غوث صمدانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرّہٗ العزیز کا قدم اپنے جد پاک حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے قدم مُبارک پر ہے چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ اپنے قصیدہ غوثیہ میں فرماتے ہیں

''وَ کُلُّ وَلِیٍّ لَّہٗ قَدَمٌ وَّ اِنِّیْ　　　عَلٰی قَدَمِ النَّبِیْ بَدْرِ الْکَمَالِ''

یعنی ہر ولی کا اپنا قدم ہے لیکن میرا قدم اپنے جدّ اور نبی کے قدم پر ہے جو جملہ کمالاتِ نبوت کے صدر اور بدر ہیں۔ دُوسرے بیت میں فرماتے ہیں ؎

اَنَا الْبَازِیُّ اَشْھَبُ کُلِّ شَیْخٍ　　　وَمَنْ ذَافِی الرِّجَالِ اعْطِیٰ مِثَالِ

ترجمہ:۔ میں تمام دُنیا کے اولیاء اور مشائخین کے درمیان سفید باز کی طرح بلند پرواز اور جُملہ طائرانِ فضائے قدس پر غالب ہوں۔ سو مردانِ خُدا میں سے کسی کو میری طرح مرتبہ حاصل نہیں ہوا۔

تمام انبیاء و مُرسلین سابقین کا ایجاد و ظہور حضرت ختم المُرسلین و خاتم النّبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے نور سے ہوا ہے۔ اس لئے ان سب کے اقمار صفات کو ضیاء و تنویر آفتابِ نور ذات حضرت سراج منیر سے ہے یعنی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا نور آفتابِ عالم تاب کی طرح ذاتی ہے اور باقی تمام انبیاء کا نور مثل اقمار صفاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی صفت ذاتی محض دیدار کے وقت جلوہ گر ہوتی ہے اور دیدار کی برداشت کی طاقت اور توفیق محض ذاتی نور کو ہوسکتی ہے۔ اقمارِ صفات اور نجومِ اسماء آفتابِ ذات کی تجلّی کے وقت گُم اور مفقوُد ہو جاتے ہیں۔ اِس لئے بجز حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے اور کسی نبی کو اللہ تعالیٰ کا دیدارِ ذاتی اور حقیقی دُنیا میں حاصل نہیں ہوسکا اور آپ ﷺ کی اُمّت کے ان اولیائے کاملین کو آپ کے طفیل دیدار اور روئیت کا مرتبہ حاصل ہوا ہے جن کا قدم آنحضرت ﷺ کے قدم پر ہے اور مکمل طور پر فنافی الرّسُول ﷺ اور بقاباالرّسُول محمد الرّسُول ﷺ ہو چکے ہیں اور آنحضرت ﷺ کے ذاتی فقر سے سرفراز ہو چکے ہیں اور سُلطان الفقراء سیّد الکونین ہی ہیں جن کا ذکر رسالہ رُوحی میں آیا ہے اور جن کی نسبت حضرت سُلطان العارفین رسالہ رُوحی میں فرماتے ہیں

''کہ از آں یک لمعہ کہ مُوسیٰ علیہ السلام در سراسیمگی رفتہ وطوُر در ہم شکستہ در ہر لحہ وطُر

فتہ العین ہفتا د ہزار بار لمعات جذبات انوار ذات بر ایشاں وارد و دم نزد ندو آہے نہ کشید ند وھَلْ مِنْ مَّزِیْدٍ می گفتند۔ (سُورۃ ق: آیت) ایشاں سُلطان الفقراء وسیّد الکونین اند''

ترجمہ:۔ ''مُوسیٰ علیہ السلام جس تجلّی کی ایک معمولی چمک سے بے ہوش ہو گئے تھے اور کوہِ طُور ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا تھا۔ اسی قسم کی ستّر ہزار تجلّیاتِ ذاتی ایک ہی دم کے اندر اور ایک ہی آنکھ جھپکنے میں ان سات فقراء ذاتی پر وارد ہوتی رہتی ہیں اور وہ کچھ ضُعف اور کمزوری محسُوس نہیں کرتے بلکہ ھَلْ مِنْ مَّزِیْد پکارتے رہتے ہیں یعنی اَے اللہ تعالیٰ ہم پر تجلّی زیادہ فرما۔ یہ لوگ سُلطان الفقراء اور سیّد الکونین ہیں۔''

چونکہ یہ فقراء رُوحانی طور پر ایجاد خلق سے بہت پہلے نُورِ محمدی ﷺ سے براہِ راست ظہُور پذیر ہُوئے ہیں اور ان سات ارواح کو نُورِ محمد ﷺ سے وُہی نسبت ہے جو اللہ تعالیٰ واجب الوجود کو اپنی ذاتی سات صفات سے ہے۔ اس لئے یہ سات فقراء حضرت محمد ﷺ کے سچے وارث اور رُوئے زمین میں اُن کے نائب، خلیفہ اَور جانشین ہیں اور ان کا قدم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے قدم پر ہے۔

انبیائے سابقین

اور جس طرح حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سیّد الانبیاء ہیں۔ یہ سات فقراء سیّد الاولیاء ہیں اللہ تعالیٰ کی صفاتی، اسمائی اور افعالی روئیتِ انبیائے سابقین اور ان کے اولیاء وارثین کو ہوتی ہیں تمام انبیاء سابقین اَور مُرسلینِ اوّلین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی اُمّت میں شامل ہیں کیونکہ سب انبیاء سابقین کے ظِلّی اَور بروزی وجود اپنے جانشینوں اَور خلیفوں و نائبوں کی صُورت میں آپ کی اُمّت میں موجود اور داخل ہیں۔ اِسی لئے حضور ﷺ فرما چکے ہیں کہ ''عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَآءِ بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ ''۔ یعنی میری اُمّت کے عُلماء عالمین یعنی اولیائے کاملین بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں اور یہ وہی اولیاء ہیں جن کے قدم انبیاء سابقین کے قدم پر ہیں اور انہی کو قرآن کریم میں انبیاء سابقین کے خطاب سے یاد کیا گیا ہے قولہٗ تعالیٰ

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۸۱﴾

(سُورۃ آل عمران: آیت ۸۱)

ترجمہ: اور (اے محبوب یاد کیجئے) جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا کہ جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر آئے تمہارے پاس (عظمت والا) رسول تصدیق کرنے والا اس چیز کی جو تمہارے ساتھ ہو تو ضرور ضرور تم اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا فرمایا کیا تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری عہد قبول کیا؟ سب نے کہا ہم نے اقرار کیا فرمایا پس گواہ رہنا اور میں خود تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں۔

اور جب اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء سے عہد و پیمان لے کر فرمایا کہ جس وقت میں تم کو اپنی کتاب اور حکمت عطا کروں گا اور آئے گا تمہاری طرف میرا رسُول جو تصدیق کرنے والا ہو گا اس چیز (علم و حکمت) کی جو تمہارے پاس ہے کہ تم اس پر ایمان لاؤ گے اور اس کی مدد کرو گے۔ پھر ہم نے کہا کہ تم نے عہد و پیمان کر لیا اور تم نے اس بات کا اقرار کر لیا پھر ہم نے کہا کہ تم سب اس بات کے شاہد اور گواہ رہو اور ہم بھی تمہارے ساتھ اِس گواہی میں شامل رہیں گے۔

اِس آیت کے مفہوم پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا انبیائے سابقین (جو آپ سے پہلے ہو گذرے ہیں) کے پاس آنحضرت ﷺ کے بھیجنے اور اُن سے آپ ﷺ پر ایمان لانے اور آپ ﷺ کی مدد کرنے کا عہد و پیمان لینے کا بجز اس کے اور کیا مطلب ہو سکتا ہے کہ ان سے مُراد آپ ﷺ کی اُمت کے وُہ اولیاء اللہ ہیں جو ان کی مثل ہیں اور جن کے قدم انبیاء کے قدم پر ہیں جو ظِلّی اور بروزی طور پر ان کے نائب، خلیفہ اور جانشین ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا دیدار

رسالہ رُوحی کی شرح میں یہ مسئلہ بھی حل کرنا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کا دیدار اور رویت اِس

دُنیا میں ممکن ہے یا نہیں؟ بعض لوگ اِس دُنیا میں اللہ تعالیٰ کے لقاء اور دیدار کو ممتنع اور محال خیال کرتے ہیں بلکہ یہاں تک کہہ گذرتے ہیں کہ محبوبِ کبریا حضرت مُحمد مصطفےٰ ﷺ کو بھی دُنیا میں دیدار حاصل نہیں ہوا۔ ہمیں ظاہری علماء کے روایتی اِختلاف سے کچھ سروکار نہیں ہے مختصر عرض یہ ہے کہ جو لوگ دُنیا میں دیدارِ حق تعالیٰ کو ناممکن اور محال سمجھتے ہیں اِن کی دو بڑی دلیلیں یہ ہیں کہ مُوسیٰ علیہ السلام اولوالعزم پیغمبر ہوئے ہیں۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے رَبِّ اَرِنِیۡۤ اَنۡظُرۡ اِلَیۡكَ ؕ (سُورۃ الاعراف: آیت ۱۴۳) کہہ کر دیدار اور رؤیت کی التجا اور آرزُو کی لیکن اللہ تعالیٰ نے جواب دیا" لَنۡ تَرٰىنِیۡ یعنی اَے مُوسیٰ (علیہ السلام) تو مجھے نہیں دیکھ سکے گا۔ دُوسری دلیل ان کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لَا تُدۡرِكُهُ الۡاَبۡصَارُ ۫ وَهُوَ یُدۡرِكُ الۡاَبۡصَارَ ۚ (سُورۃ الانعام: آیت ۱۰۳)

ترجمہ: نگاہیں اس کا احاطہ نہیں کر سکتیں اور وہ احاطہ کئے ہوئے ہے سب نگاہوں کا اور وہی ہے ہر چیز کی باریکیوں کو اور مشکلات کو جاننے والا۔

یعنی آنکھیں اللہ تعالیٰ کا اِدارک نہیں کر سکتیں بلکہ اللہ تعالیٰ آنکھوں کا ادراک کرتا ہے۔ سو پہلے اِعتراض کا جواب یہ ہے کہ مُوسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کے "لَنۡ تَرٰىنِیۡ" فرمانے کا مطلب یہ تھا کہ اے مُوسیٰ (علیہ السلام) تو میرے ذاتی انوار اور عُریاں دیدار کی تاب نہیں لا سکے گا کیونکہ بعد کی آیت میں اللہ تعالیٰ نے اِس بات کی خود توضیح فرما دی ہے جیسا کہ ارشاد ہے

وَلٰكِنِ انۡظُرۡ اِلَى الۡجَبَلِ فَاِنِ اسۡتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوۡفَ تَرٰىنِیۡ ۚ

(سُورۃ الاعراف: آیت ۱۴۳)

ترجمہ: ہاں اس پہاڑ کی طرف دیکھو اگر یہ اپنی جگہ ٹھہرا رہا تو عنقریب تم مجھے دیکھ لو گے۔

یعنی اَے موسیٰ (علیہ السلام) میں اپنی تجلّی کوہِ طور پر ڈالتا ہوں اگر پہاڑ جیسی بھاری بھرکم سنگین اور ثقیل چیز میری تجلّی کے وقت اپنی جگہ پر قائم رہ گئی اور اس منعکس اور معکوس تجلّی کو دیکھ کر تیرے ہوش اور حواس قائم رہ گئے تو پھر ممکن ہے کہ تُو میری عُریاں اور ذاتی تجلّی کی تاب بھی لا سکے گا یعنی اللہ تعالیٰ کا فَسَوۡفَ تَرٰىنِیۡ (یعنی پھر تو عنقریب مجھے دیکھ سکے گا) فرمانا صاف طور پر بتلا رہا ہے کہ دُنیا میں اللہ تعالیٰ کی لقا اور دیدار محال اور ناممکن ہرگز نہیں ہے اگر ایسا ہوتا تو اللہ تعالیٰ اِس ناممکن

سوال کے جواب میں فوراً مُوسیٰ علیہ السلام سے فرما دیتا کہ اَے مُوسیٰ (علیہ السلام) تو نے ایک محال اور ناممکن چیز کا ہم سے کیوں سوال کیا ہے جیسا کہ نُوح علیہ السلام کو فرما دیا تھا جب کہ انہوں نے نا اہل بیٹے کے حق میں سفارش کی تھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا

فَلَا تَسْئَلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ اِنِّیْۤ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِیْنَ ﴿۴۶﴾

(سُورۃ ہُود: آیت ۴۶)

ترجمہ: تو (اے نوح) آپ مجھ سے وہ چیز نہ مانگیں جس کا آپ کو علم نہیں میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ آپ نادانوں میں سے نہ ہو جائیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے نُوح علیہ السلام) تو ایسی بات کا مجھ سے سوال نہ کر جس کا تجھے علم نہ ہو میں تجھے نصیحت کرتا ہوں کہ ایسا کرنے سے تو جاہلوں میں شمار ہوگا۔'' سو کیا موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ اتنے بڑے اہم سوال اور ایسے ناممکن اور محال امر کے لئے نہیں فرما سکتا تھا کہ مُوسیٰ مجھ سے ایسی ناممکن بات کا سوال نہ کر بلکہ اِس کے لئے کوہِ طور پر تجلّی نازل فرما کر اس کی طرف دیکھنے اور وُہ معکوس تجلّی دکھا کر بے ہوش کرانے اور قول فَسَوْفَ تَرَانِیْ کی امید دلانے اور اتنے طویل اہتمام کی کیا ضرورت تھی۔ سو اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے لَنْ تَرَانِیْ سے یہی مُراد تھی کہ اَے مُوسیٰ (علیہ السلام) مجھے تیرے اُوپر اپنی ذاتی تجلّی نازل کرنے سے کوئی چیز مانع نہیں ہے لیکن تو دیکھ لے اور آزما کر معلوم کر لے کہ آیا تجھ میں ذاتی عریاں تجلّی کی تاب و طاقت بھی ہے یا نہیں اور اللہ تعالیٰ نے یہ معاملہ ثابت کر کے دِکھا دیا کہ مُوسیٰ علیہ السلام کوہِ طور کو دیکھ کر بے ہوش ہو گئے تھے اور جب ہوش میں آکر اپنے ضعف کو معلوم کیا تو اس سوال کی دلیری اور جرأت پر نادم اور تائب ہوئے۔ کما قال عن ذکرہ

وَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰى لِمِیْقَاتِنَا وَ كَلَّمَهٗ رَبُّهٗ ۙ قَالَ رَبِّ اَرِنِیْۤ اَنْظُرْ اِلَیْكَ ؕ قَالَ لَنْ تَرٰىنِیْ وَ لٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِیْ ۚ فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّ خَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا ۚ فَلَمَّاۤ اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَیْكَ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۴۳﴾ (سورہ الاعراف: آیت ۱۴۳)

ترجمہ: اور جب موسیٰ ہمارے مقرر کیے ہوئے وقت پر آئے اور ان کے رب نے ان سے کلام فرمایا عرض کی اے میرے رب مجھے اپنی ذات دکھا، میں تجھے دیکھوں فرمایا تم مجھے ہرگز نہ دیکھ سکو گے ہاں اس پہاڑ کی طرف دیکھو اگر یہ اپنی جگہ ٹھہرا رہا تو عنقریب تم مجھے دیکھ لو گے پھر جب ان کے رب نے پہاڑ پر تجلّی فرمائی تو اسے ریزہ ریزہ کر دیا اور موسیٰ بیہوش ہو کر گرے پھر جب ہوش میں آئے عرض کی تو پاک ہے میری توبہ ہے تیری بارگاہ میں اور میں سب سے پہلا مومن ہوں۔

یعنی اور جب مُوسیٰ (علیہ السلام) وقت موعود میں کوہِ طُور پر آئے اَور اس کے ربّ نے اس سے کلام کِیا تو مُوسیٰ (علیہ السلام) نے عرض کی کہ اَے ربّ! تُو مجھے (ذاتی طور پر) نظر آ جاتا کہ میں تجھے دیکھ لُوں۔تو اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ اَے! مُوسیٰ (علیہ السلام) تو مجھے نہیں دیکھ سکے گا لیکن (اگر خواہ مخواہ تو دیدار کی تاب آزمائی کرنا چاہتا ہے) تو پہاڑ طُور کی طرف دیکھ اگر وُہ (ہماری تجلّی کے وقت) اپنی جگہ پر قائم رہ گیا تو پھر ممکن ہے تو بھی ہمیں دیکھ سکے گا جس وقت اللہ تعالیٰ نے کوہِ طور کی طرف اپنی تجلّی فرمائی تو پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور مُوسیٰ (علیہ السلام) اُسے دیکھ کر غش کھا گئے اور بے ہوش ہو کر گر پڑے جس وقت انہیں ہوش آیا تو عرض کی اَے اللہ تعالیٰ! میں ایسے دیدار کے سوال سے جس کی مجھے تاب نہیں تجھ سے توبہ کرتا ہُوں اور میں (آپ کے لقاء پر) ایمان لانے والوں میں سے پہلا شخص ہُوں۔

سو مُوسیٰ علیہ السلام پر ان کے حوصلے اور استعداد کے مطابق دیدار کی تجلّی کوہِ طوُر کے پردے میں ملفُوف کر کے ڈالی گئی لیکن وُہ اس کی تاب نہ لا سکے اور بے ہوش ہو کر گر پڑے اگر تھوڑی سی تجلّی کوہِ طوُر کے پردے کے بغیر عُریاں طور پر براہِ راست مُوسیٰ علیہ السلام کی طرف ڈالی جاتی تو ممکن ہے کہ مُوسیٰ علیہ السلام بالکل ہلاک ہو جاتے سو اللہ تعالیٰ نے مُوسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ

قَالَ يٰمُوْسٰٓى اِنِّى اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسٰلٰتِىْ وَبِكَلَامِىْ ۖ فَخُذْ مَآ اٰتَيْتُكَ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۴۴﴾ (سُورۃ الاعراف: آیت ۱۴۴)

ترجمہ: فرمایا اے موسیٰ بیشک میں نے تمہیں لوگوں پر برگزیدہ کر لیا اپنے پیغام اور اپنے کلام سے پس لے لو جو کچھ میں نے تمہیں دیا اور ہو جاؤ شکر گزاروں میں سے۔

کہ اَے مُوسیٰ (علیہ السلام) جو کچھ ہم نے تجھے اپنا کلام اور رسالت عطا فرمائی ہے اُسے قابُو کر اور اسی پر شکر گذار رہ اور اپنی وُسعت اور استعداد سے آگے قدم نہ رکھ سو اللہ تعالیٰ کوہِ طُور پر وقتاً فوقتاً موسیٰ علیہ السلام کے سامنے جلال کے صفاتی شعلۂ آتشیں کی تجلّی میں نمُودار ہوتے تھے اور مُوسیٰ علیہ السلام کو اِس تجلّی کی برداشت کی تاب اور طاقت تھی۔

وَهَلْ أَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ۝ إِذْ رَاٰ نَارًا فَقَالَ لِأَهْلِهِ امْكُثُوْٓا إِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيْٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِقَبَسٍ أَوْ أَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى ۝ فَلَمَّآ أَتٰىهَا نُوْدِيَ يٰمُوْسٰى ۝ إِنِّيْٓ أَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ ۚ إِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ۝

(پارہ ۱۶: سُورۃ طٰہٰ: آیت ۹، ۱۲)

ترجمہ:۔اور کیا آیا ہے تیرے پاس مُوسیٰ (علیہ السلام) کا ذکر جبکہ اُسے نے دیکھی آگ (کوہِ طور پر) پس اُس نے اپنی بیوی سے کہا کہ ٹھہرو مجھے آگ نظر آرہی ہے تاکہ میں اُس سے تمہارے پاس آگ کا ٹکڑا لاؤں یا آگ کی طرف راستہ معلوم کروں جب وُہ آگ کے پاس پہنچا تو اُسے غیب سے آواز آئی کہ اَے مُوسیٰ! میں تیرا رب ہوں پس تُو اپنے جوتے اُتار ڈال۔اب تو مقدس پاک وادی کے قریب آ گیا ہے"

سو یہ نوراللہ تعالیٰ کی صفتِ جلال کی تجلّی تھی جو آگ کی صُورت میں مُوسیٰ علیہ السلام کو نظر آرہی تھی اور ایک دُوسری جگہ آیا ہے

إِذْ قَالَ مُوْسٰى لِأَهْلِهٖٓ إِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا ۭ سَاٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ أَوْ اٰتِيْكُمْ بِشِهَابٍ قَبَسٍ لَّعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ۝ فَلَمَّا جَآءَهَا نُوْدِيَ أَنْۢ بُوْرِكَ مَنْ فِي النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا ۭ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ يٰمُوْسٰٓى إِنَّهٗٓ أَنَا اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

(سُورۃ النمل: آیت: ۷ سے ۹)

ترجمہ:۔اور جب مُوسیٰ (علیہ السلام) نے اپنی بیوی سے کہا کہ مجھے آگ نظر آرہی ہے۔ میں اس کی عنقریب خبر لاتا ہوں یا اس میں سے تیرے پاس آگ کا روشن انگارہ لا دیتا ہوں تاکہ تم اُسے سینکو جب مُوسیٰ (علیہ السلام) اس کے پاس پہنچے تو انہیں (غیب سے فرشتوں کی) ندا آئی کہ مُبارک ہے وُہ ذات

جس کا نُور جلال آگ کے اندر اور اس کے اِرد گرِد جلوہ گر ہے۔ گویا پاک ہے وُہ ذاتِ ربّ العٰلمین ہر قسم کی تشبیہ سے اس وقت اللہ تعالیٰ مُوسیٰ علیہ السلام سے یوں ہمکلام ہُوا کہ اَے مؤسیٰ (علیہ السلام) یہ میں ہوں اللہ تعالیٰ غالب اور حکمت والا۔

سوگاہے بندہ اللہ تعالیٰ کی صفاتی تجلّی اپنے آئینے کے اندر دیکھتا ہے چُونکہ مُوسیٰ علیہ السلام جلال کی صِفت سے متّصِف تھے۔ اِس واسطے اللہ تعالیٰ اُنہیں اپنے آئینے کے اندر شعلہ جلال کی صُورت میں نظر آیا اور بعدہٗ وُہ افعالی تجلّی بن کر اژدہے کی جلالی صُورت میں سے نمُودار ہوئی سو اللہ تعالیٰ کا ہر مقبول بندہ اپنے آئینے میں اللہ تعالیٰ کی صفاتی، اسمائی اور افعالی تجلّی دیکھ سکتا ہے چنانچہ عیسےٰ علیہ السلام جو صفت جمال کے مظہر تھے اپنے آئینے میں اِس تجلّی کو کبوتر کی صُورت میں نازل ہوتے دیکھتے تھے۔ سو اللہ تعالیٰ کی صفاتی، اسمائی اور افعالی تجلّیات ہر شخص اپنے آئینے میں اپنے ظرف اور استعداد کے مُطابق دیکھ سکتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے ذاتی، غیر مخلُوق قدیم نُور کی عُریاں تجلّی دیکھنی سوائے محبوب ربُّ العالمین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے ذاتی نور کے اور کسی نبی یا ولی کا کام نہیں کسی نے سچ کہا ہے۔

مُوسیٰ زہوش رفت بیک جلوۂ صفات
تُو عین ذات می نِگری در تبسّمی

ترجمہ:۔ موسیٰ علیہ السلام ایک صفاتی جلوہ سے بے ہوش ہو گئے اور آپ نے مسکراتے ہوئے ذاتی جلوہ دیکھا۔

اور بعض ذاتی نور سے مُنور فنا فی الرّسُول، فقر محمّدی ﷺ کے سچے وارث سُلطان فقراء جن کا قدم محمد مُصطفیٰ ﷺ کے قدم پر ہے اُنہیں بھی آئینۂ محمّدی ﷺ میں ذاتی دیدار نصیب ہوتا ہے

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ

(سُورۃ الجمعہ: آیت ۴)

ترجمہ:۔ یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے عطا فرما دے اور اللہ بہت بڑے فضل والا ہے

چنانچہ حضرت سُلطان العارفین قدس سرّہٗ فرماتے ہیں

دیدہ ام دیدار بینم ہر دوام　　　در دِمن دیدار شدُ ہر صبح و شام

ترجمہ: میں ہر وقت دیکھتا ہوں اور دیدار کرتا ہوں اور ہر صبح و شام مجھے دیدار ہی حاصل ہے۔

اب ہم یہاں ذاتی، صفاتی، اسمائی اور افعالی تجلّیات کا تھوڑا سا آپس میں فرق بیان کر کے اِس بحث کو ختم کرتے ہیں۔

واضح ہو کہ ہر نبی، ہر ولی اور ہر سالک بلکہ ہر مقبول بندے کے اندر اللہ تعالیٰ اپنی صفات و اسماء اور افعال کے نور سے متجلّی اور جلوہ گر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صفاتی تجلّی سالک کے دل پر اس طرح متجلّی ہوتی ہے جس سے سالک کے دل کی صفات اُس پاک نوری تجلی کے طفیل پاک، منزّہ، وسیع اور قوی ہو جاتی ہیں اور یہ تجلّی گاہے دل سے وحی اور الہام کی صُورت میں زبان پر جاری ہو جاتی ہے اور یہی نور دماغ میں علم اور حکمت کی صُورت میں نمودار ہو جاتا ہے۔ دیگر اللہ تعالیٰ کی اسمائی تجلّی کا نور سالک کی آنکھوں میں نمودار ہوتا ہے جس سے سالک صاحب بصیرت باطنی اور صاحبِ کشف اور اہلِ مشاہدہ ہو جاتا ہے۔ تیسری تجلّی افعالی سالک کے ہاتھ میں نمودار ہوتی ہے اور اس سے نبی صاحبِ معجزات اور ولی صاحبِ کرامات ہو جاتا ہے۔

نیز یاد رہے کہ حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ اللہ تعالیٰ کے ذاتی دیدار کی آیاتِ کبریٰ سے دو دفعہ مشرّف ہوئے۔ ایک دفعہ وُہ ذاتی نور آپ ﷺ کی طرف آفاق میں اور دُوسری دفعہ انفس میں جلوہ گر ہوا قولہٗ تعالیٰ

سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِى الْاٰفَاقِ وَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ ؕ
(سورۃ حم السجدہ : آیت ۵۳)

ترجمہ:۔ عنقریب ہم اُنہیں اپنی (قدرت کی) اب نشانیاں دکھائیں گے (عالم کے) اطراف میں اور ان کے نفسوں میں یہاں تک کے ان پر ظاہر ہو جائے کہ یقیناً وہی (قرآن) حق ہے۔

یعنی: اسی طرح ہم دکھاتے ہیں اُنہیں اپنی نشانیاں آفاق اور انفس کے اندر تا کہ انہیں معلوم ہو جائے کہ ہماری ذات اور اس کے جلوے حق ہیں۔

اور سُورۃ نجم میں آیا ہے وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى ۙ (النجم سورۃ ا : آیت ۱۳)

ترجمہ: بیشک انہوں نے اُسے دوسری بار ضرور دیکھا۔

یعنی دیکھا حضرت محمد ﷺ نے اُسے دُوسری دفعہ اور اِسی دو دفعہ ذاتی دیدار کو سُورہ والنجم میں آیات کبریٰ سے تعبیر فرمایا ہے قولہٗ تعالیٰ

لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى ﴿۱۸﴾ (سورۃ النجم: آیت ۱۸)

ترجمہ:۔ بیشک انہوں نے اپنے رب کی بڑی نشانیاں ضرور دیکھیں۔

یعنی ہمارے حبیب ﷺ نے اپنے ربّ کے ذاتی نور کی آیات کُبریٰ دیکھیں۔ مُوسٰی علیہ السلام کی طرف بھی اللہ تعالیٰ نورِ صفت کلیم سے دو دفعہ متجلی ہوا اور اُسے رسالت اور کلام کی الگ نعمتوں سے بیان فرمایا جیسا کہ ارشاد ربانی ہے

يٰمُوْسٰٓى اِنِّى اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسٰلٰتِىْ وَبِكَلَامِىْ ۖ فَخُذْ مَآ اٰتَيْتُكَ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۴۴﴾ (سُورۃ الاعراف: آیت ۱۴۴)

ترجمہ:۔ اے موسیٰ بیشک میں نے تمہیں لوگوں پر برگزیدہ کرلیا اپنے پیغام اور اپنے کلام سے پس لے لو جو کچھ میں نے تمہیں دیا اور ہو جاؤ شکر گذاروں میں سے۔

اللہ تعالیٰ کی ذاتی نوری تجلّی انفس کی رگ رگ اور ریشے ریشے کے اندر اور آفاق کے ذرّے ذرّے میں جاری اور ساری ہوتی ہے اُس کے لئے کوئی مخصوص مقام نہیں ہے۔ ذاتی جلوہ زمان اور مکان کی قید سے اور تعین سے مبرا اور بے کیف اور بے جہت ہوتا ہے لیکن صفاتی، اسمائی اور افعالی تجلّیات کے لئے مخصوص مقام اور مکان و زمان کا تعین اور دیگر افعالی اور اعمالی شرائط ولوازمات کی پابندی لازمی ہوتی ہے مثلاً مُوسٰی علیہ السلام کو کلام اور وحی کے حصُول کے لئے کوہِ طُور پر جانا لازمی تھا یہ ایک آفاقی تعیّن تھا اور انفس میں تیس چالیس روز تک بھوکا پیاسا رہنا پڑتا تھا۔ تب آپ علیہ السلام اس تجلّی کے مستحق اور مستوجب ہوتے تھے یہی حال عیسٰے علیہ السلام کا تھا انہیں بھی پہاڑ پر جا کر اسی طرح متواتر تیس چالیس روز تک بھوک اور پیاس سے تزکیۂ نفس کرنا پڑتا تھا۔ تب جا کر آپ علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ کی تجلی ہوا کرتی تھی لیکن ہمارے آقائے نامدار، احمدِ مختار، محبوب کردگار حضرت محمد مصطفٰے ﷺ کی ذاتِ بابرکات پر ذاتی، صفاتی تجلیات بے کیف و بے جہت اور بغیر قید زمان و مکان اور بے پابندیٔ شرائط ولوازمات ہوا کرتی تھیں چنانچہ خواب و بیداری، حضر

اور سفر، رات اور دن کے کسی حصے میں حضور سرورِ کائنات ﷺ موردِ تجلّیات اور معرضِ نزولِ وحی وبرکات ہوتے تھے۔ اِس کے لئے نہ کسی خاص زمان ومکان کی قید تھی اور نہ کیف اور رجہت کا تعین لازمی تھا اور نہ تیس چالیس روز تک متواتر بھوک اور پیاس کی ضرورت تھی چنانچہ اُونٹ پر سوار جارہے ہیں اصحاب کے درمیان یا گھر میں اپنی بیبیوں کے ساتھ بیٹھے ہیں یا معرکہ کارزار میں کفّار کے مقابلے میں برسرِ پیکار ہیں یا خواب میں ہیں یا بیدار ہیں۔ غرض ہر حالت میں آپ پر وحی کا نزول ہوا کرتا تھا اور اس کے لئے کوئی قید، کسی قسم کا تعیّن اور کسی طرح کی پابندی درکار نہیں تھی۔

جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات قدیم ہے اسی طرح ذات قدیم کی رؤیت ذاتی یعنی اللہ تعالیٰ کا ذاتی دیدار بھی قدیم ہے اور جس نیک بخت، سعادت مند ذاتی نور والے نبی یا ولی کو اللہ تعالیٰ کا ذاتی دیدار اور مشاہدہ ایک دفعہ ہوجاتا ہے تو اُس دیدار اور مشاہدے کی شان ہمیشہ قائم رہتی ہے اور کبھی زائل اور موقوف نہیں ہوتی اور بظاہر اگرچہ وُہ معاملہ ایک دفعہ واقع ہوکر کبھی ظاہر و کبھی غائب اور گاہے عیاں اور گاہے پنہاں ہوتا نظر آئے لیکن اہل دیدار اور اہل مشاہدہ کا ایک باطنی نوری وجُود ہمیشہ ابدالآباد تک اللہ تعالیٰ کے مشاہدے میں رہتا ہے اور اسے "لِیْ مَعَ اللّٰہِ وَقْت" کی یہ سعادت بطور دوام نصیب ہوتی ہے اور جب کبھی وُہ غیر مشاغل سے فارغ ہوکر دیدار کی طرف متوجہ اور ملتفت ہوتا ہے تو وُہ اپنے آپ کو دیدار اور مشاہدے میں موجود پاتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو فرماتا ہے

فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۝ وَ اِلٰی رَبِّكَ فَارْغَبْ ۝ (سُورۃ اَلم نشرح: آیت ۷،۸)

ترجمہ:۔تو جب آپ (تبلیغ رسالت کے کاموں سے) فارغ ہوں تو (عبادت و ریاضت میں) محنت فرمائیں اور (صرف) اپنے رب کی طرف راغب رہیں۔

یعنی اَے میرے حبیب ﷺ! جب کبھی تُو دُنیوی معاملات اور غیر مصروفیات سے فراغت پائے تو مُستعد ہوجایا کر اور اپنے ربّ کی طرف مائل اور راغب ہو۔

دیگر بزم خاص نبوی ﷺ میں حضوری کا معاملہ بھی اسی طرح ہے کہ سالک کا ایک باطنی

لطیف وجُود مجلسِ خاص حضرت محمد ﷺ میں ہمیشہ کے لئے داخل وشامل ہوتا ہے لیکن سالک کو گا ہے معلوم ہوتا ہے اور گا ہے ظاہری مادی حواس اور ادراک سے وُہ معاملہ پنہاں اور معدوم ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا دیدار اور مشاہدہ اور نیز بزم نبوی ﷺ میں حضوری کا معاملہ اس ظاہری عنصری مادی وجود اور اس کے حواس وقویٰ اور مادی دِل ودماغ کا کام ہرگز نہیں ہے یہ کام باطنی نوری لطیف وجود اور اس کے باطنی رُوحانی حواس وقویٰ اور باطنی دِل وعقل کا کام ہے ظاہری آنکھوں اور مادی حواس کی وہاں تک رسائی نہیں ہے۔ اس واسطے آیا ہے کہ

لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ﴿۱۰۳﴾

(سُورۃ الانعام: آیت ۱۰۳)

ترجمہ:۔ نگاہیں اس کا احاطہ نہیں کر سکتی اور وہ احاطہ کیے ہوئے ہے سب نگاہوں کا اور وہی ہے ہر چیز کی باریکیوں اور مشکلات کو جاننے والا اور ظاہر وباطن سے خبردار۔

اس سے نفی ادراک مراد ہے نفیِ رؤیت مُراد نہیں ہے یعنی اللہ تعالیٰ کو انسانی آنکھیں معلوم نہیں کر سکتیں بلکہ اللہ تعالیٰ جو آنکھوں اور آنکھوں والوں کا خالق ہے سو آنکھوں کی کُنہ اور حقیقت کو وُہ جانتا ہے سو نفی ادراک سے ہرگز نفی رؤیت مُراد نہیں ہو سکتی۔ ہماری آنکھیں سورج کو دیکھتی ہیں لیکن سُورج کی کُنہ اور حقیقت کے ادراک سے ہم عاجز ہیں۔ نیز اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ موت کے بعد نیک بندوں کو اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا۔ موت اور خواب ایک دوسرے سے ملتی جلتی چیزیں ہیں۔ اِس واسطے آیا اَلنَّوْمُ اَخُ الْمَوْتِ یعنی نیند موت کی بھائی ہے دونوں حالتوں میں انسانی ظاہری حواس معطل ہو جاتے ہیں فرق صرف اِتنا ہے کہ موت سے ظاہری مادی حواس ہمیشہ کے لئے معطّل ہو جاتے ہیں لیکن خواب میں عارضی طور پر ایک وقفہ کے لئے اِنسان ظاہری مادی حواس اور قویٰ سے باہر آ جاتا ہے کسی نے اِس بارے میں کیا اچھا شعر کہا ہے

اَے بر اور من ترا اُ از زندگی دادم نِشاں

خواب را مرگِ سُبک داں مرگ را خوابِ گراں

یعنی اے بھائی! میں تجھے زندگی کی حقیقت بتاتا ہوں کہ نیند بھی ہلکی سی عارضی موت

ہے موت تو بھاری گہری اور دائمی نیند ہے

اِس واسطے شریعت نے خواب میں اللہ تعالیٰ کے دیدار کو جائز قرار دیا ہے اور مراقبہ خواب سے بھی زیادہ موت کے متشابہ اور قریب چیز ہے۔ کامل عارف لوگوں کو مراقبے میں اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوتا ہے۔ موت کوئی اتنی بڑی چیز نہیں ہے اولیاء اللہ تعالیٰ زندگی میں بطور مُوتُوا قَبْلَ اَنْ تَمُوتُوا کئی دفعہ مرتے اور بار بار زندہ ہوتے ہیں جیسا کہ جامی صاحب رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں

یکبار میرد ہر کسے بےچارہ جامی بارہا

ترجمہ:۔ ہر شخص ایک بار مرتا ہے جامی بے چارہ بارہا موت سے ہم کنار ہوتا ہے۔

حسب وسعت واستعداد

بے شمار اولیاء اللہ کے مناقب میں آیا ہے کہ وُہ اِسی دینوی زندگی میں کئی بار دیدار سے مشرّف ہوئے ہیں چنانچہ امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ کی نسبت بروایت صحیح آیا ہے کہ انہیں سو دفعہ خواب میں اللہ تعالیٰ کا دیدار حاصِل ہوا ہے۔ سو اِس بات میں ذرہ برابر شک اور شبہ نہیں ہے کہ انبیاء اَور اَولیاء کو حسب وسعت واستعداد اللہ تعالیٰ کا دیدار اسی زندگی میں حاصل ہوتا ہے۔ جو لوگ زندگی میں اللہ تعالیٰ کے دیدار کے منکر اور اس سے نا اُمّید ہیں اور اس کے حصُول سے غافل ہیں اور جنہوں نے اِس معاملے کو موت کے وعدے پر اُٹھا رکھا ہے اور یہاں زندگی میں دیدار کی اہلیّت اور قابلیّت حاصِل نہیں وہ موت کے بعد باوجود ظہور نور واجب الوجود اپنی کورچشمی کا سخت ماتم کریں گے اور ان آیات کے مصداق ہوں گے قولہٗ تعالیٰ

وَمَنْ كَانَ فِىْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِى الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى

(سُورۃ بنی اسرائیل: آیت ۷۲)

ترجمہ:۔ اور جو شخص اس دنیا میں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا ہوگا قولہٗ تعالیٰ

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّ نَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ۝ (سُورۃ طٰہٰ: آیت ۱۲۴)

ترجمہ:۔ اور جس نے میرے ذکر سے روگردانی کی تو یقیناً اس کی زندگی بڑی تنگی میں گذرے گی اور قیامت کے دن ہم اسے اندھا اُٹھائینگے۔

اور جن لوگوں نے ہماری یاد اور ذکر سے اعراض اور کنارہ کیا اُن کی معیشت اور روزی تنگ ہوگی اور قیامت کے دن ہم اسے اندھا کھڑا کریں گے اور یہ آخری آیت خاص دُنیا میں منکرین اور مکذبین دیدار کے بارے میں آئی ہے قولہٗ تعالیٰ

قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَتْهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً قَالُوْا يٰحَسْرَتَنَا عَلٰى مَا فَرَّطْنَا فِيْهَا ۙ (سورۃ الانعام: آیت ۳۱)

ترجمہ:۔ بیشک نقصان اُٹھایا ان لوگوں نے جنہوں نے اللہ کی ملاقات کو جھٹلایا، یہاں تک کہ جب ان کے پاس قیامت اچانک آپہنچے گی تو کہیں گے ہائے ہم پر افسوس ہماری اس کوتاہی پر جو قیامت (پر ایمان لانے) میں ہم سے ہوئی۔

یعنی:۔ تحقیق بڑے گھاٹے میں رہے وہ لوگ جو (دنیا میں) اللہ تعالیٰ کے دیدار اور لقا کو جھٹلاتے رہے یہاں تک کہ موت اور قیامت اچانک اُن کے سامنے آئی اور وہ کہنے لگے کہ ہائے افسوس ہم نے اِس معاملے میں کتنی بھاری کوتاہی کی۔

سو اگر ہم کو اپنی خودستائی اور اس زمانے کے حاسد کورچشموں کی عقل کی کوتاہی کا ڈر نہ ہوتا تو ہم اِس بارے میں کچھ اپنے مشاہدات اور تجربات بھی پیش کرتے لیکن ہم فی الحال مذکورہ بالا عقلی اور نقلی سچے دلائل اور براہین پر ہی اکتفا کرتے ہیں۔ سو ان لوگوں پر سخت افسوس ہے جنہوں نے دیدار کو کل قیامت کے وعدے پر اُٹھا رکھا ہے اور آج اس کے منکر ہیں حضرت سُلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

زاہداں از مرگ مہلت خواستند
عاشقاں گفتند نے نے زُود باش

ترجمہ:۔زاہد تو موت سے مہلت طلب کرتے ہیں لیکن عاشق دیدار کی تڑپ میں جلد سے جلد موت چاہتے ہیں۔

جو لوگ اندھے کور چشم ہیں اور جنہیں باطنی دُنیا کی کبھی ہوا بھی نہیں لگی اور جنہیں شیطان بھی اپنا دیدار اور زیارت کرانے سے کتراتا اور شرماتا ہو۔ وہ اگر دُنیا میں اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا خود اُس کی ہستی اور وجود کا بھی انکار کر دیں تو کوئی تعجب کی بات نہیں ہے اور سچ ہے یہ دولت عظمٰی ہر نفسانی بُوالہوس کے حصّے میں نہیں آتی۔

رباعی:۔
سرمد غمِ عشق بُوالہوس رانہ دہند
سوزِ دلِ پروانہ مگس رانہ دہند
عُمرے باید کہ دوست آید بکنار
ایں دولت سرمد ہمہ کس رانہ دہند

ترجمہ:۔سرمد عشق کا غم ہوا و ہوس کے پجاری کو نہیں دیتے۔ پروانے کا عشق مکھی کے نصیب میں نہیں ہوتا۔ دوست کے حصول کے لیے عمر درکار ہوتی ہے ہمیشہ کی یہ دولت ہر کسی کو نہیں دی جاتی۔

اَب ہم پھر اپنے اصلی مضمون کی طرف رجُوع کرتے ہیں۔

حضور کا ذاتی نور ہونا اور واقعہ معراج

واضح ہو کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا نور ذاتی تھا اور حقیقت محمدی ﷺ ازل کے روز اِن سات فقراء کاملین کے اندر جلوہ گر ہوئی۔ جن کو رسالہ ''روحی'' میں سُلطان الفقراء کے نام سے یاد کیا گیا ہے اور یہی اُمّت محمدی ﷺ میں آپ کے فقر کے حقیقی وارث ہوئے ہیں اور ان کے نوری وجود آں حضرت ﷺ کے ہمراہ ازل، ابد، دُنیا اور عقبٰی کے مقام میں شامل رہے ہیں اور معراج میں

بھی ان کی پاک ارواح کو آنحضرت ﷺ کی باطنی رفاقت اور رُوحانی ہمراہی حاصل رہی ہے اور انہی فقراء کو آئینۂ محمدی ﷺ میں اصلی ذاتی دیدار اور حقیقی لقا کا شرف حاصل ہوا ہے اور گو جسمانی طور پر جملہ بنی آدم کے باپ حضرت آدم علیہ السلام ہیں رُوحانی طور پر جملہ مخلوقات کا ظہور نورِ محمدی ﷺ سے ہوا ہے اور حضور ﷺ جملہ ہژدہ ہزار عالم کے ابوالارواح ہیں اور جملہ انبیاً و اولیاء جن وانس اور ملائکہ کی اَرواح آپ ﷺ کی ذاتِ پاک کے شجرۃُ النّور میں اس طرح شاملِ اور داخلِ ہیں جس طرح درخت میں پھل پھُول اور پتّے وغیرہ ہوتے ہیں۔ سو جس رات جناب حبیبِ کبریا حضرت محمد مصطفٰے ﷺ کو معراج ہوئی۔ اِس معراج میں تمام انبیاء ومُرسلین اور اولیاء متقدّمین ومتاخّرین اور جملہ ملائکہ ومقرّبین اپنی اپنی استعداد کے مطابق اپنے اپنے مخصُوص مقام میں حضور ﷺ کے ساتھ شامل تھے اور معراج کی رات اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو جُملہ ظاہری و باطنی اور صُوری و معنوی، دُنیوی و اُخروی درجات اور ذاتی، صفاتی، اسمائی اور افعالی تجلّیات سے سرفراز فرما کر آپ پر اپنی جُملہ نعمتوں اور دولتوں کو ختم کر دیا۔ سو حضرت سرورِ کائنات ﷺ کا معراج کی رات سدرۃ المنتہٰی تک بُراق پر سفر گویا صفاتی سیر تھی جس میں آپ کے ہمراہ جُملہ انبیاء ومُرسلین اور آپ ﷺ کی اُمّت کے اولیاء متقدمین ومتاخرین اور جُملہ ملائکہ مقرّبین شامل وہمرکاب رہے ہیں اور آپ ﷺ نے ہر نبی اور ہر فرشتے کی ہمراہی اور مُلاقات کا ذِکر ان مخصوص مقامات پر معراج کی احادیث میں صاف طور پر کیا ہے چنانچہ آپ ﷺ کے معراج کی روایتوں میں مختلف جگہ مذکور ہے کہ آپ ﷺ کو فلاں نبی فلاں آسمان پر ملے اور فلاں فرشتے سے فلاں مقام پر ملاقات ہوئی اور جس وقت آں حضرت محمد ﷺ نے معراج کی رات جُملہ عالم صفات کے مقامات، طبقات اور درکات کو عبور کیا اور آپ ﷺ نے سِدرۃ المنتہٰی سے آگے پرواز کا اِرادہ فرمایا تو جبریل علیہ السلام اس سے آگے پرواز سے رہ گئے اور جب لاہُوت لامکان کا غیر مخلوق نوری میدان نمودار ہوا تو بُراق اور رفرف کی رُوحانی سواریوں نے جواب دے دیا اور معذرت ظاہر کی۔

اگر یک سرِ مُوئے برتر پرم　　　　فروغِ تجلّی بسوزد پرم

ترجمہ:۔ اگر میں بال برابر بھی اوپر جاؤں تو تجلیات کی چکاچوند سے میرے پَر جل جائیں۔

سو اِس مقام پر حضرت پیر محبُوب سُبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سِرّہ العزیز کی نسبت آپ رضی اللہ عنہ کے مناقب اور حالات کی کتابوں میں مستند روایات سے یہ بات مذکور ہے کہ اس مقام پر جب حضرت سرورِ کائنات ﷺ بغیر رفیق شفیق تن تنہا اور بغیر سواری کے اکیلے رہ گئے تو اُس وقت حضرت پیر دستگیر قدس سِرّہٗ کی رُوحانیت نے حاضر ہو کر رُوحانی باطنی رفیق اور نوری سواری کا کام دے کر آں حضرت محمد ﷺ کو مقامِ قرب قاب قوسین اوادنیٰ تک پہنچا دیا جہاں اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو شرفِ دیدار اور آیات کبریٰ کے ذاتی انوار اور اسرار سے سرفراز فرمایا اِس باطنی رُوحانی واقعہ کو بہت اہل کشف بزرگان دین اور اولیاء مقربین نے اپنی کتابوں میں بیان فرمایا ہے اور سوائے بعض کور چشم ظاہر بین علماء کے سب اہل اللہ نے اس کی تصدیق فرمائی ہے اور سُلطان العارفین حضرت سُلطان باہُو صاحب قدس سرہ العزیز نے بھی اپنی بہت تصانیف میں خصوصاً کتاب ''نُورالھدیٰ'' کے ساتویں باب کے اندر اِس واقعہ کو یُوں بیان فرمایا ہے کہ ''جب حضرت سرورِ کائنات ﷺ معراج کی رات سرکارِ کبریا کے دربار میں حاضر ہونے کے لئے جبرئیل امین علیہ السلام کی رفاقت میں براق پر سوار ہو کر روانہ ہوئے اور سدرۃ المنتہیٰ سے آگے جس وقت آں حضرت ﷺ گذرے تو جبرئیل علیہ السلام نے آگے جانے سے معذرت ظاہر کی۔ غرض جبرئیل علیہ السلام اور براق مقام سِدرۃ المنتہیٰ سے آگے جانے سے رہ گئے۔ اس سے آگے آنحضرت ﷺ رفرف پر سوار ہو کر چلے حتّٰی کہ جب لاھُوت لامکان کا غیر مخلوق بے مثل اور بے مثال میدان آگے نمودار ہوا تو رفرف بھی آگے جانے سے رہ گیا۔ اِس وقت آنحضرت ﷺ اکیلے رہ گئے اُس وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت پیر دستگیر محبُوب سُبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرّہٗ العزیز کو اپنی قدرت کا لطیف جامہ پہنا کر اور آپ رضی اللہ علیہ عنہ کی رُوحِ مقدّس کو نوری سواری بنا کر آں حضرت ﷺ کی خدمت میں بھیجا چنانچہ حضرت پیر محبوب سُبحانی قدس سِرّہٗ جس وقت نوری حضوری جثہ اور صُورت سُلطان الفقر لے کر حضرت رسالت مآب ﷺ کی خدمت میں حاضر ہُوئے تو آنحضرت ﷺ نے بارگاہِ الٰہی

میں سوال کیا کہ اَے اللہ تعالیٰ! لاہوت لامکان کے اِس بے مثل و بے مثال میدان میں جہاں جبرئیل علیہ السلام، بُراق اور رفرف کو پَر مارنے کی تاب نہیں ہے اور نہ کسی ولی اور نہ نبی مُرسل کو سمائی ہے یہاں کس نور کا ظہُور ہے جس سے میری آنکھوں میں ٹھنڈک اور میرے دل میں سُرور ہے بارگاہِ الٰہی سے خطاب ہوا کہ اَے میرے حبیب ﷺ! تجھے بشارت ہو کہ یہ رُوح پرفتوح سُلطان الفقراء شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کی ہے جو تیری اُمّت میں حسباً ونسباً وارث اور تیری پُشت میں ہر دو حسنی اور حسینی سیّد ہوگا اور جیلان میں پیدا ہوگا۔ تیرے مُردہ دین کو اپنے دمِ مسیحائی سے از سرِ نو زندہ کرے گا اور محی الدّین کے لقب سے ممتاز ہوگا۔ معراج کی اس انتہائی تنہائی اور لاہوت کے ھُو کے عالم میں اِس نوری مُبارک پیکر کو تیرا رفیق شفیق اور سواری بنا کر بھیجا ہے یہاں آپ نے اپنی ذات کی ذاتی سواری بنا کر ذات سے ملنا ہے۔ سو آپ ایک اپنے ختم نبوت اور دوم اِس روح کے ختمِ ولایت کے پروں سے پرواز کر کے غیر مخلوق نوری سرکار اور خاص خلوت گاہِ دیدار میں شرفِ باریابی حاصل کریں اور اسرار فَاَوْحٰۤى اِلٰى عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰى ﴿۱۰﴾ (سُورۃ النجم: آیت ۱۰) کے موتیوں سے اپنا دامن بھریں اور لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى ﴿۱۸﴾ (سُورۃ والنجم: آیت ۱۸) کے نظّاروں سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کریں۔ چنانچہ حضرتِ ختم نبوّت کمال شوق اور محبت سے نُورِ ختمِ ولایت کے قریب آئے جس نے ادب اور تعظیم سے اپنا سر جُھکایا اور آنحضرت ﷺ کو اپنے دوش مبارک پر اُٹھایا۔ اِس وقت حضرت ختم المرسلین ﷺ اپنی زبانِ حق ترجمان سے یُوں گوہر فشاں ہُوئے کہ اَے میرے حسبی نسبی اور نوری حضوری فرزند! آج میرا قدم تیری گردن پر آرہا ہے اور مجھے قربِ حق کے انتہائی مقام پر پہنچا رہا ہے۔ کل تیرا قدم میری اُمّت کے تمام اولیاء اللہ کے سر کا تاج بنے گا چنانچہ آپ رضی اللہ علیہ عنہ نے منبرِ وعظ پر کھڑے ہو کر ایک دن یہی فرمانِ حق ترجمان خلقِ خُدا کو سُنایا کہ قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰى رَقَبَةِ كُلِّ وَلِيِّ اللهِ یعنی میرا قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے چنانچہ اس وقت اثناء وعظ میں جس قدر اولیاء کرام حاضر تھے۔ سب نے بطور امتثال امر اپنی گردنیں جُھکا لیں اور حضرت شیخ ابُو الحسن علی بن ہیتی رحمۃ اللہ علیہ جو بغداد کے اکابر اولیاء میں سے

ہوئے ہیں اُس وقت مجلس میں حاضر تھے اُٹھ کر آپ ﷺ کے منبر کے پاس گئے اور آپ کا قدم اُٹھا کر اپنی گردن پر رکھ دیا۔ مجلسِ وعظ ختم ہو جانے پر کسی نے آپ رحمتہ اللہ علیہ سے پوچھا آپ نے ایسا کیوں کیا آپ نے جواب دیا کہ میں نے باطن میں دیکھا کہ آپ ﷺ اِس فرمان کے کہنے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامُور ہیں اور جو اولیاء اللہ اِس فرمان کی تعمیل میں جس قدر زیادہ پیش قدمی کریں گے وُہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں زیادہ منظور اور مقبول رہیں گے چنانچہ آپ ﷺ کا یہ فرمان رُوئے زمین کے تمام زندہ اولیاءِ زمان کو سُنایا گیا اور جو اولیائے کرام دُنیا سے گذر گئے ہیں اُنہیں قبروں کے اندر پیغام پہنچایا گیا اور جو اولیاء عظام ابھی مقام ازل میں ہیں اور اِس دُنیا میں نہیں آئے اُن کی ارواح کو بھی یہ پیغام سُنایا گیا۔ غرض سب اولیاء متقدّ مین اور متاخرین نے آپ ﷺ کے اس فرمان کو دل وجان سے قبول کیا اور سر آنکھوں پر رکھا اور ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر اِس فرمان کے بجالانے میں عجز و نیاز اور تعظیم و تکریم کا اظہار کیا یہاں تک کہ بعض نے کہا عَلٰی عَیۡنِیۡ یعنی میری آنکھوں پر آپ کا قدم ہو اور بعض اولیاء کاملین نے فرمایا عَلٰی حَدَقَةِ عَیۡنِی یعنی میری آنکھ کی پتلی پر آپ کا قدم ہو۔ غرض جس قدر کسی ولی نے بڑھ چڑھ کر نیاز کا اظہار کیا اُسی قدر اُسے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے زیادہ بلند مرتبہ اور اعلیٰ منصب ملا حضرت سُلطان العارفین قدس سرّہ العزیز اپنی کتاب میں فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدے کے امر سے جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے تمام فرشتوں کی آزمائش فرمائی۔ اُسی طرح حضرت پیر دستگیر قدس سرّہٗ کے امر قَدَمِیۡ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللهِ سے اللہ تعالیٰ نے تمام اولیاء اللہ کا امتحان فرمایا جس نے اِس امر میں جس قدر پیش قدمی اور پیش دستی کی اُسی قدر اسے زیادہ مرتبہ اور منصب ملا اور جس نے انکار کیا وُہ ابلیس کی طرح راندۂ درگاہ ہوا

جا کے بیٹھا نہ کر اَے بُت تو مُسلمانوں میں
ترِی صورت خلل انداز ہے ایمانوں میں

معراج کی رات جو واقعات مجملاً نظری اور علمی صورت میں بالقوی عالمِ غیب کی باطنی

دُنیا میں حضور ﷺ کو نظر آئے۔ اُن کے عملی تفصیلی خاکے بالفعل مادی دُنیا میں آپ ﷺ کی زندگی میں یا آپ ﷺ کی اُمّت میں ظہور پذیر ہوئے چنانچہ منجملہ اِن واقعات کے حضور ﷺ کو سِدرۃ المنتہیٰ سے آگے سفر میں حضرت پیر محبوب سُبحانی قدس سرّہٗ کے سہارا دینے کی مادی دُنیا میں عملی طور پر یہ تعبیر واقع ہوئی کہ حضور ﷺ کا دین ضعیف نحیف زار و نزار، بیمار اور قریب بہ ہلاکت آ گیا تھا جسے حضرت محبوب سُبحانی قدس سرّہٗ نے اپنے دمِ عیسوی سے زِندہ کر دیا۔

کتاب ''بہجۃ الاسرار'' میں مذکور ہے کہ آں حضرت قدس سرّہٗ نے فرمایا کہ میں ایک دفعہ جا رہا تھا کہ میں نے ایک بوڑھا ضعیف نحیف اور بیمار آدمی دیکھا کہ جس کا بُرا حال ہو رہا تھا اور اس کی حالت نزع کی تھی چنانچہ مجھے اس کی زار و نزار حالت پر رحم آیا۔ سو میں نے اپنی ہمّت اور توّجہ اس کی صحت اور تندرستی کی طرف مبذول کی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اُسے میری ہمّت اور توجّہ کے طفیل اچھا اور تندرست کر دیا جب وہ اچھا ہو کر بیٹھا۔ تو میں نے اس سے پُوچھا کہ تُو کون ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ تیرے جدّ امجد حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا دین ہوں۔ میں مرنے لگا تھا تُو نے مجھے اپنے دم عیسوی سے زندہ کر دیا ہے اور تو محی الدین ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس وقت میں آبادی میں آیا لوگ مجھے محی الدین کہنے لگے۔ اللہ تعالیٰ کی ہر صِفت کے مُطابق ایک پیغمبر ہوا ہے اور اُس کے دین میں اُس مخصوص صِفت کا رنگ غالب رہا ہے سو تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار یا اِس سے کم و بیش پیغمبر دُنیا میں مبعُوث ہوئے ہیں اور اتنی ہی اللہ کی صفات اور افعال کائنات میں جاری اور ساری ہوتے رہے ہیں۔ سو اللہ تعالیٰ کی صفاتِ اور افعال تقاضائے زمانہ کے مطابق بدلتے رہتے ہیں اور اُن صفات کے تغیّر اور تبدل سے حالات بھی بدل جاتے ہیں جیسا کہ آیا ہے كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ ۞ (سورت الرحمٰن، آیت:۲۹)

یعنی اللہ تعالیٰ ہر روز ایک نئی شان میں جلوہ گر ہے۔ وُہ دن اللہ تعالیٰ کا ہمارے ہزار سال کے برابر ہوتا ہے قولہٗ تعالیٰ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗٓ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ۞ (سورۃ السجدہ : آیت ۵)

ترجمہ:۔تدبیر فرماتا ہے کام کی آسمان سے زمین تک پھر وہ اس کی طرف چڑھتا ہے اس دن میں کہ اس کی مقدار تمہاری گنتی کے مطابق ہزار برس ہے۔

یعنی: اللہ تعالیٰ آسمان سے زمین کی طرف امر جاری کرنے کے لئے نزول فرما کر واپس آسمان کی طرف رجُوع فرماتا ہے۔ایک ایسے روز میں جس کی مقدار تمہارے ہزار سال کے برابر ہوتی ہے

سوا گلے پیغمبروں کی دینی عمریں یعنی ان کے دین کے دُنیا میں قیام اور بقا کا عرصہ تقریباً نُوح علیہ السلام کی عُمر کی طرح ہزار سال ہے۔اس کے بعد اِس دنیا میں زوال اور خلل واقع ہو کر اس کے بعد جدید اور نئے دین کی ضرورت محسوس ہوتی رہی ہے۔سو اللہ ہر روز یا ہمارے ہاں ہزار سال میں ایک نئی شان اور صفت سے جلوہ گر ہوتا ہے۔اِس لئے تمام انبیاء سابقین کے ادیان میں تغیرّ اور تبدّل اور زوال رُونما ہو کر اس کی جگہ دُوسرے پیغمبر اور نئے دین کی ضرورت محسُوس ہُوئی لیکن ہمارے آقائے نامدار احمد مختار حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا نُور ذاتی ہے اور آپ ﷺ کے دین متین میں بھی اُسی ذاتی نور کا رنگ جلوہ گر ہے اور جب کبھی صفاتی انوار کے حاملین یعنی اُمتِ محمّدی ﷺ میں انبیائے سابقین کے وارثین بزرگانِ دین کی کمئی ہمت اور نقصِ توجہ کے سبب دین اِسلام میں کچھ تغیر و تبدّل اور نقص رُونما ہو جاتا ہے تو آپ کے دین کے ان ذاتی فقراء کاملین کی توجہّ اور ہمت سے وہ نقص رفع ہو جاتا ہے کیونکہ صفاتی انوار کے حاملین بزرگانِ دین کا باطنی سلوک اور روحانی عروج محض کسبی اعمال اور رنج و ریاضت اور مجاہدے وغیرہ کا رہین منّت رہتا ہے لیکن ذاتی فقر کے وارثین سُلطان الفقراء بغیر رنج و ریاضت محض نظر اور توجہّ سے طالبوں کو اللہ تعالیٰ سے واصل اور بزم نبوی ﷺ میں داخل کرتے ہیں لہٰذا جب کبھی جیفۂ دنیا کا تعفّن اِس جہان کی ذہنی فضا میں پھیل جاتا ہے اور قلوب کی باطنی دُنیا حُبِ دُنیا کے وبائی امراض میں مبتلا ہو جاتی ہے اور دینی لحاظ سے دُنیا مرنے لگ جاتی ہے اور کسبی اعمال کے صفاتی معالج اور حکیم اُن کے علاج سے عاجز آجاتے ہیں اور دین کی رُوح جسد دُنیا سے نکلنے کو ہوتی ہے تو ایسے نازک وقت میں یہ مسیح الاولیاء ذاتی فقراء اپنے مسیحائی دم سے دُنیا کے اس سخت قریب الموت لاعلاج دینی مریض کو از سر نو زندہ

کرتے ہیں اس میں اپنی ذاتی رُوح پھونک دیتے ہیں قلوب کی فضا کو مشکِ محبتِ اِلٰہی کی خُوشبو سے مہکا دیتے ہیں اور عشق الٰہی کی عنبرین رُوح دُنیائے ارواح کے اندر پھیلا دیتے ہیں جس سے جیفۂ دُنیا کا تعفّن ذہنی دُنیا سے زائل ہو جاتا ہے اور دُنیا کفر و الحاد اور شرک و نفاق کے وبائی امراض سے نجات پا لیتی ہے لہٰذا ہر ہزار سال کے بعد ایک مجدد کا موجُود ہونا دینِ اسلام کی ظاہری و باطنی بقاء کے لئے لازمی ٹھہرایا گیا ہے جیسا کہ احادیث میں مذکور ہے لہٰذا دینِ اِسلام کی اصلی زندگی اور نشو و نما اور قوت اور قوّت ذاتی نور سے ہے۔ یہی سات سلطان الفقراء دُنیا کے دینی جسد کے لیے بمنزلۂ سات غُدود (GLANDS) کے ہیں جن پر تمام باطنی دُنیا کے جسد کا قیام اور قوام ہے جس وقت یہ دُنیا سے الگ ہو جائیں گے۔ دُنیا کا دینی ڈھانچہ گل سڑ کر ضائع اور ہلاک ہو جائے گا قیامت قائم ہو جائے گی۔ باطنی دُنیا کو اپنے مسیحائی دم سے زندہ کرنے والے مرادِنِ حق یہی ہیں حُبِّ دُنیا کے متعفّن ماؤف زخمی دِلوں کو دُھونی دینے والے اور مرہم مسیحا لگانے والے یہی ہیں غرض دُنیا کی رُوح و رواں بلکہ جانِ جان یہی ہیں۔

محبوبِ سُبحانی کا ارشاد

حضرت پیر محبوب سُبحانی قدس سِرّہٗ نے ایک دفعہ مجلسِ وعظ میں فرمایا: "اے اہلِ مشرق اہلِ مغرب! اَے زمین اور آسمان والو! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۝ (سورۃ النحل: آیت ۸) یعنی اللہ تعالیٰ کی ایسی مخلوق بھی ہے جسے تم نہیں جانتے۔ اَنَا مِمَّا لَا تَعْلَمُوْنَ یعنی میں اللہ تعالیٰ کا وُہ خاص بندہ ہوں جسے تم نہیں جانتے اَے اہلِ مشرق اور اے اہل مغرب! میرے پاس آؤ اور مجھ سے باطنی علم سیکھو۔ اے اہلِ عراق! فقر اور ولایت کے درجات اور مقامات میرے ہاں معمولی کپڑوں کی طرح لٹک رہے ہیں۔ میں جسے چاہوں ایک دم میں بلا محنت و رنج پہنا دیتا ہوں۔ اے لڑکے مجھ سے ایک کلمہ سننے کے لئے اگر تجھے سالہا سال سفر کرنا پڑے تب بھی اُسے غنیمت خیال کر۔ اَے لڑکے ولایت کے درجے اور فقر کی خلعتیں یہاں میری مجلس میں تقسیم ہوتی ہیں۔ دُنیا میں نہ کوئی نبی ہوا ہے اور نہ کوئی ولی۔ جو میری مجلسِ وعظ میں حاضر نہ ہوا ہو زندہ

ظاہری جثوں سے اور جو گذر گئے ہیں جثۂ ارواح سے حاضر ہوتے ہیں۔ اَے لڑکے! جس وقت قبر میں تجھے منکر نکیر ملیں تو میرا حال تم سے دریافت کریں گے اور تُو نے میرا حال بتانا ہوگا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میری تلوار ننگی ہے میری کمان چڑھی ہوئی ہے میری ڈھال اُٹھی ہوئی ہے۔ میرا تیر ٹھیک نشانے پر لگتا ہے میرا نیزہ بلا خطا ہے اور میرا گھوڑا ساز و سامان سے لیس اور تیار کھڑا ہے میں اللہ تعالیٰ کے جلال کی جلتی ہوئی آگ ہُوں۔ میں سلّاب الاحوال ہوں یعنی حالات کو سلب کرنے والا ہوں۔ میں ایسا سمندر ہُوں جس کا کنارہ نہیں ہے میں زمانے کا رہنما اور رہبر ہوں میں غیر مخلوق ذات میں کلام کرنے والا ہوں میں محفوظ ہوں۔ میں ملحوظ ہوں اور میں محظوُظ ہوں۔ اَے صائم الدّہر (ہمیشہ روزہ دار) اے قائم اللّیل! (رات کو جاگنے والو) میرے بغیر تمہارے عبادت خانے برباد ہیں۔ اَے پہاڑوں اور جنگلوں میں زُہد و ریاضت کرنے والو میری استعانت کے سوائے تمہاری محنتیں رائیگاں ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف آوَ۔ میں اللہ تعالیٰ کا ایک امر ہوں۔ اے بیشۂ باطن کے مسافرو! اَے ابطال، اَے اطفال، جلدی دوڑو اور اس سمندر سے سیراب ہو جاوٴ جس کا کوئی کنارہ نہیں ہے اَے میرے اللہ! جس طرح تُو آسمان میں فرد اور واحد بے مثل معبود ہے میں آج رُوئے زمین میں تیرا فرد، واحد اور یکتا بندہ ہوں۔ مجھے رات اور دن میں ستّر بار خطاب ہوتا ہے کہ اَنَا اخْتَرْتُکَ لِنَفْسِیْ وَلِتُصْنَعَ عَلٰی عَیْنِیْ (سورۃ طٰہٰ: آیت ۴۱) یعنی ہم نے تجھے اپنی ذات کے لئے پسند کر کے چُن لیا ہے اور تو ہمارا منظور نظر ہے۔ مجھے امر ہوتا ہے کہ اَے عبدالقادر (قدس سرّہٗ) تُو جو کچھ بھی کہے تیری بات مانی جائے گی۔ اے عبدالقادر! میری عزّت اور جلال کی قسم! تو کھا پی اور کہے جا میں نے تجھے ہر قسم کے خوف و خطرہ اور ردو امتناع اور ہر رجعت اور مکر سے محفوظ اور مامون کیا ہے۔

قادری طریقہ کی فضیلت

حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سید الانبیاء و خیر المرسلین ہیں۔ اسی طرح حضرت پیر دستگیر قدس سرّہ سید الاولیاء اور خیر المتقین ہیں۔ آپ کا طریقۂ قادری سب طریقوں سے افضل

اور برتر ہے آپ ﷜ سے ایک دفعہ پوچھا گیا کہ آپ کے اور دوسرے طریقوں کے طالبوں میں کیا فرق ہے؟ تو آپ ﷜ نے فرمایا کہ اَلْبَیْضَتِیْ بِاَلفٍ وَفَرْخِیْ لَاثَمَنَ لَہٗ یعنی میرا انڈا ہزار بچوں کے برابر ہے اور میرے بچے کی کوئی برابری نہیں کرسکتا۔ آپ ﷜ نے ستّر دفعہ اللہ تعالیٰ سے اس بات کا وعدہ لیا ہے کہ آپ ﷜ کے مُرید کو دوزخ میں نہیں ڈالا جائے گا۔ آپ ﷜ کا فرمانِ حق ترجمان طالبانِ صادق کے لئے ایک بڑی بھاری بشارت ہے کہ لَایَمُوْتُ مُرِیْدِیْ اِلَّا عَلَی الْاِیْمَانِ ترجمہ: یعنی میرا مُرید نہیں مرے گا مگر ایمان پر۔ یعنی میرے مُرید کا خاتمہ ایمان پر ہوگا طالب مُرید قادری ابتداء حال میں خواہ کتنا ہی آلودہ معصیت کیوں نہ ہو آخر عُمر میں ضرور توفیق ازلی اور ہدایت فیض فضلی اس کے شامل حال ہوجاتی ہے اور سچے دل سے توبہ تائب ہوکر نیک اور صالح ہوجاتا ہے اور مرتے وقت آپ ﷜ کی توجہ اور رفاقت باطنی سے اس کا دل ذکر اللہ اور کلمۂ طیّب سے گویا ہوجاتا ہے اور خاتمہ بالخیر ہوکر دُنیا سے باایمان چلا جاتا ہے

کَمَاقَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ مَنْ کَانَ آخِرُ کَلَامِہٖ لَااِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ فَقَدْ دَخَلَ الْجَنَّۃَ بِلَاحِسَابٍ وَّ بِلَاعَذَابٍ. (سنن ابی داوٗد، کتاب الجنائز، باب التلقین: ۳۱۱۶)

ترجمہ:۔ یعنی آں حضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ نزع کے آخری وقت میں جس کی زبان پر کلمۂ طیّب جاری ہوجاتا ہے وہ بلاحساب و بلاعذاب بہشت میں داخل ہوجاتا ہے۔ ہم نے اکثر طالبان اور مُریدانِ قادری کی آخری حالت دیکھی ہے کہ ان پاک پیشواؤں کی باطنی توجہ سے ان کی ہر رگ اور ریشہ اور بدن کا ہر بال ذکر اللہ سے گویا ہوجاتا ہے بعض طالبانِ قادری کے قلزم قلب کے ذکر کے جوش کو دیکھ کر ملک الموت کو حیرت آجاتی ہے۔

نزع کے وقت جو وُہ حور شمائل آیا
ملک الموت کو بھی غش میرے شامل آیا

طالب مُرید قادری کو جب قبر میں نکیرین سوال و جواب کے لئے بیدار کرتے ہیں

اور جب وہ اٹھتا ہے تو اُس کے ہاتھ کی دونوں ہتھیلیاں اور اس کا ماتھا اسم اللہ ذات اور اسم حضرت سرورِ کائنات ﷺ سے آفتاب کی طرح چمکتا اور جگمگا اُٹھتا ہے۔ اُس وقت نکیرین حیرت میں آکر ادب اور تعظیم کے لئے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوجاتے ہیں اور طالب مُرید قادری کو کہتے ہیں نَم اَیُّھَا الْعَبْدَ الصَّالِحُ کَنَوْمِ الْعُرُوْسِ جَزَاکَ اللّٰہُ فِی الدَّارَیْنِ خَیْرًا یعنی اَے خدا کے نیک بندے! تُو دُلہن کی طرح سوجا۔ اللہ تعالیٰ تجھے دارین میں خیر عطا فرمائے۔'' تمام اولیاء اللہ کو باطنی فیض اور رُوحانی برکت حضرت پیر محبُوب سُبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرّہٗ سے حاصِل ہے اور طریقۂ قادری میں نُورِ ذاتی کا فیضان اور محض درس و تدریس دیدارِ حق سُبحان کا سبق ملتا ہے سو طریقۂ قادری اصل ہے اور باقی طریقے اِس کی فروعات اور شاخیں ہیں طالب مُرید قادری مقامِ ناسُوت میں جُثۂ نفس کے ساتھ دیگر طریقوں کے طالبوں کے درمیان شیرِ نراَور ہزبر کی طرح نمُو دار ہوتا ہے اور فضائے عالمِ قدس میں جس وقت پرواز کرتا ہے تو دیگر طائران عالمِ بالا میں بازِ اشہب یعنی سفید باز کی مانند سب سے بلند اور غالب صُورت میں جلوہ نما ہوتا ہے اس لئے فقیر اور ولی قادری دیگر طریقوں کے اولیاء اللہ کے حالات اور مقامات سلب کرلیتا ہے لیکن طالب اور سالک قادری کو کسی طریقے والا سلب نہیں کرسکتا کیونکہ ذاتی نُور کو دائم کمال ہوتا ہے اور اسے کسی حالت میں زوال نہیں آتا۔ یہ بات ہم اپنے تجربے اور مشاہدے کی بناء پر لکھ رہے ہیں معاذ اللہ اس میں کسی قسم کے حسد اور تعصّب کو دخل نہیں ہے۔ یہ بات مسلّم ہے کہ آج کل دُوسرے طریقوں کو خصُوصاً طریقہ نقشبندیہ اور طریقہ چشتیہ کو ہمارے ملک میں فروغ ہے اور طریقہ قادری کے سالک بہت کم ملتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ طریقۂ قادری کی نسبت بہت ارفع اور بلند ہے اور اس دین سے بے بہرہ اور نااہل و ناکارہ زمانے کے نفسانی لوگوں کو اس ارفع اور اعلیٰ نسبت تک رسائی نہیں ہے اور نہ اس زمانے کے لوگوں میں اس ذاتی نور کے حصُول کی توفیق اور استعداد موجود ہے۔ نہیں دیکھتے کہ دُنیا میں کالج بہت تھوڑے ہیں اور پرائمری مدارس ہر گاؤں میں موجود ہیں جنگلوں میں دُوسرے کمزور اور بُزدل جانوروں کے گلّے کے گلّے پھرتے نظر آتے

ہیں لیکن شیر کوئی خال خال ملتا ہے۔فضا میں دیگر پرندوں کے جُھنڈ کے جُھنڈ ہر وقت سروں پر گذرتے دکھائی دیتے ہیں لیکن باز خصوصاً سفید باز تو کہیں بہت قلیل اقل دیکھنے میں آتا ہے سو کمزور جانوروں اور پرندوں کے گلّے اور جُھنڈ بنانا ان کی کمزوری اور بزدلی کی علامت ہے لیکن شیر اور باز اکیلے اور الگ رہتے ہیں

قَدَمِیُ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ

اکثر زمانے میں دیگر طریقوں کے بعض خام ناتمام، کور چشم، حاسد اور تہی دست طالبانِ سلوک کے سامنے جب یہ بات کہی جاتی ہے کہ حضرت پیر دستگیر قدس سرّہٗ کا فرمان قَدَمِیُ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ، ماضی، حال اور مستقبل ہر زمانے میں نافذ و جاری ہے اور اُمت کے سب اولین اور آخرین اولیاء اللہ کی گردنوں پر آپ کا قدم ہے اور آپ ختم الولایات اور غوث دوام ہیں تو آتش زیر پا ہو جاتے ہیں اور جھٹ کہنے لگ جاتے ہیں کہ اُن کا قدم اپنے زمانے کے اولیاء اللہ کی گردنوں پر ممکن ہے، ہوگا۔سب اولین اور آخرین اولیاء اللہ کی گردن پر نہیں ہوسکتا لیکن نہ آپ ﷺ سے پہلے اور نہ آپ ﷺ کے بعد کسی سے اس قسم کا عام فرمان ظاہر ہوا ہے اس میں کسی زمانے کی تخصیص نہیں ہے۔آپ ﷺ اپنے قصیدہ غوثیہ میں فرماتے ہیں

وَوَلَّانِیُ عَلَی الْاَقْطَابِ جَمْعاً

فَحُکْمِیُ نَافِذ" فِیُ کُلِّ حَالٖ

ترجمہ: یعنی اللہ تعالیٰ نے مجھے غوثِ دوام بنا کر تمام اقطابِ زمان کا والی اور سردار بنایا ہے اور میرا یہ حکم زمانۂ ماضی، حال اور مستقبل میں نافذ اور جاری ہے اولیائے متقدمین اور فقرائے کاملین سے طرح طرح کے شطحاتِ بلند بالا فخریہ اقوال مشہور ہیں لیکن اس قسم کا عالمگیر صادق اور مصدوق فرمان کسی سے صادر نہیں ہوا جس کی تصدیق اور تائید اولیاء کاملین اور اکابر عارفین کا ایک جم غفیر کر رہا ہو اور تمام طریقوں کے کامل سالک اور خُدا رسیدہ مشائخ بھی آنحضرت قدس سرّہٗ کے اس قول کو دل و جان سے تسلیم کرتے ہیں۔ہاں بعض تہی دست دُور اُفتادہ اور آوارہ طالب محض

حسد اور نفسانیت کے سبب آپ ﷺ کے اس قول میں چوں چرا کرتے ہیں۔

چنانچہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ہمارے وطن میں حضرت خواجہ سلیمان صاحب تونسوی رحمۃ اللہ علیہ جو چشتی طریقہ میں بڑے پائے کے بزرگ ہوئے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے عین حیات میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چند ارادت مند آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے واسطے تونسہ شریف جارہے تھے کہ اتفاقاً ایک طالب مُرید قادری بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے واسطے اُن کے ہمراہ روانہ ہوا۔ اثناء گفتگو میں حضرت پیر دستگیر قدس سرہٗ کے قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ کا مسئلہ چھڑ گیا۔ طالب مُرید قادری نے کہا کہ حضرت پیر دستگیر قدس سرہٗ کا قدم جُملہ اولین و آخرین اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہے لیکن حضرت تونسوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مُریدوں نے کہا کہ نہیں آپ ﷺ کا قدم اپنے زمانے کے اولیاء اللہ کی گردن پر ہوسکتا ہے اور وہ اپنے زمانے کے غوث تھے لیکن آج کل حضرت تونسوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس زمانے کے غوث ہیں اور ان کا قدم بھی حضرت پیر دستگیر قدس سرہٗ کی طرح اس زمانے کے اولیاؤں کی گردن پر ہے اور حضرت پیر دستگیر قدس سرہٗ کا قدم ہم اپنے پیر تونسوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی گردن پر ہرگز تسلیم نہیں کرتے چنانچہ جس وقت وہ لوگ حضرت تونسوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اُس طالب مُرید قادری نے جرأت اور جسارت کرکے یہ مسئلہ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے پیش کیا اور عرض کی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مُرید یہ کہتے ہیں کہ ہمارے پیر کی گردن پر حضرت پیر دستگیر قدس سرہٗ کا قدم نہیں ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اِس میں کیا فرماتے ہیں؟ آپ نے اُس طالب قادری سے پُوچھا کہ حضرت پیر دستگیر قدس سرہٗ کا قدم مبارک محض اولیاء کرام کی گردنوں پر ہے یا اس میں عام لوگ بھی شامل ہیں۔ طالب مُرید نے عرض کیا کہ نہیں محض اَولیاء اللہ کی گردن پر ہے عوام اِس سے مستثنےٰ ہیں۔ اِس پر حضرت تونسوی صاحِب رحمۃ اللہ علیہ نے غصّے کے لہجے میں پنجابی زبان میں فرمایا۔ کہ "اے بھڑوی دے میں کُوں ولی نہیں جانڑ دے اِس واسطے میری گردن اُتے حضرت پیر دستگیر دا قدم نہیں مندے"۔ یعنی یہ کمینے مُرید مجھے اولیاء کے زُمرے میں

شامل نہیں کرتے۔ اگر ولی اللہ سمجھتے تو ضرور میری گردن پر بھی حضرت پیر دستگیر قدس سرّہٗ کا قدم تسلیم کرتے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ مجھے عام آدمی اور ولایت سے عاری سمجھتے ہیں۔'' سو واضح ہو کہ جن لوگوں کے پاس باطنی دولت اور رُوحانی نعمت ہے وُہ ہرگز ایسا کلمہ مُنہ سے نہیں نکالتے کہ جو اِس نعمت کے زوال اور اِس دولت کے سلب ہونے کا موجب ہو اور جو لوگ روزِ ازل سے تہی دست اور نادار ہیں وُہ ایسے بےہُودہ کلمات مُنہ سے نکالنے میں بےباک ہوجاتے ہیں

غضب ہے جان لے لیتے ہیں یہ بُت دِلرُبا ہوکر
الٰہی دی یہ قُدرت تُو نے بندوں کو خُدا ہوکر

تمام بانیانِ طریقت کا اقرار

ہمارے مُلک میں قادری طریقے کے علاوہ تین مشہور طریقے اور سِلسلے مروّج ہیں ایک طریقہ چشتیہ، دوئم طریقۂ نقشبندیہ، سوئم طریقۂ سُہروردیہ۔ اب ہم یہاں ثابت کر کے دکھاتے ہیں کہ اِن تینوں طریقوں کے بانی مبانی اور سالاران سلسلہ کو حضرت پیر محبوبِ سُبحانی قدس سرّہٗ کے ساتھ کِس قدر نیاز اور اخلاص ہے اور ان بزرگواروں کو حضرت پیر دستگیر قدس سرّہٗ سے کس طرح فیوضات اور برکات پہنچے ہیں۔

سلسلۂ چشتیہ

سلسلۂ چشتیہ کے سب سے بڑے بزرگ اور سردار حضرت خواجہ معینُ الدّین چشتی رحمۃ اللہ علیہ ہیں کہ جس وقت حضرت پیر محبوب سُبحانی قدس سرّہٗ نے بغداد کے اندر منبر وعظ پر قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ فرمایا۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ اُس وقت ملک اِیران کے کسی پہاڑ کے غار کے اندر ریاضت میں مشغول تھے جب آپ کے کان میں یہ ندائے غیبی پہنچی تو کہتے ہیں کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے باطن میں بغداد کی طرف پرواز کی اور اسی پرواز میں حضرت پیر دستگیر قدس سرّہٗ آپ کو ملے۔ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کمال عجز و نیاز کی وجہ سے

حضرت غوث قدس سرّہٗ کے سامنے چت لیٹ کر زمین پر سر رکھا اور عرض کی عَلٰی حَدَقَةِ عَیْنِیْ ترجمہ: یعنی میری آنکھ کی پتلی پر تیرا قدم ہو چنانچہ اسی ادب اور تعظیم کے سبب آپ رحمتہ اللہ علیہ کو ہند کی سلطنت ملی اور آپ رحمتہ اللہ علیہ خواجہ اور غریب نواز بنے۔

کہتے ہیں کہ جب آپ رحمتہ اللہ علیہ کے پیر حضرت عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال آپ رحمتہ اللہ علیہ کے سفر حج میں ہونے لگا تو اُس وقت خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ بھی موجود تھے اُس وقت حضرت خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو اپنے پیر صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے آخری وصیت فرمائی کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ بغداد جائیں اور حضرت پیر محبوب سُبحانی قدس سرّہٗ کے ہاں آپ رحمتہ اللہ علیہ کا نصیبۂ ازلی اور فیض فضلی ہے۔ وہاں اُن کی خدمت میں رہیں اور اُن سے فیض حاصل کریں چنانچہ حضرت خواجہ غریب نواز حضرت پیر محبوب سُبحانی قدس سرّہٗ کے حین حیات میں بغداد گئے اور آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں رہے اور آپ رضی اللہ عنہ سے فیض حاصل کیا اور حضرت پیر دستگیر قدس سرّہٗ نے خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو ہند کی ولایت بخشی۔ یہاں پر ہم مزید ثبوت کے لئے ناظرین کے سامنے حضرت خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ کی ایک مدحیہ نظم پیش کرتے ہیں جو انہوں نے حضرت پیر محبوب سُبحانی قدس سرّہٗ کے حق میں فرمائی ہے جو حسب ذیل ہے۔

منقبت غوث اعظم

یا غوثِ معظم نُورِ ہُدیٰ مُختار نبی مُختار خُدا
سلطانِ ولایت قُطبِ عُلیٰ حیراں ز جلالت ارض و سما
در شرع بغایت پُرکاری چالاک چوں جعفر طیاری
بر عرش معلےٰ سیّاری اَے واقفِ رازِ اَوادنیٰ
درصدق ہمہ صدّیق وشی، درعدل و عدالت چُوں عُمری
اَے کانِ حیا عثمان منش، مانند علی باجُود و سخا
گر دادمسیح بمُردہ رواں، دادی تو بدین محمد ﷺ جاں

ہمہ عالم محی الدیں گویاں، بر حُسنِ کمالت گشتہ فدا
در بزم نبی عالی شانی، ستارِ عیوب مُریدانی
در ملک ولایت سُلطانی، اَے معدن جُو د فضل و عطا
تا پائے نبی (ﷺ) شدتاجِ سرت، تاجِ ہمہ عالم شُد قدمت
اقطابِ جہاں درپیش درت، استادہ چو پیشِ شاہ گدا
وصف توچہ گویم اے ہمہ جاں، محبوبِ خُدا مقصودِ جہاں
اسرارِ حقیقت بر تو عیاں، از رو زِ ازل تا رو زِ جزا
مُعیں کہ غلامِ تامِ توشُد، در یوزہ گرِ اکرام توشُد
شُد خواجہ ازاں کہ غلام توشُد، دارد طلب تسلیم و رضا

ترجمہ:۔اے غوث اعظم! ہدایت کے نور، اللہ اور سول ﷺ کے مختار ولایت کے بادشاہ، اعلیٰ مرتبہ قطب! آپ کی جلیل شان سے زمین وآسمان حیرت زدہ ہیں۔آپ شریعت کے دلدادہ ہیں حضرت جعفر طیار رضی علیہ عنہ کی طرح مستعد ہیں، اے اَوْ اَدْنیٰ کے واقف راز، آپ عرش معلّٰی کے سیر کرنے والے ہیں۔صداقت میں رنگ صدیق رضی اللہ عنہ کی طرح اور عدالت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مانند ہیں۔حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرح حیا کی کان اور جودوسخا میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مثل ہیں اگر عیسٰی علیہ السلام نے مردوں میں جان ڈالی تو تو نے دین احمد ﷺ کونئ زندگی دی تیرے حُسن کے کمال پر سارا جہان فدا ہے اور تجھے محی الدین دین کو زندہ کرنے والا کہتا ہے۔نبی ﷺ کی بزم میں تیری بلند شان ہے آپ مریدوں کے عیبوں کی پردہ پوشی کرتے ہیں۔اے سخاوت اور فضل و عطا کے معدن تو ولایت کی مملکت کے سلطان ہو۔جب سے آپ نے نبی ﷺ کے قدم مبارک کو اپنے سر کا تاج بنایا ہے تیرا قدم اہل جہان کے سر کا تاج ہوگیا ہے۔دنیا کے قطب آپ کے دروازے کے سامنے ایسے کھڑے ہوتے ہیں جیسے بادشاہوں کے سامنے گدا ہوتے ہیں۔میں

تیری کیا تعریف وتوصیف کروں، تم سب کی جان، محبوب خدا اور جہان کا مقصود ہو، روزِ ازل سے روزِ قیامت تک کے راز آپ پر عیاں ہیں۔ مُعین جب سے تیرے نام کا غلام اور تیرے کرم کا بھکاری ہوا ہے تیری غلامی کی وجہ سے خواجۂ جہاں بن گیا ہے آپ سے تسلیم ورضا کا طالب ہے۔

خاندان چشتیہ کے سالار سلسلہ اور سردار طریقت کو حضرت پیر محبوب سُبحانی قدس سرہ‘ کے ساتھ تو یہ نیاز اور عقیدت ہے جس کا کُچھ شمہ اُوپر بیان ہو چکا ہے۔ اب اُن کے مُرید اور طالب جانیں جس طرح کسی کو گھٹائیں اور بڑھائیں، اُن سے پُوچھنے والا کون ہے لیکن ان پاک ہستیوں کے درجے اور مرتبے کور چشم نفسانی اور حاسد لوگوں کے قیل وقال سے ہرگز کم نہیں ہو سکتے۔

ہلال بدر سے ہو وُہ ترا جمال نہیں
کمالِ حُسنِ خُدا ساز کو زوال نہیں

طریقۂ نقشبندیہ

اب دُوسرے طریقۂ نقشبندیہ کا حال سُنیئے۔ کتاب فتح المبین میں عربی عبارت مذکور ہے۔ ذَکَرَ الْاِمَامُ الرَّبَّانِیُّ الشَّیْخُ اَحْمَدُ الْفَارُوْقِیُّ سَرْھَنْدِیُّ مُجَدِّدُ اَلْفِ ثَانِیُّ فِیْ مَکْتُوْبَاتِہٖ اَنَّ الْقُطْبِیَّةَ بَعْدَ اَئِمَّةِ اَھْلِ الْبَیْتِ الْمَشْھُوْرِیْنَ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ لَمْ تَثْبُتْ لِاَحَدٍ اِصَالَةً وَاِنَّمَا کَانَ کُلُّ قُطْبٍ بَعْدَ ھُمْ نَائِبًا عَنْھُمْ اِلٰی اَنْ ظَھَرَ الْبَازُ الْاَشْھَبُ اَعْنِیْ الشَّیْخ عَبْدُالْقَادِرِ جِیْلَانِیُّ قُدِّسَ سِرُّہُ الْعَزِیْزُ فَثَبَتَ لَہُ الْقُطْبِیَّةُ بِطَرِیْقِ الْاِصَالَةِ وَلَمْ تَثْبُتْ لِاَحَدٍ بَعْدَہ‘ کَذٰلِکَ وَاِنَّمَا تَکُوْنُ الْاَقْطَابُ بَعْدَہ‘ نُوَّابُہ‘ اِلٰی اَنْ یَّظْھَرُ الْمَھْدِیُّ فَتَکُوْنُ لَہ‘ کَسَائِرِ الْاَئِمَّةِ اَصَالَةً کَمَا قَالَ قُدِّسَ سِرُّہُ الْعَزِیْزُ

اَفَلَتْ شُمُوْسُ الْاَوَّلِیْنَ وَ شَمْسُنَا　　　اَبَدً اعلٰی فَلَکِ الْعُلٰی لَا تَغْرُبُ

ترجمہ:۔ حضرت اِمام ربانی الشیخ احمد فاروقی سرہندی المعروف بہ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں کہ قطبیّت کا مرتبہ اہل بیت کے مشہور اور معروف ائمہ کے بعد کسی کو اصالتاً

یعنی اصلی اور حقیقی طور پر نہیں ملا بلکہ ان کے بعد ہر ایک قطبیّت بطور نیابت قطبیّت کا کام کرتا رہا یعنی ہر ایک قطب ائمہؓ کا نائب اور خلیفہ بن کر کام کرتا رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے بازِ اشہب یعنی سفید باز حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرّہٗ العزیز کا وجودِ مسعود ظاہر فرمایا اور آپ رضی اللہ عنہ کو اصلی اور حقیقی قطبیّت کا اہل پایا چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ کو قطبیّت اصالۃً اور حقیقتاً عطا ہوئی اور اب جو شخص آپ رضی اللہ عنہ کے بعد قطب بنے گا وُہ آپ رضی اللہ عنہ کا نائب بن کر قطبیّت کا کام کرے گا یہاں تک کہ حضرت اِمام مہدی کا ظہُور ہو جائے گا۔ تب قطبیّت کا مرتبہ اصالتاً انہیں تفویض ہوگا جیسا کہ حضرت پیر دستگیر قدس سرّہٗ فرماتے ہیں۔ ''تمام متقدّمین اَولیاء کاملین کے سُورج غروب ہو گئے ہیں لیکن ہمارا آفتابِ عالمتاب ابدالآباد تک فلک الافلاک پر تاباں اور درخشاں رہے گا۔

حُسن پر اپنے ہر اِک مہ پارہ گرمِ لاف تھا
گھر سے وُہ خورشیدرُو نِکلا تو مطلع صاف تھا

حضرت مجدّد صاحِب رحمتہ اللہ علیہ کا اِسی قسم کا ایک اور بیان اِسی کتاب سے ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہے

قَالَ الشَّيْخ اَحْمَدُ الْفَارُوْقِیُّ سَرْهَنْدِیُّ فِیْ مَكْتُوبَاتِهٖ اَنَّ الطَّرِيْقَ الْمُوْصِلَ اِلَی اللهِ تَعَالٰی طَرِيْقَانِ اَحَدُ هُمَا طَرِيْقُ النُّبُوَّةِ وَالْوَاصِلُوْنَ مِنْ هٰذِهِ الطَّرِيْقِ هُمُ الْاَنْبِيَآءُ بِالْاِصَالَةِ وَقَدْ ختمَ هٰذَا الطَّرِيْقُ بِخَاتَمِ الْاَنْبِيَاءِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالثَّانِیْ طَرِيْقُ الْوَلَايَةِ مِنْ هٰذَا الطَّرِيْقِ هُمُ الْوَاصِلُوْنَ بِالْوَاسِطَةِ وَ هُمُ الْاِقْطَابُ وَالْاَوْتَا دُوَالْاَبْدَالُ وَالنُّجَبَآءُ وَعَامَّةُ الْاَوْلِيَآءِ وَالْوَاسِطَةُ فِیْ هٰذَا الطَّرِيْقِ سَيِّدُنَا عَلِیٌّ كَرَّمَ اللهُ وَجْهَهٗ وَ تَعَلُّقُ هٰذَا الْمَنْصَبِ الْعَالِیْ بِحَضْرَتِهٖ وَكَانَ قَدَمُ النَّبِیِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ هٰذَا الْمَقَامِ عَلٰى فَرْقِهِ الْمُبَارَكِ كَرَّمَ اللهُ وَجْهَهٗ وَالْفَاطِمَةُ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ مُشْتَرِكُوْنَ مَعَهٗ فِیْ هٰذَا الْمَقَامِ وَاَظُنُّ اَنَّ سَيِّدَنَا عَلِيًّا قَبْلَ نَشْأَةِ عُنْصُرِيَّتِهٖ كَانَ مُلَازِمُ هٰذَا الْمَقَامِ كَمَا كَانَ مُلَازِمًا بَعْدَ نَشْأَةِ عُنْصُرِيَّتِهٖ وَمَنْ وَّصَلَ اِلَيْهِ الْفَيْضُ فَاِنَّمَا يَصِلُ بِوَاسِطَتِهِمْ اِلَيْهِ لِاَنَّ مَبْدَأً وَ

مُنتَهٰی نُقطَةِ هٰذَا الطَّرِیقِ وَ مَرکَزدَائِرَةِ هٰذَا المَقَامِ تَعَلَّقَتْ بِهِمْ وَلَمَّا تَمَّ دَوْرُ سَیِّدِنَا عَلِیٍّ ؓ فُوِّضَ هٰذَا المَنْصَبُ العَالِیُ اِلَی الحَسَنَیْنِ وَ بَعْدَ هُمَا اِلَی الْاَئِمَّةِ الْاِثْنٰی عَشَرَ عَلَی التَّرْتِیبِ وَفِیْ عَصْرِ کُلِّ وَاحِدٍ عَنْهُمْ وَصَلَ الْفُیُوْضَاتُ اِلٰی اَوْلِیَاءِ عَصْرِهٖ بِوَاسِطَتِهِمْ وَکَانَ مَلْجَاءَ هُمْ وَمَلَاذًا وَّلَمَّاجَائَتْ نَوْبَةُ سُلْطَانِ الْاَوْلِیَآءِ وَ بُرْهَانِ الْاَصْفِیَآءِ غَوْثِ الْاَرْضِ وَالسَّمَآءِ وَ غَوْثِ الْکُلِّ مُحْیِ الدِّیْنِ اَبِیْ مُحَمَّدٍ سَیِّدِنَا عَبْدِالْقَادِرِ الْجِیْلِیِّ قُدِّسَ سِرُّهٗ فُوِّضَ هٰذَاالْمَنْصَبُ الْعَالِیُ اَلٰی حَضْرَتِهٖ وَلَمْ یَتَیَسَّرْ لِاَحَدٍ بَعْدَ حَضْرَةِ الْمَذْکُوْرِ سِوَاهُ فَوُصُوْلُ الْفَیْضِ الْاِلٰهِیِّ لِلْاَقْطَابِ وَالْاَوْتَادِ وَ الْاَبْدَالِ وَالنُّجَبَآءِ وَ سَائِرِ الْاَوْلِیَاءِ بِوَاسِطَتِهٖ فِیْ عَصْرِهٖ وَفِیْ غَیْرِ عَصْرِهٖ اَبَدًا وَّاِلٰی هٰذِهٖ اِشَارَةٌ لِّقَوْلِهٖ

اَفَلَتْ شُمُوْسُ الْاَوَّلِیْنَ وَ شَمْسُنَا

اَبَدًا اعَلٰی فَلَکِ الْعُلٰی لَاتَغْرَبُ

ترجمہ:۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی صاحب رحمتہ اللہ علیہ اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے وصل اور وصال کے دو طریقے اور راستے ہیں۔ ایک نبوت کا طریقہ اور راستہ ہے۔ اس طریق (فضل) سے اصلی طور پر واصل اور موصل محض انبیاء علیہم السلام ہیں اور یہ سلسلہ حضرت خاتم النبین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات گرامی پر ختم ہوا اور دوسرا طریقہ ولایت کا ہے۔ اس طریق (فیض) والے واسطے سے واصل اور موصل ہوتے ہیں اور یہ گروہ اقطاب، اوتاد ابدال، نجباء وغیرہ اور عام اولیاء پر مشتمل ہے اور اس طریقے اور راستے کا واسطہ اور وسیلہ حضرت سیّدنا علی کرّم اللہ وجھہٗ کی ذاتِ گرامی ہے اور یہ منصبِ عالی آپ کی ذات گرامی سے متعلق ہے اور اس مقام میں حضرت خاتم الانبیاء ﷺ کا قدم مبارک حضرت امیر کرم اللہ وجھہٗ کے سر پر ہے اور حضرت فاطمۃ الزہرا ؓ اور حسنین رضی اللہ عنھما اِس مقام میں حضرت امیر کرّم اللہ وجھہٗ کے ساتھ شامل اور

مشترک ہیں اور میرا خیال ہے کہ حضرت سیّدنا علی کرم اللہ وجھہ' کی رُوحِ مُبارک روزِ ازل میں وجود عنصری کے اندر آنے سے پہلے بھی اِس مقام میں قائم اور ملازم تھی جیسا کہ پیدائش عنصری کے بعد ملازم ہُوئے اور جس شخص کو فیض حاصل ہوُا ہے آپ کی ذاتِ گرامی سے حاصل ہوا ہے کیونکہ اس طریق کا ابتدائی اور انتہائی نقطہ اور اس مقام کے دائرے کا مرکز آپ رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی سے متعلق اور منسُوب ہے اور جب حضرت سیّدنا علی کرم اللہ وجھہ' کا دور ختم ہوُا یہ عالی منصب حسنین رضی اللہ عنھما کو اور ان کے بعد دوازدہ (بارہ) امام کو بالترتیب ملتا رہا ہے ہر ولی اور ہر شیخ کو اُس زمانے کو اِمام کے واسطے سے فیض حاصل ہوتا رہا ہے اور وُہی اِمام اُن کا ملجا اور ملاذ ہوا ہے جب حضرت سُلطان الاولیاء وبُرہان الاصفیاء غوث الارض والسماء اور غوث الجنّ والانس حضرت سیّد محی الدین ابی محمد حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سِرّہٗ العزیز کا دور اور زمانہ آیا یہ منصب عالی اصالۃً آپ رضی اللہ عنہ کو تفویض اور موصُول ہوا پس حضرت مذکور کے بعد اور کسی کو یہ عالی مرتبہ اصالۃً حاصل نہیں ہوا پس اللہ تعالیٰ کا فیض جُملہ اقطاب، اوتاد ابدال، نجباء اور جُملہ دیگر اولیاء کو آپ رضی اللہ عنہ ہی کے واسطے سے ملتا رہا ہے اور ملتا رہے گا۔ کیا آپ کے زمانے میں اور کیا آپ کے بعد غیر زمانے میں ابدالآباد تک یہ سلسلہ جاری رہے گا چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ کے اِس بیت میں اس بات کی طرف اِشارہ ہے

جُملہ سابق اولیاء کے آفتاب غروب ہو گئے ہیں لیکن ہمارا ذاتی آفتاب ابدالآباد تک آسمانِ بلندی پر چڑھا ہوا ہے اور طالع رہے گا۔

حضرت اِمام ربّانی مجدّد الف ثانی رحمۃُ اللہ علیہ سالارِ سلسلۂ نقشبندیہ تو حضرت پیر محبوب سُبحانی قدس سِرّہٗ کو غوث دوام مانتے ہیں۔ اَب ان کے پچھلے بعض خام خیال عقیدت مندوں سے جا کر پُوچھو تو وُہ اپنے خواجگانِ نقشبندیہ کے بغیر کسی کو بھی خیال میں نہیں لاتے اور عجیب وغریب بے سروپا طُرّہات سُناتے ہیں۔ طریقۂ نقشبندیہ کے بانی مبانی حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند صاحِب رحمۃ اللہ علیہ کی مدحیہ رُباعی آج تک بغداد میں حضرت پیر محبوب سُبحانی قدس سِرّہٗ العزیز کے روضۂ اقدس پر ثبت اور مرقوم ہے رُباعی حسب ذیل ہے

بادشاہِ ہر دو عالم شاہ عبدالقادر است

سرورِ اَولادِ آدم شاہ عبدالقادر است

آفتاب و ماہتاب و عرش و کرسی و قلم

نُورِ قلب از نورِ اعظم شاہ عبدالقادر است

ترجمہ:۔دونوں جہان کا بادشاہ شاہ عبدالقادر ہے۔آدم علیہ السلام کی اولاد کا سردار شاہ عبدالقادر ہے۔سورج، چاند،عرش،کرسی اور قلم اور دل کا نور شاہ عبدالقادر کے عظیم نور سے ہے

سلسلۂ سُہر وردیہ

تیسرے طریقہ سہروردیہ کے پیشوا حضرت شیخ شہابُ الدین ابوحفص شیخ عُمر سُہر وردی رحمۃ اللہ علیہ کا حال سُنیئے۔

کتاب بہجۃ الاسرار میں آپ رحمتہ اللہ علیہ سے منقول ہے آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے ابتداء میں علم کلام کا بڑا شوق تھا اور میں ان دنوں نوجوان تھا اور میں نے علمِ کلام کی بہت کتابیں بر زبان یاد اور حفظ کی ہوئی تھیں۔میرے چچا مجھے علم کلام کے سودا اور بکھیڑوں سے منع فرماتے تھے لیکن میں باز نہیں آتا تھا یہاں تک کہ میرے چچا ایک دن مجھے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سِرّہٗ العزیز کی خدمت میں لے گئے اور راستے میں مجھے کہا کہ اَے عُمر! آج میں تمہیں ایک ایسے شخص کے پاس لے جا رہا ہوں جس کا دِل اللہ تعالیٰ سے خبر دیتا ہے وہاں حُسن ادب سے رہنا ہوگا تا کہ ہم خالی ہاتھ نہ آئیں چنانچہ جس وقت ہم آنحضرت قدس سِرّہٗ العزیز کی خدمت اقدس میں حاضر ہُوئے تو میرے چچا نے عرض کی کہ یا حضرت رحمتہ اللہ علیہ! میرا یہ بھتیجا عُمر علم کلام کا سخت شیدائی بلکہ سودائی ہے کئی دفعہ میں نے اسے منع کیا ہے لیکن یہ باز نہیں آتا۔اَب مجبور ہو کر حضور کی خدمت میں اسے لایا ہوں حضور اس کا کچھ تدارک فرمادیں۔شیخ عُمر رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور نے مجھ سے فرمایا کہ اَے لڑکے تجھے علم کلام کی کون کونسی کتاب یاد ہے میں نے نام لے کر سب بتادیں۔تب آپ رضی اللہ عنہ نے میرے سینے پر ہاتھ پھیر کر فرمایا کہ کچھ ان میں

سے ہمیں سُناؤ۔ حضرت عُمر رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ خدا کی قسم تمام علمِ کلام میرے دِل سے اِس طرح محواور زائل ہو گیا جیسا کہ میں نے کبھی پڑھا بھی نہ تھا میں آپ کے قدموں پر گر پڑا اور معذرت ظاہر کی۔ تب آپ ﷺ نے دوبارہ میرے سینے پر ہاتھ پھیرا جس سے میرے سینے میں نورِ معرفت چمک اُٹھا اور علم لُدنی مجھے واضح ہو گیا۔ تب حضور نے فرمایا: اَے عُمر رحمتہ اللہ علیہ! تُو عراق کے آخری مشہور مردانِ خُدا میں سے ہوگا۔

طریقۂ قادری کے ذاتی فقراء جسے چاہیں ایک ہی نِگاہ سے علمِ اور فیض عطا کر دیتے ہیں اور چاہیں تو ایک ہی کرشمۂ نظر سے تمام عُمر کا پڑھا ہوا علم اور سالہا سال کا حاصل کیا ہوا فیض سلب کر لیتے ہیں چنانچہ حضرت سُلطان العارفین قدس سِرّہٗ فرماتے ہیں۔

بر علمِ غرّہ مشو مغرور تر　　　علم بر گیرم زِ سینہ از نظر

ترجمہ:۔ علم پر مغرور نہ ہو، میں تو سینے کے علوم نظروں سے سلب کرتا ہوں۔

باطنی آنکھوں اور باطنی ہاتھوں والے کامل فقیر کے نزدیک کسبی اور ظاہری علم اور فیض سلب کرنا اِس قدر آسان ہے جیسا کہ کوئی کسی الماری یا دریچے سے کوئی ظاہری کتاب اُٹھا لے۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ کے ایک خلیفہ شیخ نجم الدین تفلیسی رحمتہ اللہ علیہ (اہل تفلس) فرماتے ہیں کہ میں اپنے پیر حضرت شیخ شہاب الدین سُہروردی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھا اور آپ رحمتہ اللہ علیہ نے مجھے چالیس (۴۰) روز کے چلّے اور خلوت میں بٹھایا تھا۔ اسی خلوت کی آخری چالیسویں (۴۰) رات میں نے واقعہ میں دیکھا کہ میرے شیخ حضرت شہاب الدین سہروردی رحمتہ اللہ علیہ ایک اُونچے پہاڑ پر بیٹھے ہیں اور آپ کے پاس جواہرات کے انبار اور ڈھیر لگے ہوئے ہیں اور اس پہاڑ کے نیچے سے بہت سے لوگ آپ رحمتہ اللہ علیہ کے پاس آ رہے ہیں اور آپ رحمتہ اللہ علیہ کے پاس ایک پیمانہ ہے جسے آپ رحمتہ اللہ علیہ بھر بھر کر آنے والے لوگوں میں وہ جواہرات تقسیم کر رہے ہیں اور وہ جواہرات کے ڈھیر ختم ہونے میں نہیں آتے۔ پھر جب میں آخری

رات خلوت سے نکل کر آپ رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں آیا کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کو اس واقعہ کی اطلاع دُوں تو آپ نے میری زبان کھولنے سے پیشتر فرمایا کہ اَے نجم الدین! یہ سب کچھ جو تو نے رات کو دیکھا اور ان کے علاوہ اور بھی اس قسم کی بے شمار نعمتیں ہیں۔ جو ہمیں اپنے شیخ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرّہٗ العزیز کی ایک نظر کیمیا اثر سے حاصل ہوئی ہیں۔

مولانا رُوم صاحِب ایسی ایک نظر کے حق میں یوں فرماتے ہیں

آنکہ بہ تبریز یافت یک نظر از شمسِ دیں　　　طعنہ زند بر دہ و سخرہ کند بر چلہ

ترجمہ:۔ شمس الدین تبریزی کی ایک نظر سے حاصل کردہ کمال، چلّہ کشی، پر طعنہ زنی کرتا اور اس کا مذاق اڑاتا ہے۔

ہمارے ملک میں طریقہٗ سُہروردی کے دُوسرے نامی گرامی اور بڑے پائے کے بزرگ حضرت بہاؤالدین زکریا صاحب عُرف غوث بہاء الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ مُلتانی ہوئے ہیں۔ آپ شیخ شہاب الدین حضرت عُمر سُہروردی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ ہیں۔ ہندوستان میں طریقہٗ سُہروردی کے بانی مبانی اور پیشوا آپ رحمتہ اللہ علیہ ہوئے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ مجھے اپنی تمام عبادتوں جُملہ اطاعتوں اور کُل نیک عملوں میں سے ایک چیز پر بڑا بھاری بھروسہ اور اعتماد ہے اور وُہ اِن شاء اللہ میری آخری نجات کا باعث بن جائے گی اور وہ یہ بات ہے کہ حضرت پیر محبوب سُبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرّہٗ نے فرمایا ہے کہ طُوبٰی لِمَنْ رَّاٰنِیْ اَوْرَاٰی مَنْ رَّاٰنِیْ وَیَا حَسْرَۃً عَلٰی مَنْ لَّمْ یَرَنِیْ ۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس شخص کے لئے ایمان کی خوشخبری ہے جس نے مجھے دیکھا یا میرے دیکھنے والے کو دیکھا۔ اس شخص پر سخت افسوس ہے جس شخص نے مجھے نہ دیکھا۔ سو حضرت غوث بہاء الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے زندگی میں اپنے شیخ حضرت شیخ شہابُ الدین سہروردی کو دیکھا ہے اور آپ رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں رہا ہوں اور میرے شیخ حضرت شیخ شہاب الدین صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے زندگی میں حضرت پیر محبوب سُبحانی قدس سرّہٗ العزیز کو دیکھا ہے۔ سو میں حضور کے اس فرمان حق ترجمان کی بشارت میں شامل ہوں اور میں ان شاء اللہ زمرۂ اہل طوبیٰ میں داخل

ہوں چنانچہ حضرت غوث بہاء الحق صاحب ملتانی رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت پیر دستگیر قدس سرّہٗ کی مدح میں ایک قصیدہ لکھا ہے جس کا ایک بیت یہ ہے

سگِ درگاہِ میراں شو، چو خواہی قُربِ ربّانی
کہ بر شیراں شرف دارد سگِ درگاہِ جیلانی

ترجمہ:۔ غوث اعظم کی درگاہ کا کتا ہو جا اگر اللہ کا قرب چاہتے ہو ان کی درگاہ کا کتا، شیروں سے بلند مرتبہ اور مقام رکھتا ہے۔

تاریخ ولادت ووصال

آپ کی ولادت باسعادت ۴۷۰ھ میں ہوئی۔ آپ کی عُمر شریف اکانوے ۹۱ برس ہوئی اور ۵۶۱ھ میں اس دار فانی سے دار البقاء جاودانی کی طرف رحلت فرما کر اپنے مطلوب اور محبوبِ حقیقی سے واصل ہوئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۝ (سورۃ البقرہ: آیت ۱۵۶)
کسی بزرگ نے آپ کی تاریخ ولادت، عُمر شریف اور تاریخ وصال کو ایک بیت میں جمع کیا ہے۔

اِنَّ بَازَ اللہِ سُلْطَانَ الرِّجَالُ　　　جَآءَ فِیْ عِشْقٍ وَّرَاحَ فِی الْکَمَالُ

یعنی حضرت بازِ اشہب سُلطان الاولیاء حضرت محبوبِ سُبحانی قدس سرّہٗ العزیز کی دُنیا میں تشریف آوری لفظِ عشق سے اور حضور کی عُمر شریف کمال کے عدد ابجد سے نکلتی ہے چنانچہ لفظ عشق۔ ۷۰+۳۰۰+۱۰۰+ ۔ ۴۷۰ ہوئے۔ اور لفظ کمال۔ ۲۰+۴۰+۱+۳۰ ۔ ۹۱ ہوئے اور دونوں کو جمع کیا جائے تو آپ کی تاریخ وصال ۵۶۱ھ نکلتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فیض ابدی اور فضل سرمدی کی برکتیں اور رحمتیں اُن پر اور اُن کی اولاد پر اور ان کے مُریدین ومعتقدین پر ابدالآباد تک ہوتی رہیں اور اللہ تعالیٰ کے شرف دیدار اور حضوری بزمِ احمدِ مختار ﷺ سے سرفراز اور بہرہ یاب ہوں۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْھُمْ وَمِنَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَ الصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ وَلَا تَجْعَلْنَا مِنَ الْمُسْتَدْرِجِیْنَ وَلَا بِثَنَاءِ النَّاسِ مَغْرُوْرِیْنَ وَلَا مِنَ الَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ الدُّنْیَا بِالدِّیْنِ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ط

حالات سُلطان الفقراء چہارم

پیر عبدالرزّاق فرزند محبوبِ سبحانی

چوتھے سُلطان الفقراء حضرت پیر عبدالرزّاق قدس سرہٗ فرزندِ ارجمند پیر دستگیر قدس سرّہ العزیز ہوئے ہیں۔ آپ حضرت پیر محبوبِ سُبحانی قدس سرّہٗ کے بڑے فرزند، حسبی نسبی وارث اور ظاہری و باطنی طور پر آپ کے نائب اور جانشین ہوئے۔ جو کچھ باطنی دولت اور رُوحانی نعمت اللہ تعالیٰ نے حضرت پیر دستگیر قدس سرّہٗ العزیز کو عنایت فرمائی تھی وہ سب کی سب اور جوں کی توں حضرت قدس سرّہٗ نے اپنے فرزندِ سعادتمند کے سینے میں ڈال دی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ گویا ثانی غوث محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ ہوئے ہیں۔ آپ کے مناقب بے شمار ہیں ہم بطور مُشتے نمونہ از خروارے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ایک ہی منقبت بیان کرنے پر اکتفا کرتے ہیں کتاب بہجۃ الاسرار میں مذکور ہے حضرت ابوزرعہ ظاہر بن محمد بن ظاہر المقدسی الداری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرّہٗ کی مجلس وعظ میں ایک دفعہ حاضر ہوا اثناء وعظ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میری مجلس میں ایسے لوگ حاضر ہیں جو جبل قاف قدس کے پار رہتے ہیں اور جن کے قدم اِس وقت ہوا میں ہیں۔ شدّت شوقِ الٰہی سے اُن کے جُبّے اور اُن کے سروں پر عشقِ الٰہی کے سلطانی تاج جل رہے ہیں اُس وقت آپ رضی اللہ عنہ کے بڑے فرزند پیر عبدالرزّاق قدس سرّہٗ اُس مجلس میں حاضر تھے اور آپ رضی اللہ عنہ کی کُرسیٔ وعظ کے بالکل پاس ہی آپ کے پاؤں کے قریب بیٹھے تھے جونہی حضرت قدس سرّہٗ نے یہ کلام فرمایا۔ حضرت پیر عبدالرزاق

قدس سرہٗ نے سر اُٹھا کر آسمان کی طرف دیکھا اور ایک لحظہ یونہی آسمان کی طرف ٹکٹکی لگا کر دیکھتے رہے یہاں تک کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ بے ہوش ہو گئے اور آپ رحمتہ اللہ علیہ کے جُبّے اور دستار مُبارک کو آگ لگ گئی۔ اُس وقت حضرت پیر دستگیر قدس سرہٗ نے کرسیِ وعظ سے نیچے اُتر کر اپنے ہاتھوں سے آگ بجھا کر فرمایا کہ اَے عبدالرزاق تو بھی اُن میں سے ہے۔ ابُو زرعہ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجلسِ وعظ ختم ہونے کے بعد میں نے پیر عبدالرزاق قدس سرہٗ سے اس معاملے کی حقیقت اور کیفیت پُوچھی۔ تو آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب میں نے آسمان کی طرف دیکھا تو میں نے ہوا اور فضاء میں چند رُوحانی اور نُورانی لوگوں کو دیکھا کہ شوقِ الٰہی سے اُن کے کوٹ اور تاج شعلے مار رہے تھے اور وہ ہوا میں اِدھر اُدھر چکر لگاتے اور رقص کرتے تھے اور درد و محبت الٰہی سے بادلوں کی طرح گرجتے تھے۔ اُن کے دیکھنے سے میری بھی وہی حالت ہو گئی آپ رحمتہ اللہ علیہ چوتھے سُلطان الفقراء میں شمار ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن سے راضی ہو اور اُن پر اور اُن کی اولاد اور خلفاً اور معتقدین اور مُریدین پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں۔

کتاب بہجۃ الاسرار، جو حضرت پیر محبوب سُبحانی جناب شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کے حالاتِ زندگی اور مناقب میں نہایت مستند اور معتبر کتاب ہے۔ اس میں مذکور ہے کہ ایک روز آپ نے مجلس وعظ میں فرمایا کہ اَے اہلِ عراق! تم اس بات کا احسان نہ جتاؤ کہ تم اِس کثرت سے مجلس وعظ میں جمع ہو جاتے ہو۔ میری دِلی آرزُو تھی کہ میں تمام عُمر دِہ بدہ اور شہر بشہر پھروں اور اپنی ساری زندگی خمول اور گمنامی میں بسر کروں۔ میں ایک وحشی پرندہ تھا لیکن قدرت نے میرے پر کتر ڈالے ہیں اور تمہارے سامنے کرسیِ وعظ پر بٹھا دیا ہے۔ میرا یہ مشغلہ تمہارے ساتھ اللہ تعالیٰ کے امر اور اُس کے رسول ﷺ کے اذن سے ہے۔ غرض حضرت محبوب سُبحانی قدس سرہٗ کی دلی آرزو تھی کہ آپ اپنی تمام عُمر دہ بدہ اور شہر بشہر پھریں اور رخمول اور گمنامی کی صُورت میں باطنی طور پر خلق خدا کو فیض پہنچائیں اور اپنے آپ کو بیچ میں نہ لائیں لیکن قُدرت کو اُلٹا یہ منظور ہوا کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کو دُنیا میں سُورج کی طرح چمکائے اور خلقِ خُدا کو آپ کے نُور سے منور فرمائے۔ لہٰذا آپ نے

جس طرح ہم پیچھے بیان کر آئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے امر اور رسولِ خدا ﷺ کے فرمان اور خضر علیہ السلام کی ایماء پر بغداد میں مجالس وعظ و پند قائم فرمائے اور باطنی تعلیم و تلقین کا سلسلہ جاری فرمایا چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ بے شمار طالبانِ حق کو روزانہ اللہ تعالیٰ سے واصل اور بزم نبوی ﷺ میں داخل فرماتے۔ حضرت سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ اپنی کتاب میں فرماتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ روزانہ تین ہزار طالبوں کو اللہ تعالیٰ سے واصل کرتے اور دو ہزار طالبوں کو ہر روز بزم نبوی ﷺ میں پہنچاتے حضرت پیر محبوب سُبحانی قدس سرّہ ٗ کے مجالسِ وعظ اللہ تعالیٰ کے مظاہر قدرت کے کرشمے ہوا کرتے تھے۔ اثناء وعظ میں آپ رضی اللہ عنہ کے وجُودِ مسعُود سے ہزار ہا کرامات ظاہر ہوتیں اپنی توجہ سے حاضرین کے دلوں کو منور فرماتے اور لوگوں کو خلعت ولایت بخشتے۔ غرض آپ رضی اللہ عنہ کی مجلسِ وعظ میں خالی زبانی کلام نہیں ہوتا تھا بلکہ فیوضات باطنی کا عام انعام و اکرام ہوتا تھا حضرت پیر محبوب سُبحانی فرماتے ہیں کہ ہر پرندہ کچھ نہ کچھ بولیاں بولتا ہے لیکن ہمارے دل کا باز بولتا نہیں بلکہ کام کرتا ہے لہٰذا آپ رضی اللہ عنہ کو تمام عمر کتابیں　　اور تصنیف و تالیف کی فرصت نہیں ملی۔ لہٰذا آپ کے دہ بدہ اور شہر بشہر پھر کر خمول اور گمنامی کی زندگی بسر کرنے اور یکسُوئی اور یک جہتی سے اپنا باطنی فیض اور روحانی نور کتابی صورت میں دنیا کے سامنے پیش کرنے کا اہم اور عظیم الشان کام اللہ تعالیٰ نے آپ رضی اللہ عنہ کے باطنی نائب اور رُوحانی جانشین حضرت سُلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کی طرف سے انجام فرما دیا اور اسی آخری زمانے میں جب کہ آج کل دُنیا میں سخت قحط الرجال ہے اور فقیر کامل اور عارفِ واصل کا وجُود عنقا مثال ہے۔ اس بات کی ضرورت تھی چنانچہ حضرت سُلطان العارفین قدس سرّہ ٗ نے اسی زمانے کے لئے اپنا نُوری حضوری علم دُنیا کے سامنے کتابی صُورت میں پیش کر کے فرما دیا ہے کہ قیامت تک ہر زمان اور ہر مکان کے طالبانِ حق آئیں اور اس عام دستر خوان سے اپنا باطنی فیض نوشِ جان فرمائیں چنانچہ فرماتے ہیں

کیمیائے گنج مفلس را نمود　　　ہر کرا عقل است حاصِل کرد زود

ترجمہ:۔ انھوں نے مفلس کو خزانے کی کیمیائی کا راستہ دکھایا ہے جس میں عقل ہے اس نے جلدی حاصل کر لیا

غرض حضرت پیر محبوب سُبحانی قدس سرّہ ٗ نے خلقِ خُدا کو فیض پہنچایا لیکن آپ نے

تصنیف وتالیف کا کام اور کتابیں لکھنے کا شغل نہیں فرمایا۔

تصانیف کے حوالے سے حقیقت

آپ کے بعد آپ سے جو چند کتابیں یادگار چلی آتی ہیں اُن میں ایک کتاب ''فتوح الغیب'' ہے یہ کتاب آپ کے فرزند حضرت پیر عبدالوہاب رحمتہ اللہ علیہ کی تالیف ہے جس میں آپ رحمتہ اللہ علیہ کے کچھ ملفوظات جمع کئے گئے ہیں۔ دُوسری ایک کتاب ''فتح الربانی'' آپ ﷺ کے اِسم گرامی سے منسوب ہے یہ کتاب آپ ﷺ کے مجالس وعظ کا کچھ مجموعہ ہے۔ آپ ﷺ کی مجلس وعظ میں تین چار سو کاتب قلم دوات لے کر حاضر رہا کرتے تھے اور آپ کے بعض کلام کو قلمبند کرلیا کرتے تھے بعد میں آپ ﷺ کے کچھ کلماتِ وعظ کو جمع کر کے کسی نے انہیں کتابی صُورت میں پیش کر کے اس کا نام فتح الربانی رکھ دیا۔ نیز آپ کی زبانِ حق ترجمان پر کچھ قصائد اوراوراد جاری ہُوئے ہیں جنہیں اُس زمانے کے کاتبوں نے لکھ لیا تھا جو آج تک لوگوں میں مروّج چلے آتے ہیں۔

غنیۃ الطالبین کس کی تصنیف

لیکن یاد رہے کہ مسئلے مسائل کی ایک ضخیم کتاب جو بغداد کے ایک واعظ عبدالقادر نامی کی تصنیف ہے جو غلط طور پر آپ رحمتہ اللہ علیہ کی تصنیف بنادی گئی ہے اور محض جھوٹے طور پر آپ کے نام سے منسوب کردی گئی ہے چنانچہ ہم اکیلے یہ بات نہیں کہہ رہے ہیں بلکہ بہت بزرگانِ دین ہم سے پہلے اِس بات کا اظہار کرچکے ہیں کہ ''غنیۃ الطالبین'' حضرت پیر محبوب سُبحانی قدس سرّہٗ کی تصنیف نہیں ہے چونکہ اس کتاب میں بے شمار ضعیف روایات بہت رطب یابس اور فرسُودہ مسائل پائے جاتے ہیں۔ اس لئے اس کے پڑھنے سے حضرت پیر محبوب سُبحانی قدس سرہٗ کی بلند بالا شخصیت اور پاک مقدس ذات کی نسبت لوگوں میں غلط فہمی اور سوئِ ظن پیدا ہوتا ہے اس لئے ہم یہاں اس کتاب میں اس حقیقت کے اظہار پر مجبور ہیں کہ کتاب ''غنیۃ الطالبین'' حضرت پیر محبوب سُبحانی قدس سِرّہٗ کی تصنیف نہیں ہے۔ اس کتاب میں دیگر فرسودہ مسائل کے علاوہ مذہب حنیفہ پر جابجا

اعتراض کئے گئے ہیں جو آں حضرت قدس سِرّہٗ جیسے سُلطان الاولیاء کے شایانِ شان ہرگز نہیں ہوسکتا۔ آپ کے دیگر کلام مثلاً کتاب فتوح الغیب کی عبارت کا اس کتاب کی عبارت سے موازنہ اور مقابلہ کیا جائے تو دونوں میں زمین اور آسمان کا فرق معلوم ہوتا ہے۔

بعض لوگ ہماری اس حق گوئی پر یہ اعتراض کریں گے کہ پھر یہ کتاب ''غنیۃ الطالبین'' کیوں اور کس طرح آپ رضی اللہ عنہ کے نام نامی سے منسوب ہوگئی ہے سو اصل بات یہ ہے کہ چند کتابیں آج تک ایسی موجود اور معلوم ہیں جو معمولی عالموں کی تصنیف اور تالیف ہیں لیکن دکانداروں کتب فروشوں اور ناشروں نے ان کی محض خریداری بڑھانے کی خاطر انہیں کسی بہت مشہور اور معروف اور برگزیدہ ہستی کے نام سے منسوب کردیا ہے چنانچہ ''فتوح الحرمین'' فارسی نظم کی ایک ضخیم کتاب ہے جسے حرمین شریفین کی تعریف وتوصیف میں حضرت جامی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تصنیف فرمایا ہے حضرت محبوب سُبحانی قدس سِرّہٗ کے اسم گرامی سے منسوب کردی گئی ہے۔ یہ کتاب ہر دُکاندار سے چھپی ہوئی ملتی ہے اور ہر شخص اُسے دیکھ سکتا ہے۔ نیز ایک دیوان محض غلط طور پر حضرت خواجہ غریب نواز حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے موسوم کیا گیا ہے اس کی تمام غزلیں حضرت ملا معین کاشفی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب معارج النبوۃ سے لے لی گئی ہیں اور اسے دیوان حضرت معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا نام غلط دے دیا گیا ہے۔ اس کتاب میں ہر دو صاحبان کے تخلص اسم معین کی گو مماثلت تو موجود ہے لیکن کتاب فتوح الحرمین میں وہ مماثلت بھی مفقود ہے۔ اس فقیر نے ان ہر دو کتابوں کو دیکھا اور مطالعہ کیا ہے اور ان کی غلطیوں کو کھول کر ناظرین کے سامنے رکھ دیا ہے اب ناظرین کا فرض ہے کہ ہماری اس حق گوئی کی تحقیقات کریں غرض یہ اندھیر گردی سوائے کتاب اللہ یعنی قرآن مجید کے ہر جگہ کچھ نہ کچھ موجود ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ سے ہر قسم کی تحریف اور تغیر وتبدل سے قیامت تک محفوظ اور مامون فرمایا ہے ورنہ انسانی حرص وآز ہر جگہ حق وانصاف کا خون کر کے اپنی مطلب برآری کر جاتی ہے غرض کتاب غنیۃ الطالبین حضرت پیر محبوب سبحانی قدس سِرّہٗ کی تصنیف ہرگز نہیں ہے۔

دیگر ہم یہاں آپ ﷺ کی ذاتِ والا صفات کی نسبت ایک اور غلط فہمی دور کرنا چاہتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ بعض رسالوں، اخباروں اور کتابوں میں آپ ﷺ کی نسبت یہ بات مذکور نظر آتی ہے کہ حضرت پیر محبوب سبحانی قدس سِرّہٗ بڑے مالدار، متمول بلکہ بڑے پائے کے تاجر ہوئے ہیں۔ اس بات کو اکثر دنیا دار اور حریص ناقص دکاندار پیر اپنی دُنیا کی فراہمی کے لیے بطور ایک سند اور حجت پیش کرتے ہیں لیکن حقیقت میں آپ ﷺ نے کبھی ساری عُمر اپنے پاک مقدس ہاتھوں کو نجس دُنیا کے جیفے سے آلودہ نہیں فرمایا ہے اور تمام عمر اپنے پاک دامن کو ہر طرح کی گندگی سے بچایا ہے اور آپ ﷺ کا اور جملہ سلطان الفقراء کا یہ معمول رہا ہے کہ جو کچھ آپ ﷺ کے پاس بطور نذر و نیاز و فتوحات ظاہر و باطن از قسم نقد و جنس آیا ہے۔ اسے اسی روز فقراء و مساکین اور مستحقین کے درمیان تقسیم کر کے خرچ کر ڈالا ہے اور کل کے لئے ایک حبہ بھی باقی نہیں چھوڑا ہے۔ صرف اللہ تعالیٰ کے امر سے آپ ﷺ آخری عمر میں اچھا لباس بطور تحدیث نعمت زیب تن فرماتے اور گھوڑے کی سواری کرتے۔ اس بارے میں حضرت سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ آپ ﷺ کے متعلق اپنی کتاب میں ذکر فرماتے ہیں کہ حضرت محبوب سبحانی قدس سِرہٗ نے ایک روز ابلیس لعین کو اپنے دروازے پر کھڑا دیکھ کر اُس سے دریافت فرمایا کہ اے لعین تجھے یہاں ہمارے دروازے سے کیا کام۔ ابلیس نے بتایا کہ آپ ﷺ کے گھر آپ ﷺ کی ایک لونڈی داخل ہوئی اور اس نے اپنے پاس چند درھم رکھ لئے ہیں میں ان کے پیچھے آپ ﷺ کے دروازے پر آیا ہوں کیونکہ جس گھر میں دُنیا کی متاع داخل ہوتی ہے۔ اس میں مجھے داخل ہونے کی اجازت مل جاتی ہے اور اس میں تصرف کرنے کا حق مل جاتا ہے چنانچہ آپ ﷺ نے گھر میں داخل ہو کر اس لونڈی سے وہ درھم لے کر ابلیس کے ہاتھ پر رکھ دیئے ابلیس نے ان درھموں کو بوسہ دیا اور آنکھوں پر رکھا۔ حضرت پیر محبوب سبحانی قدس سِرّہٗ نے ابلیس سے دریافت فرمایا کہ اے لعین یہ کیا حرکت کی ہے اور تو نے ان درھموں کو کیوں بوسہ دیا اور آنکھوں سے لگایا۔ اس پر ابلیس نے جواب دیا کہ جناب یہ دنیا میری متاع ہے مجھے

جان سے زیادہ عزیز ہے اور میرے پاس لوگوں کو گمراہ کرنے، فتنہ وفساد اور جنگ وجدال برپا کرنے کا سب سے کارگر ہتھیار یہی دُنیا ہے جس گھر میں یہ دنیا داخل ہو جاتی ہے وہ گھر میرا گھر ہو جاتا ہے اور میں اس گھر والوں پر ہاتھ ڈالنے کا مجاز ہو جاتا ہوں

حالات سُلطان الفقرأ پنجم

سُلطان العارفین حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ

اب ہم ایسی پاک ہستی کا نام مبارک لیتے ہیں جو پانچویں سُلطان الفقرأ ہوئے ہیں جن پر فقر اور معرفت ختم اور تمام ہوتا ہے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کا اسم مبارک خود ہی بے مثل اور بے مثال ہے جو آپ رحمتہ اللہ علیہ کی پاک اور اعلیٰ صفات پر دال ہے۔

زباں پہ بارِ خُدایا یہ کس کا نام آیا
کہ میرے نطق نے بوسے مری زباں کے لیے

وہ پاک اور مبارک ہستی ہمارے رُوحانی مربیّ حضرت سُلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ برہان الواصلین مقتدائے کاملین فنافی عین ذات یاھو حضرت شیخ الحق والدین حضرت پیر سلطان باھو قدس سرہٗ العزیز ہیں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ حضرت پیر محبوب سبحانی قدس سرہٗ کے خاص نائب اور جانشین اور ان کی مثل پانچویں سلطان الفقرأ اور سید الکونین ہیں۔

حضرت سلطان العارفین حضرت شیخ سلطان باھو قدس اللہ سرہ العزیز ضلع جھنگ پنجاب کے ایک قصبہ شورکوٹ کے ایک گاؤں میں بتاریخ ۱۰۳۹ء مغلیہ خاندان کے بڑے جلیل القدر فرمانروا شہنشاہ اورنگ زیب کے عہد میں پیدا ہوئے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کے والد ماجد حضرت محمد بازید رحمتہ اللہ علیہ نہایت صالح، متشرع، حافظ قرآن اور فقیہ مسئلہ دان اور نیز سلطنت مغلیہ کے خاص منصب دار ہوئے ہیں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ بی بی راستی رحمۃ اللہ علیہا اولیاء کاملین سے تھیں۔ ازلی فضلی صاحبِ استعداد مادرزاد ولی اللہ ہوتے ہوئے حضرت سلطان العارفین قدس سرہٗ کو قدرت نے ظاہری و باطنی اور صوری و معنوی تربیت کے لئے ایسی پاک

باطن خاتون حضرت مائی راستی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا کے دامن پرورش اور آغوش تربیت میں ڈالا جنہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ہر دو جسمانی و رُوحانی اور ظاہری و باطنی طور پر تربیت و پرورش فرما کر اَنْبَتَھَا نَبَاتًا حَسَنًا بہت عمدہ اور اعلیٰ طور پر پالا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصانیف میں کئی جگہ اپنی والدہ ماجدہ کی تعریف و توصیف میں رطبُ اللسان نظر آتے ہیں اور مختلف مقامات پر آپ کے باطنی کمالات اور روحانی درجات کو بطور فخر و مباہات بیان فرماتے ہیں چنانچہ ایک ذکرِ خفی کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ایں ذکرِ خفی والدۂ ایں فقیر را جاری بود کہ غایت درد و شدتِ محبت الٰہی بجائے اشک از چشماں خون مے گریستند "یعنی یہ ذکر خفی اس فقیر کی والدہ کو جاری تھا کہ اللہ تعالیٰ کے درد اور محبت کے سبب ان کی آنکھوں سے خُون کے آنسو جاری رہتے تھے۔

نام "باھُو" رکھنے کی وجہ

"آنحضرت قدس سرّہٗ کی والدہ ماجدہ کو باطن میں بذریعۂ الہام آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت کا پہلے الہام ہوا تھا کہ آپ کے بطن سے عنقریب ایک ایسا خورشید فقر اور آفتاب معرفت طلوع فرمائے گا جو آخری زمانے میں تمام رُوئے زمین کو اپنے انوار فیضان اور اسرارِ عرفان سے روشن اور منور کر ڈالے گا اس مولود مسعود کو باھُو کے مُبارک نام سے موسوم کرنا کہ وہ صاحِب اِسم بامسمّٰے یعنی باھُو رحمۃ اللہ علیہ (باخُدا) ہوگا۔ حضرت سُلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتب متبرکہ میں اس بات کا بہت شکریہ ادا فرماتے ہیں کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ نے آپ کا نام باھُو رکھا چنانچہ آپ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ "رحمت حق بر روانِ راستی باد کہ نام من باھُو نہاد۔ "یعنی مائی راستی صاحبہ کی رُوح پر اللہ تعالیٰ کی صد رحمت ہو کہ انہوں نے ہمارا نام باھو رکھا۔" ایک جگہ اس قسم کا ایک شعر فرماتے ہیں۔

رحمت وغفراں بود بر راستی راستی از راستی آ راستی

یعنی مائی راستی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا پر اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں ہوں کہ انہوں نے ہمارا نام باھو رحمۃ اللہ علیہ رکھ کر راست یعنی ٹھیک نام سے ہمیں موسوم کیا۔ اَے اللہ تعالیٰ! تو نے ہماری والدہ مائی راستی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا کو جیسا کہ اُن کے نام سے ظاہر ہے راستی اور سچائی سے آراستہ کیا

آنحضرت قدس سِرّہٗ العزیز اسم **ھُو** کے عین مظہر ہیں اور اپنی کتابوں میں ہر جگہ اپنے آپ کو فقیر باہو رحمتہ اللہ علیہ فنافی عین ذات یاھوذ کر فرماتے ہیں اور جا بجا اپنی فنا اور بقا اسی اسم **ھُو** میں بیان فرماتے ہیں اور ہر جگہ نثر اور نظم میں اسم **باھو** رحمتہ اللہ علیہ اور اسم **یاھُو** کے عجیب و غریب رموز اور اشارات ادا فرماتے ہیں چنانچہ ایک جگہ فرماتے ہیں '' **اگر بائے بشریت حائل نبُودے باھو عین یا ھو است** ''یعنی اگر بشریت کی باء درمیان میں حائل نہ ہوتی تو باھو رحمتہ اللہ علیہ عین یاھو تھا اور نیز فرماتے ہیں۔

باہو با یک نقطہ یاھُو میشود ورد باھُو روز وشب یاھُو بود

ترجمہ:۔ باھو رحمتہ اللہ علیہ ایک نقطہ سے یاھُو بن جاتا ہے اور باھُو رحمتہ اللہ علیہ کا ورد دن رات یاھُو رہتا ہے اور ایک مصرع میں فرماتے ہیں

''**تو نمے دانی کہ باھُو باخُدا است۔**''یعنی اَے طالب! کیا تُو نہیں جانتا کہ باھُو کے معنی ہیں باخدا یعنی خُدا کے ساتھ واصل اور موصل اور اس بیت میں عجیب رمز ادا فرماتے ہیں

ہر چہ خواہی طالب از باہو بیاب اِسمِ باھُو چیست یعنی کج وہاب

ترجمہ:۔ اَے طالب! تُو جو کچھ بھی چاہے باھو سے طلب کر۔ کیونکہ اسم باھُو اُلٹا اور معکوس وہاب ہے یعنی اِسم باھُو رحمتہ اللہ علیہ کو اگر اُلٹ دیا جائے تو اِسم وہاب بن جاتا ہے یعنی فقیر باھو رحمتہ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ کے انوار ذات اور صفات میں فنا اور بقا کُلّی حاصِل کر چکا ہے اور اس کی صفت وہّابیت سے موصوف ہے۔ آپ کے اسم باھو رحمتہ اللہ علیہ کے عدد بحساب ابجد چودہ (۱۴) ہوتے ہیں۔ اِسی عدد کے حساب سے چاند مکمل ہو کر بدر بن جاتا ہے اور انسان کا بچہ سن بلوغت اور شباب کو پہنچتا ہے اور یہ عدد کائنات کے سات (۷) انواع کا دُگنا ہے اور اگر اسی چودہ (۱۴) کو دُگنا کیا جائے تو چاند کی اٹھائیس (۲۸) تاریخ اور حُروف تہجی کے اٹھائیس (۲۸) حُروف بن جاتے ہیں کیونکہ چاند کی تیس (۳۰) تاریخوں میں دو دن چاند غائب رہتا ہے اور وہ محسوب نہیں ہوتے اور حُروف تہجی کے تیس (۳۰) حُروف ہیں۔ ہمزہ اور الف اور ل اور لا ایک شمار ہوتے ہیں باقی اصلی

حُروف اٹھائیس رہ جاتے ہیں۔ غرض اس پاک اسم کے اسرار اور معارف اگر شمار کئے جائیں تو ایک دفتر بن جائے گا۔ آپ کے اسم مبارک میں اللہ تعالیٰ کے اسمائے عظّام کی سی تاثیر اور برکت پائی جاتی ہے کیونکہ جو فقیر اللہ تعالیٰ کے انوارِ ذاتی میں فناء اور بقاء کلّی حاصل کر لیتے ہیں ان کے اسماء میں بھی اللہ تعالیٰ کے اسم اعظم کی سی تاثیر پائی جاتی ہے چنانچہ حضرت پیر محبوب سُبحانی قدس سِرّہٗ فرماتے ہیں اِسمِیْ کَالْاِسْمِ الْاَعْظَمِ یعنی میرے اسم میں اسم اعظم کی سی تاثیر ہے اور ایک قصیدے کا بیت ہے

وَذِکْرِی جِلَا الْاَبْصَارِ بُعْدَ غِشَائِھَا

یعنی میرے ذکر سے آنکھیں روشن ہوتی ہیں جب کہ ان پر غفلت کے پردے پڑ جائیں۔ سو حضرت سُلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کے اِسم باہُو قدس سرّہٗ میں نہایت عجیب تاثیرات دیکھنے میں آئی ہیں بلکہ بعض ازلی فضلی طالبانِ صادق اس اسم مبارک کے خالی سُننے سے آپ کے والہ اور شیدائی بن جاتے ہیں۔ کئی حاسد کور چشم ہمارے اس بیان کو ہماری خوش اعتقادی پر محمول کریں گے لیکن منصف مزاج اور سلیم العقل اصحاب جب کبھی اس اسم مبارک کے غیر معمولی تلفظ اور ذو معنی معانی پر ناقدانہ اور مُنصفانہ نظر ڈالیں گے تو اس اسم کی تاثیر اور برکت سے انکار نہیں کریں گے اور یقیناً اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ یہ اسم واقعی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعلام حق اور الہام مطلق کا نتیجہ ہے بلکہ بعض طالبوں پر تو صرف اسم پاک باہو کے سُننے سے ہی وجد طاری ہو جاتا ہے اور ان کا لطیفۂ قلب اسم یا باہُو حق باہو سے جاری ہو جاتا ہے۔

جمالِ حُسنِ یُوسف را چہ میدانند اخوانش زلیخا را پرس از وے کہ صد شرح و بیاں دارد

ترجمہ:۔ یوسف علیہ السلام کے حسن و جمال کو اسکے بھائی کیا جانیں، اس کے متعلق زلیخا سے پوچھ جو ہزاروں خوبیاں بیان کر ڈالے۔

بعض خشک مزاج ظاہربین بے یقین لوگ لفظ ''حق باہُو'' سُننے سے آتش زیر پا ہو جاتے ہیں اور جھٹ کہنے لگ جاتے ہیں کہ معاذ اللہ یہ کفر کا کلمہ ہے یہ محض ان کی غلط فہمی اور نادانی ہے۔ یہاں پر ہم اس کلمے کی تشریح کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ سو کلمۂ ''حق باہو'' کے اندر لفظِ

حق یہاں اللہ تعالیٰ کے معنی میں استعمال نہیں ہوتا بلکہ لفظِ حق اس جگہ راست، درست، صحیح اور سچ مچ کے معنی اور مفہوم میں استعمال ہوا ہے۔ جو لفظ باطل کی ضد ہے یعنی سچ مچ باھو باخدا ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ میرا یہ قول حق ہے یعنی سچا اور درست ہے۔ سو یہاں حق باھو بھی اِسی معنی میں استعمال ہوتا ہے کہ سچ مچ باھُو اسم با مسمّیٰ یعنی باخدا اور خدا سے واصل ہے۔ آپ نے ایک کتاب میں اس بات کی پیشین گوئی بھی فرمائی ہے چنانچہ آپ فرماتے ہیں

از قبرِ باھو ھو بر آید حق بنام　　　ذاکراں را اِنتہا ھُو شُد تمام

یعنی باھُو کی قبر سے بھی اُس کے نام باھو کے ساتھ حق کے نعرے نکلیں گے۔

چنانچہ آج تک تین سو سال کے بعد آپ کی یہ پیشین گوئی لفظ بلفظ صحیح اور درست ثابت ہو رہی ہے۔ اللہ اللہ کیا ہی مبارک اور مؤثر نام ہے کہ محض سُنتے ہی دِل میں گڑ جاتا ہے۔ دانا اور زندہ دل آدمی کو اِسم کے روزن سے باغ مسمےٰ کی بُو آ جاتی ہے۔ قیاس کُن زِ گلستانِ من بہارِ مرا

ابیات مؤلّف' فقیر نور محمد سروری عفی عنہ

اللہ اللہ اِیں چہ باھُو باخُدا　　　من نمے بینم ز حق باھُو جُدا

اللہ اللہ اِیں وہاب کج نگر　　　بر دِلم ثبت است کالنقش الحجر

اللہ اللہ اِیں چہ اِسمِ نازنیں　　　کس ندارد در جہاں نامِ چنیں

اللہ اللہ اِیں چہ نامِ پُر اثر　　　اِیں چنیں اِسمِ نمے دارد بشر

سِرّ ھُو باھو ست باھو سِرّ ھُو　　　سر بسر باھو ست باھو ھُو بھُو

باھو بایک نقطہ یا ھُومے شود　　　خاکِ باھو صاف بُوئے بُو دہد

جسمِ باھو غرق دریا ھُو شدہ　　　بائے دریا گشت ھو باھو شدہ

اسم باھو اِسمِ اعظم واں یقیں　　　ہائے ھُو دو چشمِ باھو عین بیں

تُو چہ دانی سِرّ باھو با صفا　　　ہست باھو سِرّ اسرارِ خُدا

منزلِ او ہست بیرُوں از گماں　　　مے کُند پرواز اندر لامکاں

نیم نظرش بہتر از صد آفتاب پیشِ او صد سنگ دِلہا گشت آب
نیم نظرے گر کُند سُوئے دلے نعرۂ ہُو ہُو کشد چوں قمرئے

ترجمہ:۔اللہ! اللہ! باھو کا خدا سے وصال، میں حق کو کبھی باھو سے جدا نہیں دیکھتا۔اللہ! اللہ! ایسا بخشش کار، جس کی عطا میرے دل پر پتھر پر لکیر کی طرح ہے۔اللہ! اللہ! ایسا دلربا نام، دنیا میں ایسا نام کسی کا نہیں۔اللہ! اللہ! ایسا پر تاثیر نام، ایسا نام تو کسی اور انسان کا نہیں ہے۔ھو کا رازدار باھو ہے اور باھو ھو کا رازدار باہو، ھو سراسر ایک ہے ایک دوسرے سے جدا نہیں۔باھو ایک نقطہ لگانے سے یاھو ہو جاتا ہے، باھو کی خاک پاکیزہ اور صاف خوشبو والی ہے۔باھو کا جسم ھو کے دریا میں غرق ہے دریائے معرفت کی با، باھو کی شکل میں عیاں ہوگئی۔باھو کا اسم، اسم اعظم جان، ھو کی ہاء باھو کی دو آنکھیں ہیں۔عین الیقین رکھ۔تو باھو کے راز کو کیا جان سکتا ہے، باھو تو اللہ کے رازوں میں سے ایک راز ہے۔باھو کی منزل گمان کی سرحدوں سے وراء ہے۔وہ تو لامکان کے پر کشش ہے اندر پرواز کرتا ہے اس کی ادھوری نظر سینکڑوں آفتابوں سے بڑھ کر ہے، اس کے روبرو ہزاروں سنگ دل پانی ہو گئے۔اگر وہ نیم باز آنکھوں سے کسی دل کی طرف دیکھ لے، تو دل قمری کی طرح ھوھو کرنے لگ جاتا ہے۔

بچپن کے حالات

اپنے شیخ حضرت محبوب سُبحانی قدس سِرّہٗ کی طرح آپ بھی مادرزاد ولی اللہ تھے اور بچپن ہی سے آپ کے وجود مسعود سے ذاتی انوار کی تجلّیات اور بجلیاں نمودار تھیں چنانچہ جب آپ اپنے شہر میں چلنے پھرنے کی عُمر کو پہنچے تو جب کبھی گلیوں اور بازاروں میں جا نکلتے اور خاص وقت میں جب کہ اللہ تعالیٰ کے نام کی بجلی کی رو اللہ تعالیٰ کے ذاتی پاور ہاؤس سے آپ کے دِل اور دماغ کے بلبوں میں سے چمک اُٹھتی۔ایسی حالت میں ہندو یا سکھ غیر مُسلم کی نظر آپ پر پڑتی اور آپ اُس کی طرف دیکھتے تو وُہ بے اختیار کلمہ پڑھنے لگ جاتا اور مُسلمان ہو جاتا چنانچہ جب کئی غیر مُسلم اِس طرح مُسلمان ہو گئے تو شہر کے ہندو اکٹھے ہو کر آپ کے والدِ ماجد کی خدِمت میں عرض گذار

ہُوئے کہ دایہ وقت بے وقت آپ کے فرزند کو بازار اور گلیوں میں لے جاتی ہے۔ ان کے لئے وقت مقرر ہونا چاہیئے چنانچہ آپ کے والدِ ماجد نے ایسا ہی کیا۔ شہر کے ہندوؤں نے پنچایت کر کے نوکر مقرر کر لیے اور ان کو بازار اور اپنی گلیوں کے دونوں سروں پر بطور پہرہ دار بٹھا دیا تا کہ جب کوئی شخص لڑکے کو اِدھر لائے یا خود لڑکا ادھر آئے تو ہندوؤں کو اطلاع کر دی جائے تا کہ وُہ اپنے مکانوں اور دکانوں کے اندر رُوپوش ہو جائیں۔ آپ کے متعلق مشہور ہے کہ ابتداء سے لے کر انتہا زندگی تک جب کبھی آپ کی نظر کسی غیر مُسلم پر پڑی ہے۔ اُس کی زبان پر بے اختیار کلمہ جاری ہو گیا ہے اور وہ مسلمان ہو گیا ہے چنانچہ آپ اپنی کتاب میں فرماتے ہیں۔

''نیم نظرم بہتر از صد آفتاب'' یعنی میری آدھی نظر سو آفتاب سے زیادہ بہتر ہے چنانچہ آج تین سو سال گذر جانے پر اِس گئے گذرے زمانے کے اندر آپ کی تُربت مبارک کا یہ حال ہے کہ شمع طُور کی طرح دن رات ذاتی نور سے شعلے مارتی ہے اور طالبانِ حق مست ہو کر اُس پر پروانوں کی طرح گرتے ہیں۔ کتنا ہی مُردہ دِل اور غافل آدمی کیوں نہ ہو۔ آپ کے مزار مبارک پر نظر پڑتے ہی بے اِختیار ذکر اللہ اور کلمۂ طیّب سے دل گویا ہو جاتا ہے۔

مزار مقدس اور ظہورِ نور

آپ کا مزار مبارک دریائے چناب کے کنارے ایک گاؤں میں ہے جو آپ ہی کے اسم مبارک یعنی موضع سلطان باہُو سے موسُوم ہے اور تحصیل شور کوٹ ضلع جھنگ پنجاب میں واقع ہے زیارت گاہِ خواص وعوام اور مرجع و ماوائے جملہ انام ہے۔ آپ کی تُربت اِس دَورِ غفلت اور زمانۂ ظلمت میں طالبانِ حق کے مسمُوم قلوب کے لئے تریاق اکبر اور اکسیر اعظم کا حکم رکھتی ہے ہزارہا خوابیدہ غافل قلوب آپ کی نظرِ فیض اثر سے بیدار ہوئے ہیں اور بے شمار مُردہ قلوب آپ کے دم مسیحائی سے زندۂ جاوید ہو کر مشرّفِ دیدار ہوئے ہیں۔ لاکھوں سعادت مند زائرین ہر سال آپ کے مزار مبارک پر دُور دور سے آتے ہیں اور اپنے ظرف اور استعداد کے مطابق ظاہری و باطنی فیوُضات پاتے ہیں۔ اکثر ایک ہی رات یا زیادہ سے زیادہ تین شبانہ روز کے اندر اپنے دِلی

مقصد اور مرادوں کے مطابق بعض عوام خواب کے اندر، خواص مراقبے میں اور خاص الخاص عالمِ بیداری میں طرح طرح کی بشارتیں اور اشارات پاتے ہیں اور آپ کے وسیع خوان کرم سے بہرہ یاب ہو کر جاتے ہیں۔ ان لوگوں پر سخت افسوس ہے جو اولیاء اور انبیاء کو مُردہ خیال کرتے ہیں اور ان کے مزارات کو بتوں سے تشبیہ دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مُردے نہیں سُنتے اور دلیل میں یہ آیت پیش کرتے ہیں کہ

اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ۝

(سُورۃ النمل: آیت ۸۰)

ترجمہ:۔ بیشک آپ نہیں سناتے مُردوں کو اور نہیں سناتے بہروں کو پکار جب وہ پیٹھ پھیرے جا رہے ہوں

یعنی ''اے میرے نبی تو مردوں تک اپنی آواز نہیں پہنچا سکتا اور نہ بہروں کو اپنی ندا سُنا سکتا ہے جب کہ وُہ مُنہ موڑ کر اُلٹے پاؤں آپ سے جا رہے ہوں۔'' سو یہ آیت خود ان نفسانی مُردہ دِل لوگوں کے حق میں اُتری ہے جو حق سے رُوگردان ہو جاتے ہیں اور ان کے دل سینوں کے اندر جامد پتھر کی طرح مُردہ اور بے حس ہیں۔ اگر یہ اہل قبور کے بارے میں ہوتی تو اللہ تعالیٰ اِذَا وَلَّــوْا مُــدْبِــرِيْــن ان کی رُوگردانی بیان نہ فرماتا اور کسی ولی یا نبی کی قبر کو ہرگز بُت پرستوں کی مُورتیوں سے تشبیہ نہیں دی جا سکتی۔ ورنہ پھر تو خانہ کعبہ اور حجرِ اسود بھی بُت خانے سمجھے جائیں گے، ہم ظاہر بین بے یقین مادہ پرست لوگوں کو دلائل سے قائل نہیں کر سکتے اور نہ اس لمبی طویل بحث میں پڑنا چاہتے ہیں۔ ہم اپنی آنکھوں کو کسی کی زبانی قیل و قال سے ہرگز نہیں جھٹلا سکتے کیونکہ ہم نے ہزارہا دفعہ اہل قبور رُوحانیوں سے ہوش اور حواس کی حالت میں مُلاقات کی ہے اور اُن سے فیوُضات اور برکات حاصِل کی ہیں ''شنیدہ کے بود مانندِ دیدہ۔'' حاسد کور چشم لوگوں کی پھونکوں سے اللہ تعالیٰ کے یہ نوری چراغ ہرگز نہیں بجھتے بلکہ حاسد خود مٹ جاتے ہیں اور یہ نوری ستُون کبھی نہیں مٹتے

مِٹ گئے، مِٹتے ہیں، مِٹ جائیں گے اعدا تیرے
نہ مِٹا ہے نہ مِٹے گا، کبھی چرچا تیرا

خصُوصاً حضرت سُلطان العارفین قدس سرّہٗ کا تو معاملہ دُنیا سے نرالا ہے۔ آپ اپنی

قبر سے طالبوں اور مُریدوں کو اس طرح توجہّ کرتے ہیں کہ گویا قبر سے ایک آفتابِ عالمتاب جلوہ نما ہے جس کے نور کی ذاتی کرنیں مشرق سے مغرب تک پھیلی ہوئی ہیں۔ اگر باور نہ ہو تو محرم کی آٹھویں (۸)، نویں (۹) اور دسویں (۱۰) تاریخ پر آ کر مزار کو دیکھیں کہ کس طرح اس میں سے اِس ذاتی نُور کا آفتاب طالع ہو کر جگمگ جگمگ کر رہا ہے اور لوگوں کے سینوں کو روشن اور منور کر رہا ہے لوگ اس شمع طوری پر پروانوں کی طرح گرتے ہیں اور وجد کرتے ہیں۔ آپ کا تصرف اور فیض قبر میں زندہ ولیوں سے افزوں تر اور تیز تر ہے کیونکہ ذاتی فقراء کے لئے موت وحیات اور ظاہر و باطن بالکل برابر ہے۔ بارہا آزمایا گیا ہے کہ ہمارے دِل میں کسی بات کا خیال گذرا ہے اور آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فوراً باطن میں اس کا جواب صاف طور پر دے دیا ہے۔ یہ فقیر ابتداء طلب میں بے شمار مزاروں پر پھرا ہے لیکن جو ذاتی نور اور لازوال فیض آپ رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پُر انوار سے نمودار اور جلوہ گر ہوتے دیکھا ہے کہیں اس کا شمہ اور ذرہ بھر بھی نظر نہیں آیا۔

چراغِ مُردہ کی زِندہ آفتاب کجُا
ببیں تفاوتِ راہ از کجا است تا بکجُا

ترجمہ:۔ بجھا ہوا چراغ کہاں، جیتا جاگتا آفتاب کہا۔ دیکھو تو ان راہوں میں کتنا فرق ہے۔

اللہ اللہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کے مزارِ پُر انوار کی فیوضات اور برکات کا کیا کہنا ہے قبر نہیں بلکہ ایک تنور ہے جس سے رُوح نُوح کا ایک طُوفانِ فیضان وعرفان بپا ہے جو ہر کہ ومہ کو غرق کئے جاتا ہے۔

ابیات مؤلّف

تُربتِ باھُو چو کوہِ طُور داں — مُوسیا بر خیز نُورے شدعیاں
ھُو برآید دم بدم از خاکِ اُو — ھُو کند ھُو ھُو کند خاشاک او
از در و دیوار باھُو د مبدم — ھُو برآید لیک دارد گوش کم
مُردہ پیراں خاک اندر خاک شد — زندہ باھُو پاک بر افلاک شُد
مے نماید مُردہ باھو مُردہ را — زندہ دِل بیند باھُو با خُدا

پُر ہوا سر آگہِ یاہُو نہ شُد تا گدائے درگہِ باہُو نہ شُد

دست چُوں در دامنِ باہو زدم محرم دل واقفِ یاہو شدم

مدُتے شدتشنہ لب گردیدامے العطش باہر نفس نالیدمے

شربتِ شیریں مراباہو چشاند اسمِ اللہ ہمچوگل در دِل نشاند

ازخُمِ میمِ محمد ﷺ داد جام پختہ شد ازعشِق مارا جانِ خام

اِسمِ اللہ در دِلم پیچے خورد طائرِ دِل رخت بر بالا کشد

پیشوائیم شُد محمد ﷺ پیشوا در دِلم اِسمِ محمد ﷺ کرد جا

اِیں ہمہ از فیض باہو یافتم جان و دل قربان باہُوسا ختم

ترجمہ:۔ باہو کی تربت کو کوہِ طور کی طرح سمجھ، اٹھو موسیٰ علیہ السلام نور عیاں ہوگیا ہے۔ آپ کی تربت پر ھو کی آواز آتی ہے، اُس کی قبر کی خاک و خاشاک بھی ھو ھوکر صدادیتی ہے ان کے درودیوار سے ہر آن ھوھو کی آواز آتی ہے لیکن سننے والے کان کم ہیں۔ مردہ پیر مٹی میں مٹی ہوگئے لیکن زندہ باہو آسمانوں کا مکین ہوا مردہ دلوں کو باہو مردہ نظر آتا ہے، زندہ دل باہو کو باخدا دیکھتے ہیں۔ خواہشات کا غلام باھو کے راز سے آگاہ نہیں ہوتا جب تک باہو کے در کا گدا نہ بنے جب میں نے باہو کا دامن تھام لیا میں باھو کا ہم راز ہوگیا۔ ایک مدت تک میں تشنہ لبی میں مبتلا رہا میری ہر سانس پیاس پیاس چلاّتی تھی۔ باھو نے مجھے شیریں شربت پلا دیا اور اللہ کا اسم پھول کی طرح میرے دل میں رکھ دیا۔ مگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مٹکے سے مجھے جام شراب معرفت دیا اور عشق سے میری خام جان پختہ ہوگئی۔ اللہ کا اسم میرے دل میں پیچ وخم کھا رہا ہے اور میرے دل میں اسم محمد نے جگہ بنالی ہے یہ سب کچھ مجھے باھو کے فیض سے حاصل ہوا اور میں نے اپنی جان اور دل باھو پر قربان کردی۔

آپ فرماتے ہیں کہ ''سی سال شد کہ درطلبِ مُرشد گشتم۔'' واکنوں سالہا شد کہ طالبِ ہستم وہیچ طالب برروئے زمین حوصلہ وسیع، لائقِ ارشادوتلقین نمے یابم کہ زکوۃ متبرکات ازنصابِ

بے حسابِ خود بروئے بخش وعطا کُنم وحق حق از گردنِ خود ساقط سازم۔"

ترجمہ:۔ یعنی آپ فرماتے ہیں کہ تیس سال تک مُرشدِ کامل کی طلب میں پھرتا رہا ہوں اور اب بہت سالوں سے طالب صادق بالیقیں لائق ارشاد و تلقین حوصلۂ وسیع روئے زمین پر مجھے نظر نہیں آیا تا کہ میں اپنی باطنی دولت کے بے حساب نصاب سے زکوٰۃ فیض نکال کر اس پر بخشش اور عطا کروں اور اللہ تعالیٰ کا حق اپنی گردن سے ساقط کروں چنانچہ آپ کی تمام عُمر سیر وسفر اور گمنامی میں گذری ہے اور اس زمانے کے رسمی دوکاندار مشائخین کی طرح شہرت اور ظہور سے کوسوں دور بھاگتے رہے ہیں بلکہ بعض دفعہ جب کہ آپ کا وجود مسعود نور حضور سے بھر پور ہوتا اور آپ سے فیضانِ انوار بے اختیار رواں اور نمودار ہوتے تو آپ نہایت حقیر لباس پہن کر اور مکروہ شکل اختیار کر کے اور کاسۂ گدائی ہاتھ میں لے کر در بدر گدا کرتے پھرتے رہے اور اس طرح اپنے آپ کو چھپائے رکھتے چنانچہ آپ ایک جگہ فرماتے ہیں۔ ہَر کسے را مے نمائیم زشت رُوئے۔"یعنی میں ہر شخص کے سامنے اپنے آپ کو بُری شکل میں پیش کرتا ہوں اور دوسری جگہ فرماتے ہیں

نفس را رُسوا کنم من از گدا بر ہر درے قدمے زنم بہر از خُدا

ترجمہ:۔ میں اپنے نفس کو گدا کے روپ میں رسوا کرتا ہوں، ہر دروازے پر اللہ کے لئے جاتا ہوں۔

یعنی"میں اپنے نفس کو گداگری سے رُسوا کرتا ہوں اور محض اللہ تعالیٰ کے امر سے اور لوگوں کو بلا واسطہ فیض پہنچانے کی خاطر ہر دروازے پر جاتا ہوں۔" یہی وجہ ہے کہ آپ کی زندگی کے اصلی حالات بالکل مخفی اور پوشیدہ ہیں اور آپ کے حقیقی حالات معلوم کرنے کے لئے ہمارے پاس سوائے آپ کی تصنیفات اور کتابوں کے اور کوئی ذریعہ نہیں ہے اور اپنی تصنیفات میں آپ نے اپنی ذات کے متعلق یا اپنے مجاہدات، ریاضات اور کشف وکرامات کے متعلق کبھی کوئی ذکر تک نہیں کیا ورنہ آپ کی زندگی کا ہر دم کشف کا گنجینہ اور آپ کا ہر قدم کرامات کا خزینہ تھا۔ آپ نے اپنی زندگی میں نہ پیری مریدی کا سلسلہ جاری کیا ہے اور نہ روضہ، لنگر، خانقاہ، سجادگی اور دُنیوی عزّ وجاہ سے واسطہ رکھا ہے بلکہ ہزاروں طالبوں کو فیض پہنچایا ہے لیکن اپنے آپ کو بیچ میں نہیں

لائے چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔

تا توانی خویش راازخلق پوش　　　　عارفانے کے بوند ایں خودفروش

ترجمہ:۔ جہاں تک ممکن ہو مخلوق سے پوشیدہ رہ، خودنمائی کا شکار کہاں عارف ہوتے ہیں۔

اور دُوسری جگہ فرماتے ہیں۔

از دروں شو آشنا واز بُروں بیگانہ وش　　　　کم بود اندر زمانہ ایں چنیں زیبا روش

ترجمہ:۔ دل سے آشنا، باہر سے بیگانوں کی طرح ہو، ایسے حسین روش والے زمانے میں کم ہوتے ہیں

آپ نے اپنی گمنامی میں اِس قدر مبالغہ اور غلو فرمایا کہ اپنے جسم کے علاوہ اپنی قبر کو بھی شہرت اور ظہور سے بچایا چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔

گم قبر گمنام بے نام ونشاں　　　　جُسہّ را با خود برم در لامکاں

ترجمہ:۔ قبر گم اور نام ونشان بھی گمنامی میں، میں اپنا جسم لامکان میں لے جاؤں گا۔

یہی وجہ ہے کہ ابتداء میں آپ کا مزارِ مُبارک مٹّی کی ایک قبر پائی گئی چنانچہ نہ اس پر کوئی عمارت تھی اور نہ کوئی روضہ وغیرہ بنایا گیا تھا۔ ورنہ ہماری آنکھوں کے سامنے ہی بہت معمولی اور رسمی پیروں کے بڑے عالیشان روضے اور خانقاہیں بن گئی ہیں۔ حالانکہ خُدا جانے وُہ دُنیا سے ایمان سلامت لے گئے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کو آپ کا ظہور منظور تھا اور تمام جہاں میں آپ کے عرفان کا فیضان رواں ہونا مقدر ہو چکا تھا۔ اس لئے آپ کے اس ظہور کے آثار اور اسباب بھی قدرت نے عجیب وغریب طریقے پر ظاہر فرمائے چنانچہ مناقب سلطانی میں مذکور ہے کہ دریائے چناب کے کنارے پرانے زمانے کا قلعہ قعرگاں کچی اینٹوں کا ایک شکستہ قلعہ تھا۔ اسی کے اندر چند دیگر قبروں کے ہمراہ آپ کی قبر موجود تھی۔ جس کا کسی کو پتہ ونشان تک نہ تھا کہ کن لوگوں کی قبریں ہیں ان دنوں دریائے چناب اس قلعے کے بہت قریب آ گیا تھا اور اس قلعے کا بمع اُن قبروں کے دریا بُرد ہو جانے کا خطرہ تھا چنانچہ ایک رات وہاں قریب کے ایک گاؤں میں ایک سیّد صاحِب کو خواب میں آپ نے اپنی قبر کا پتہ دیا کہ اَے گل شاہ میرا نام فقیر باھُو ہے اور اللہ تعالیٰ نے مجھ کو مامور فرمایا

ہے کہ میں قبر سے طالبانِ حق کو باطنی تعلیم اور تلقین کروں اور سلسلۂ رُشد و ہدایت جاری کروں دریا قریب آ گیا ہے اور چند دنوں میں اس قلعے کا مع اِن قبروں کے صفایا ہو جائے گا۔ اُٹھ اور مجھے یہاں سے نکال کر کہیں محفوظ جگہ میری قبر بنا دے۔ کہتے ہیں سیّد صاحب مذکور حسب الارشادِ باطنی آپ کے مع چند رفقاء اُس قلعے کے اندر گئے اور اس قبر کو جس کا آپ نے خواب میں پتہ دیا تھا کھودا لیکن اس میں سے آپ کے جسدِ مبارک کا کوئی سُراغ نہ ملا۔ آخر اُداس ہو کر اپنے گھر آ کر سوئے تو پھر آپ نے اُسے خواب میں فرمایا کہ اَے فلاں! ہمارا جسم تم کو نہیں ملے گا بلکہ تم ایک صندُوق اور تابوت بنا کر رات کو اسی کھودی ہوئی قبر کے قریب چھوڑ جانا صبح کو جب تم یہاں آ ؤ گے تو ہمارے جسم سے اُسے بھاری اور وزنی پاؤ گے۔ پھر اُسے بغیر کھولے بدستور محفوظ جگہ لے جا کر دفن کر دیں چنانچہ شاہ صاحب مذکور نے اسی طرح کیا اور صبح کو جب وہ وہاں گئے تو واقعی اُسے بھاری اور وزنی پایا اور ایک اُونٹنی پر صندُوق مبارک رکھ کر جنوب کی طرف اس ارادے سے روانہ ہُوئے کہ حضرت پیر عبدالرحمٰن صاحِب قریشی کے قبرستان میں اسے دفن کریں جو وہاں سے تقریباً تین چار میل کے فاصلے پر تھا۔ اتفاقاً راستے میں ایک ایسی جگہ تھی جو مدت سے آسیب زدہ اور بھُوتوں جنوں کی جگہ کے نام سے مشہور تھی اور جب کبھی کوئی انسان یا کوئی حیوان اُس جگہ پر ذرا ٹھہر جاتا تو وُہ گھبرا جاتا اور اگر ذرا زیادہ دیر ٹھہرتا تو بے ہوش ہو کر گر پڑتا۔ اس لئے وہاں پھرنے والے چرواہوں اور گڈریوں نے اُس سرزمین کے اردگرد کانٹوں کی ایک مضبوط باڑھ دے رکھی تھی تا کہ کوئی اجنبی انسان یا حیوان بے خبری میں اس آسیب کا شکار نہ ہو جائے غرض جب اُونٹنی اِس باڑھ کے قریب پہنچی تو وُہ خود بخود بیٹھ گئی۔ سیّد صاحِب مذکور اور اُن کے رفیقوں نے اُس اُونٹنی کو بہتیرا ہانکا اور مارا پیٹا لیکن اُونٹنی ٹس سے مس نہ ہوئی۔ آخر اُنہوں نے مشورہ کیا کہ ہو نہ ہو یہ جگہ پہلے بھی محفوظ ہے اور اُونٹنی بھی یہاں سے دُوسری جگہ جانے کے لئے نہیں ہلتی۔ بہتر یہی ہوگا کہ صندُوق کو اسی جگہ سپُرد خاک کر دیں چنانچہ اُن کے اس مشورہ کے طے ہونے کے ساتھ ہی اُونٹنی خود بخود اُٹھ کر اس باڑھ کے اندر چلی گئی اور ایک پاک وصاف جگہ کے پاس بیٹھ گئی۔ سیّد گل شاہ صاحِب اور اُن کے رفقاء

نے اِس واقعہ کو ایک قسم کی تائیدِ غیبی اور کرشمہ ٔ قدرت سمجھ کر بہت خوشی اور خُرمی سے صندُوق مُبارک کو اسی پاک مقدس سرزمین کے اندر سپُردِ خاک کر دیا اور وہاں آپ کا مزار مبارک تیار کر دیا۔ سو اس پاک سرزمین کو اللہ تعالیٰ نے روزِ اوّل سے آپ کے بحرِ فیض کے اجراء اور روانی کے لئے منتخب اور مقررّ فرما لیا تھا اور اُس پر قدرت کے غیبی پہرے بٹھا دیئے تھے تاکہ یہ جگہ ہر قسم کی ظاہری و باطنی نجاست اور حیوانی اور انسانی گندگی، پیشاب اور گوبر وغیرہ سے محفوظ رہے یہی وجہ تھی کہ یہاں سے ہر انسان اور حیوان کو ڈرا کر بھگا دیا جاتا۔ غرض یہاں اس نوری چشمہ ٔ فیض کا اجراء اور ابتداء اس طرح پر ہوئی جو بعد میں بڑھتے بڑھتے ایک دریائے ناپیدا کنار بن گیا چنانچہ جب اس جگہ آپ کا مزار مبارک تیار ہوا تو آپ کی رُوحِ پرفتوح کا آفتاب اُفقِ غیب سے نکل کر یہاں طلوع ہوُا اور اپنی نُوری کرنیں اطراف و اکناف میں پھیلا پھیلا کر لوگوں کے دِلوں کو روشن اور منور کرنے لگا۔

تڑپتا کیوں ہے اَے بُلبل کمال اِتنا تو پیدا کر
کہ تیرا اشک جس جا پر گرے گلزار ہو پیدا

بعدہ ٗ آپ کی قلمی فارسی کتب وتصنیفات جو آپ کے جسم واسم اور آپ کے مزار کی طرح پردہ ٔ گمنامی اور خمول میں مختلف شہروں کے اندر بعض لوگوں کے پاس پڑی ہوئی تھیں منصہ ٔ شہود پر ظہور پذیر ہونے لگیں۔ جب طالبانِ حق کو کتابوں کے اس گنجِ بے بہا کا پتہ لگا تو اس کی طلب وتلاش میں دُور دُور سفر کیئے اور اُنہیں ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر خوب نقل کیا اور دن رات ان کے مطالعہ میں سرگرم ہو گئے۔ حضرت سُلطان العافین قدس سِرّہ ٗ کو جب دُنیا میں جیسا کہ آپ کی تحریر سے واضح ہے کوئی طالب حوصلہ وسیع لائق تلقین نہیں ملا تو آپ نے اپنی باطنی دولت اور رُوحانی نعمت کو کتابوں کی صُورت میں قلمبند اور مدوّن کر لیا اور یوں باطنی فیض کا عام دسترخوان طالبوں اور سالکوں کے لئے قیامت تک بچھا دیا اور صلائے عام دے دی کہ جس کا جی چاہے آئے اور اس نعمت غیر مترقبہ اور گنجِ بے پایاں کو لُوٹے۔

حضرت سُلطان العارفین قدس سِرّہ ٗ کا مزار پُرانوار ڈیڑھ صدی تک وہاں مرجعِ

انام رہا اور خلقِ خُدا وہاں سے فیوض ربانی حاصل کرتی رہی۔ پھر دریائے چناب بالکل قریب آ گیا اور ایک دفعہ پھر یہ خطرہ لاحق ہوُا۔ کہیں اس کی روانی اور سیلاب مزارِ مقدس کو نقصان نہ پہنچائے۔ تائید ربّانی خلق خدا کے شامل ہوئی اور بارگاہِ ایزدی سے سُلطان نور احمد رحمۃ اللہ علیہ کو القاء ہوا کہ مزارِ مبارک کو وہاں سے موجودہ مقام پر منتقل کریں اور اب یہ موجودہ مقام جہاں حضور کا مزار مبارک ہے گویا تیسرے مقام پر ہجری ۱۳۳۶ میں تعمیر ہوُا ہے۔

تصنیفات کا حال

آپ کو ظاہر علمِ چنداں نہیں تھا۔ اوائل عُمر ہی سے بسبب ہجومِ واردات غیبی و کثرت فتوحات لاریبی آپ کو ظاہری کسبی علوم کی تحصیل کی فرصت نہیں ملی چنانچہ آپ ایک کتاب میں فرماتے ہیں کہ من و محمد عربی ﷺ ہر دو امّیؔ بودہ ایم۔ "یعنی میں اور محمد عربی ﷺ ہر دو امّیؔ اور بے پڑھے ہوئے ہیں اور نیز دُوسری جگہ فرمایا ہے کہ ایں فقیر را ظاہری علم چنداں نبود اما از واردات و فتوحات علمِ باطنی چنداں علوم کشاد کہ برائے اظہار آں دفترہا باید اما بزرگان قَلَّ و دَلَّ فرمودہ اند۔

اگر چہ نیست مارا علمِ ظاہر　　　زعلمِ باطنی جاں گشتہ طاہر

ترجمہ:۔ اگر چہ ہمارے پاس ظاہری علم نہیں ہے، باطنی علم سے ہماری رُوح پاکیزہ ہوگئی ہے۔

مارا مکاشفات و تجلّیات انوارِ ذات الٰہی فراغت و فرصت کسب علم ظاہری و ورد و وظائف نہ داد، کہ ہر وقت باستغراق دریائے ژرف توحید مستغرق مے مانیم۔ یعنی اس فقیر کو علم ظاہری حاصل کرنے کا چنداں موقع نہیں ملا لیکن بذریعہ واردات غیبی اور فتوحات لاریبی ہم پر اس قدر علوم کُھلے کہ ان کے اظہار کے لئے بے شمار دفتر چاہئیں لیکن بزرگوں نے فرمایا کہ بات عمدہ وہ ہے کہ قَلَّ و دَلَّ ہو۔ یعنی الفاظ اور عبارت مختصر ہو لیکن اِس کے مطالب اور معانی زیادہ اور بکثرت ہوں اگر چہ ہمیں علم ظاہری حاصِل نہیں ہے تاہم علمِ باطنی سے ہمارا دل اور ضمیر آئینۂ حق نما کی طرح روشن اور منور ہوگیا ہے چنانچہ علوم ظاہری و باطنی بذریعہ انعکاس اِس میں سما گئے ہیں، ہمیں مکاشفات اور تجلّیاتِ انوار ذات کے سبب علم ظاہری کے حصُول کا موقع نہیں ملا اور نہ ہمیں ظاہری

وردووظائف کی فرصت ملی ہے کیونکہ ازل سے ابد تک ہر وقت اور ہر لحہ توحید کے دریائے ژرف و عمیق میں مستغرق رہے ہیں۔'' کہتے ہیں کہ آپ نے ایک سو(۱۰۰) سے متجاوز کتابیں علمِ تصوف میں تصنیف فرمائی ہیں۔ منجملہ اُن کی تقریباً بڑی چھوٹی چالیس (۴۰) کتابیں قلمی بزبانِ فارسی راقم الحروف نے بھی جمع کیں اور بہت سال اپنے ہاتھ سے انہیں لکھتا رہا ہوں۔ اس فقیر کو علمِ دینیات اور خصوصاً علمِ تصوف کا بہت وسیع مطالعہ رہا ہے اور اس بارے میں ہر زبان کے جملہ متقدمین اور متاخرین سالکین اور مشائخین کی تصانیف کو ایک ایک کر کے دیکھا اور پڑھا ہے لیکن جو تاثیر اور برکت حضرت سُلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کی کتب میں پائی ہے۔ دیگر تصانیف سے کہیں اس کی بو بھی نہیں آئی ہے۔ اللہ شاہد حال ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مصنّف علیہ الرحمۃ کی رُوح پُر فتوح کتاب کے حروف اور عبارت میں اس طرح جاری اور ساری ہے کہ محض کتاب کے پڑھنے سے اہلِ مطالعہ کے دل میں آپ رحمتہ اللہ علیہ کی توجہ کا نُور برق بُراق کی طرح بے واسطہ متجلّی ہو جاتا ہے اور اہل مطالعہ کو بے ریاضت مقام راز میں اور بلا مجاہدہ مرتبۂ مشاہدہ میں پہنچا دیتا ہے کیا ہی خوش قسمت ہے وہ زبان جو اس زبان حق ترجمان سے گویا ہے اور کیا ہی مبارک ہیں وُہ کان جو اس القاءِ حق سُبحان سے شنوا ہیں اور سعادتمند ہے وُہ آنکھ اور دل جو اس سخنِ کُنہ کُن اور علم من لدُن سے بینا اور دانا ہے

ابیات مؤلف

مُرشدِ ما پیرِ باھُو بے مثال	مثلِ او ہرگز ندیدم باکمال!
نُورِ اِسمین است در عینینِ اُو	دولتِ دارین در کفّینِ اُو
شاہدِ ذات است در آغوشِ اُو	قلزمِ قلب است دریا نوشِ اُو
بادۂ عشق است اندر جامِ اُو	بہتر از صد پختگان یک خامِ اُو
ماہتابِ دِیگراں شُد ناپدید	آفتابش دائما اندر مزید
خام گوید خام تصنیفاتِ او	پختگاں دانند از لذّاتِ او
معرفت را سہل وآساں ساختہ	خام مسکہ در عسل انداختہ

ہر چہ گفتہ عین گفتہ عین حق — عارفاں گیرنداز خوش سبق

ہر کتابِ اوست مُرشد راہبر — ہست دروَے نورِ باہُو مستتر

سطرِ اُو سِرّ یست ازاسرارِ حق — مخزنِ اسرارِ مولیٰ ہر ورق

حرفِ اُودُرّیست از علمِ لدُن — ہر سخن سر یست از اسرارِ کُن

جاہل ارخواند شود عالم کمال — عالم ارخواند شود صاحب وصال

مُردہ دِل را زندگی بخشد دوام — زندہ دِل را قرب بخشد لاکلام

دولتِ دارین شد محتاج را — زوگدائے یافت تخت وتاج را

سالکاں را رہ نماید پیش پیش — نوش دارو ہست بر دِلہائے ریش

ہست حضرِ راہ ہر گم گشتہ را — رہ کشاید ہر یکے رہ بستہ را

کفرِ سی (۳۰) سالہ بر فتم از درُوں — نیم نظرے پیر کامل کرد چوُں

شِرکِ دیرینہ بر فتم از وجود — یک نگاہے پیرِ کامل چوُں نمود

شہسوارے کرد چوُں برمن نظر — زندہ گشتم جاودانی چوُں خِضر

زندہ کردی زندہ باشی تاابد — نورُ کردی نور باشی باحد

دائماً ممنوُنِ اِحسانِ تو ام — من غلام وبندہ فرمانِ توام

رحمت والطاف از تو دیدہ ام — میوہ ہا از گلشنِ تو چیدہ ام

گلشنت ماموُن بادا ازخزاں — گلبنت شاداب بادا درجناں

رونقِ بازار تو بادا ے کریم — بر سرِ طوُرِ تو آئیم چوں کلیم

در پئے نورِ ہُدٰ ے گردیدہ ام — بر سر طوُ رِ مزارت دیدہ ام

نورِ تو بادا مزید اندر مزید — فیض تو بادا چوں باراں بر مُرید

اَے خُدا مقبول بادا ایں کلام — اِیں دُعائے پیر باہُو والسّلام

ترجمہ:۔ میرا مرشد پیر باھو بے مثال ہے میں نے اُس جیسا باکمال نہیں دیکھا۔ اسم اللہ اور

اسمِ محمد ﷺ کا نور اس کی دونوں آنکھوں میں ہے اور دونوں جہان کی دولت اس کے ہاتھوں میں ہے ذات الٰہی کا محبوب اسکی آغوش میں ہے اور اسکے قلب کا قلزم دریا نوش کرنے والا ہے عشق کی شراب اسکے جام میں ہے اور سو پُختہ لوگوں سے اس کا ایک خام بہتر ہے دوسروں کے چاند چھپ گئے مگر اس کا آفتاب دائمی طور پر مزید چمک رہا ہے۔ جو لوگ خود خام ہیں وہ آپکی تصانیف کو خام کہتے ہیں اور پختہ کاران کی تصانیف کی لذت سے واقف ہیں۔ آپ نے معرفت کو آسان بنا دیا گو یا شہد میں ملا دیا ہے۔ آپ نے جو کچھ کہا عین اور حق کہا۔ عارف لوگ ان سے اچھا سبق حاصل کرتے ہیں۔ آپ کی ہر کتاب راہبر مرشد کی طرح ہے اور اس باھو کا نور پوشیدہ ہے۔ آپ کی کتاب کی ہر سطر اسرارِ حق کا بھید ہے اور اس کا ورق اسرارِ مولےٰ کا خزانہ ہے اور اس کا ہر حرف علمِ لدنی کا موتی ہے اور آپ کی اور اس کا ہر بات کُن کے اسرار کا بھید ہے اسے اگر جاہل پڑھے تو باکمال عالم بن جائے اور عالم پڑھے تو صاحبِ وصال ہو جائے۔ مردہ دل کو دائمی زندگی بخشے اور زندہ دل کو بیشک اللہ کا قرب عطا کرے۔ محتاج کے لئے دولت دارین ہے۔ گداگروں نے اس سے تخت و تاج حاصل کر لیا۔ سالکوں کی رہنمائی کرے اور زخمی دلوں کے لئے نوش دارو (تریاق) ہے۔ ہر گمراہ کے لئے خضرِ راہ ہے اور ہر بھٹکے ہوئے کو راستہ دکھاتا ہے تیس سالہ کفر میرے اندر سے نکل گیا جب پیر کامل نے مجھ پر نظر ڈالی۔ شرک میرے وجود سے غائب ہو گیا پیر کامل نے جب ایک نگاہ مجھ پر ڈالی۔ شہسوارِ فقر نے جب مجھ پر نظر ڈالی تو میں خضر کی طرح زندۂ جاوید ہو گیا۔ اے مرشد تو نے مجھے زندہ کر دیا تو ابد تک زندہ رہے تو نے مجھے منور کر دیا تو اللہ کے ساتھ منور ہو جائے میں ہمیشہ کے لئے تیرے احسان کا ممنون ہوں۔ میں تیرا غلام اور فرماں بردار ہوں۔ میں نے آپ سے رحمت اور لطف و کرم دیکھا ہے اور آپکے گلشن سے میں نے پھل کھائے ہیں۔ آپ کا گلشن خزاں سے محفوظ رہے اور آپ کا باغ جنت میں شاداب رہے۔ اے کریم تیرے بازار کی رونق برقرار رہے اور میں تیرے طور پر کلیم کی طرح آؤں۔ نور ہدایت حاصل کرنے پھرتا رہا ہوں اور اسے میں نے تیرے مزار کے طور پر دیکھا تیرا نور زیادہ ہوتا ہے اور تیرا فیض بارش کی طرح ہر

مرید پر برستا رہے۔ اے خدا میرا یہ کلام اللہ کی بارگاہ میں منظور ہو جائے۔ پیر باھو سے میری یہی دعا ہے والسلام۔

واضح ہو کہ آں حضرت رحمتہ اللہ علیہ کی تصنیفات کی عبارت بہت سلیس وسادہ ہے اور بعض خشک مزاج عالمِ بے عمل ظاہری علم پر مغرور اور حقیقت حال سے کوسوں دُور اُسے خامی سے منسوب کرتے ہیں لیکن یاد رہے کہ اس خامی کے اندر وہ حق الکلامی پنہاں ہے جس کا ہر حرف لفظ اور سطر سراسر نور ہے کیونکہ اِس کی عبارت حضرت تلمیذ الرحمٰن کی زبان حق ترجمان سے مذکورہ ہے اور خدا اور رسُولِ خدا کے حضور پُر نور سے دوام منظور ہے۔

آں حضرت قدس سرّہٗ کو بذریعہ کشفِ غیبی معلوم تھا کہ آخر زمانہ میں قحط الرّجال ہوگا اور مُرشدِ کامل دُنیا میں عنقا مثال ہوگا۔ اس لئے آپ نے اس پچھلے تاریکی اور آخری ظلمت کے زمانے کے لئے اپنے گنجِ معرفت اور کنزِ توحید کو کتابی صُورت میں نمودار کر کے رکھ دیا چنانچہ ہر کتاب کے اندر ایک مُرشدِ کامل کا نور مستوُر ہے اور وہ نور بالکل وسیلۂ مشاہدۂ ذات اور ذریعۂ حضوری بزمِ حضرت سرورِ کائنات ﷺ گویا کلید نور وحضور ہے۔ اگر طالبِ صادق بالیقین صِدق اور اخلاص سے دن رات اس کو اپنے مطالعہ میں رکھے گا اور اُسے اپنا راہبر، پیشوا اور وسیلہ بنائے گا تو ان شاء اللہ بہت جلدی اپنی دلی مُراد پائے گا۔ آمنّا وصدّقنا

یہ فقیر متواتر تیس سال تک آپ رحمتہ اللہ علیہ کی فارسی کتابوں کو اپنے ہاتھ سے لکھتا رہا ہے چنانچہ ہر کتاب کو بار بار لکھا ہے اور دن رات مطالعہ کرتا رہا ہے لیکن کتابوں کی نسبت ادب اخلاص اور صدق یقین کا یہ عالم تھا کہ اس طویل عرصے میں نہ کبھی کتاب کو بے وضو لکھا ہے اور نہ بے وضو ہاتھ لگایا ہے اور کتاب کی تاثیر اور برکت کا یہ حال تھا کہ دن کو جو عبارت لکھی ہے یا پڑھی ہے اور اس میں فقر اور معرفت کا جو مقام بیان ہوا ہے وہی حالت اور وہی کیفیت رات کو قلب اور قالب میں جاری اور ساری ہو گئی ہے اور وہی مقام کھل گیا ہے۔ کبھی کوئی ایسی عبارت نہ لکھی ہے اور نہ پڑھی ہے جس کا اُسی وقت فوری اثر نہ ہوا ہو اور ان کتابوں کے اندر ایک ایسا لازوال ذاتی نور مستور ہے کہ اب بھی

جس وقت کتاب کا مطالعہ کیا جاتا ہے تو بالکل نئے انوار اور اچھوتے اسرار کا انکشاف ہوتا ہے۔

نہایت افسوس ہے کہ حضرت سُلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کی کتابیں پہلے محض دولت دُنیا فراہم کرنے کی خاطر نا اہلوں نے غلط ترجمہ کر کے کتابوں کی حقیقت اور اصلیت کو مسخ کر ڈالا ایسے شہباز بلند پرواز عارف کے کلام کے انداز کو طالبِ دُنیا مگس اور غلیواز خاک سمجھتے ہیں۔

مصحف رُخوں کے چھونے کی جو آرزُو کرے
پہلے وُہ آبِ دیدۂ تر سے وُضو کرے

فقر اور معرفت کے حقائق جاننا اور انہیں بیان کرنا کوئی خالہ جی کا گھر نہیں ہے اور نہ زبانی کسی علم سے باطنی اسرار معلوم ہوتے ہیں اور نہ حال کی باتیں اہل قال بیان کر سکتے ہیں۔

بعض لوگ چند روز بطور تجربہ و آزمائش کتابوں کا مطالعہ کرتے ہیں اور جب کوئی فوری اثر نہیں دیکھتے تو سمجھتے ہیں کہ کتابوں کے مطالعہ کی تعریف میں مبالغے سے کام لیا گیا ہے اور بد اعتقاد ہو کر کتاب کا مطالعہ چھوڑ دیتے ہیں۔ ایسے نفسانی وقتی غرض مند طالبوں کے لئے معرفت کا باطنی راستہ ہرگز نہیں کُھلتا بلکہ اس راستے میں وہی طالب منزل مقصود کو پہنچ سکتا ہے جس کی ہمت آسمان کی طرح بلند جس کا عزم پہاڑ کی طرح راسخ اور جس کا صبر اور تحمل زمین کی طرح پائدار ہو جو دریا کی طرح دِن رات اس راستے میں رواں اور دواں رہے اور کبھی کسی وقت واپس مُڑنے کا نام نہ لے۔ بھوک، فقر فاقہ، رنج زحمت اور جو مصیبت اور آفت سامنے آئے وُہ اس کے قدم کو متزلزل نہ کر سکے اور نہ اس کی چال کو روک سکے۔ مست اُونٹ کی طرح کانٹے اور جھاڑیاں کھائے اور بوجھ اٹھائے۔

تا مست نگردی نکشی بارِ غمِ عِشق آرے شُترِ مست کشد بار گراں را

ترجمہ: جب تک مستی میں نہیں پڑو گے عشق کا بوجھ نہیں اٹھا سکو گے، مست اونٹ ہی بھاری بوجھ اٹھاتا ہے۔

یہ راستہ پُر رنج و کشالہ ہے نہ کہ خانۂ مادر و خالہ ہے۔ نہ یہاں ناز نعمت اور لذیذ غذا

اور چرب نوالہ ہے۔ جو بچپن سے ناز و نعمت میں پلے ہوں جو دن رات عیش و عشرت میں بسر کرتے ہوں اور ہر وقت خواب وخوران کا مشغلہ ہو۔ ایسے گاؤ خر حیوانوں کے لئے دُنیا کی چراگاہیں موجود ہیں۔ اُنہیں اللہ تعالیٰ کی پاک مقدس بارگاہ سے کیا کام جن کے قلوب جیفۂ دُنیا کا مسکن ہوں اور جہاں ہر وقت دینوی خیالات اور خطرات کے کُتے دوڑ رہے ہوں۔ وہاں فرشتوں اور نوری لوگوں کا دخل نہیں ہوسکتا لَا تَدْخُلُ الْمَلٰٓئِکَۃُ فِیْ بَیْتِ الْکَلْبِ غرض اللہ تعالیٰ کا راستہ امتحان اور آزمائش کا ہے نہ کہ راحت اور آسائش کا۔

نازپروردِ تنعّم نہ بُرد راہ بدوست　　　　عاشقی شیوۂ رندانِ بلاکش باشد

ترجمہ:۔ ناز و نعمت میں پلے ہوئے دوست کا راستہ نہیں پاسکتے۔ عشق حقیقی کرنا ان رندوں کا کام ہے جو جفاکش ہوتے ہیں۔

اگر تو اپنی طلب میں صادق ہے تو حضرت سُلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کی کوئی صحیح فارسی کتاب یا اس کا صحیح ترجمہ دن رات صدق اور اخلاص سے مطالعہ کیا کر اور اسے اللہ تعالیٰ کے قربِ معرفت اور مشاہدۂ دیدار اور حضوری بزم حضرت احمد مختار ﷺ کے لئے وسیلہ اور ذریعہ بنا ان شاء اللہ تو بہت جلدی اس گوہر مقصود سے اپنا دامن بھر لے گا اور جو کچھ تیرے دل میں ہے وہ ضرور جلدی یا بدیر حاصل کر لے گا۔ آج کے رسمی رواجی اور ریا کار دکاندار پیروں کے دروازوں پر عُمر گرانمایہ ضائع کرنے اور ناقص مُرشدوں کی تمام عُمر کی جان توڑ خدمت سے ان کتب کا ایک ہفتے کا صحیح مطالعہ بہتر ہے۔

یہاں پر ہم حضرت سُلطان العارفین قدس سِرّہٗ کی کتب متبرکہ کا تھوڑا سا مختصر حال بطور مُشتے نمونہ از خروارے آپ کی کتابوں سے اور آپ رحمتہ اللہ علیہ کی اپنی زبانِ حق ترجمان سے نقل کر کے ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں۔ خوش نصیب، سعادت مند، سلیم العقل اور منصف مزاج اصحاب ان مختصر عبارتوں سے ان پاک تصانیف کی حقیقت اور اصلیت معلوم کرلیں گے مفصلہ ذیل عبارتیں آپ کے نہایت نادر، جامع اور انتہائی معارف اور اسرار پر مشتمل کتاب

مسمیٰ ''نورُ الہدیٰ'' کلاں سے نقل کی گئی ہیں۔ اس کتاب کا اردو ترجمہ اور اصل فارسی متن بھی اس فقیر نے چھپوا کر شائع کیا ہے عبارتیں حسب ذیل ہیں۔

۱۔ ہر کہ ایں کتاب را با خلاص و با یقیں و با اعتقاد شب و روز در مطالعہ آوردہ مے خواند۔ واقف اسرار گردد۔ آں را احتیاج تعلیم و تلقین مُرشدِ ظاہر نماند۔ ایں کتاب وسیلہ ورسانندہ بمعرفت الی اللہ خدا وشرف حضوری بخشندۂ مجلسِ حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ خلق را رہنما و باطن صفا لیکن طالب باید اہل مطالعہ صادق الارادت با ادب و باحیا۔

۱۔ (ترجمہ) جو شخص اس کتاب کو اخلاص، یقین اور اعتقاد سے دن رات مطالعہ کر کے پڑھا کرے گا وُہ شخص واقف اسرار ہو جائے گا۔ اسے ظاہر مُرشد کی تعلیم و تلقین کی حاجت نہیں رہے گی یہ کتاب اللہ تعالیٰ کی معرفت کا وسیلہ اور اس کی ذات تک پہنچانے والی ہے اور مجلس حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کے حضور کا شرف بخشنے والی ہے۔ ایسا شخص خلق کا رہنما اور باطن صفا ہو جاتا ہے لیکن اہل مطالعہ طالب کو چاہیئے کہ صادق الارادت باادب اور باحیا ہو۔

۲۔ ایں کتابِ اسرار لوحی را اگر ناقص خواند بمرتبۂ کامل رسد و اگر کامل خواند عاملِ کُل گردد۔ و اگر عامل کُل خواند مکمل گردد و اگر مکمل خواند اکمل گردد۔ و اگر اکمل خواند جامع مُرشد صاحبِ جمعیت گردد و اگر جامع خواند سلطان الوہم فقیر برکونین امیر الہدیٰ ے گردد کہ مرتبۂ اودر وہم و فہم نگنجد لا حد و لاعدّ ایں کتاب مجموع الجمعیت کُل الکلید است۔ ہر قفل مطالب را کہ طالب مے اندزد، واسازد وہمہ متاع بکشاید۔

۲۔ ترجمہ:۔ اِس کتاب اسرار الوحی کو اگر ناقص شخص پڑھے گا کامل ہو جائے گا اور اگر کامل شخص پڑھے گا، عامل کُلّ ہو جائے گا اور اگر عامل کُلّ پڑھے گا مکمل ہو جائے گا اور اگر مکمل پڑھے گا اکمل ہو جائے گا اور اگر اکمل پڑھے گا جامع مُرشد صاحبِ جمعیّت ہو جائے گا اور اگر جامع پڑھے گا سُلطان الوہم فقیر کونین امیر نُو رالہدیٰ ہو جائے گا کہ اس کا مرتبہ وہم اور فہم سے بالاتر اور حد اور حساب سے بیرون تر ہو جائے گا۔ یہ کتاب تمام جمعیتوں کی جامع اور تمام چیزوں کی کنجی ہے جس قفل میں طالب ڈالے گا اسے کھول لے گا اور ہر متاع حاصل کر لے گا۔

۳۔ صاحب تصنیف علم تصوّف کو چاہیئے کہ اوّل ہر علم اور عمل کو اپنے قبضہ اور تصرف میں لا کر معائنہ تجربہ اور آزمائش کر لے تاکہ اس علم سے کسی کو پریشانی حاصل نہ ہو اور نہ کوئی رجعت کھائے بعدہٗ ایسی کتاب لکھے جانے اور تصنیف و تالیف کے قابل ہوتی ہے چنانچہ میں نے پہلے تصوّرِ اسم اللہ ذات اور رقوتِ ظاہر توفیق اور باطنی تحقیق کے ذریعے اپنے علم کا مطالعہ اور اس علم کا مقابلہ اور تکرار حضرت محمد رسُول اللہ ﷺ اور جملہ اصحاب کبار کے ہمراہ اور جُملہ انبیاء اور اولیاء اللہ اور جملہ مجتہدین سے کر کے باطن میں ہر ایک کے حضور میں کتاب لے جا کر اس کی نظر میں کتاب کو منظور کرایا اور ہر ایک سے حکم اور اجازت لے کر بعدہٗ کتاب کو خلقت میں شائع کیا۔

۴۔ جان لے اَے طالب! کہ اس تصنیف علم تصوّف ربانی کے کلمات اور عبارتیں جو شخص پڑھے گا وُہ کُن کی کُنہ تک بے شک پہنچ جائے گا اور اس تصنیفِ علمِ تصوف کی گویائی کی تاثیر طالب کو حاصل ہو جائے گی۔ روشن ضمیر بینائی، قلب کی صفائی، رُوح کی یکتائی اور سِرّ کی راہنمائی اس تصنیف علم تصوف کے قیل و قال سے پڑھنے والا فوراً حضُور میں پہنچ جائے گا اور مشاہدۂ معرفت اور قرب معراج وصال اُسے حاصل ہو جائے گا اور تماشۂ کونین سے واقف احوال ہو جائے گا۔ مذکورہ بالا عبارتیں محض لاف و گزاف اور مبالغہ آمیز باتیں نہیں ہیں بلکہ ٹھوس حقیقتیں ہیں۔ اگر کوئی شخص صدِق دل اور اخلاص و یقین اور ادب و احترام سے متواتر شب و روز کتاب کا مطالعہ کرتا رہے گا وہ ضرور اپنی دِلی مُراد کو پہنچ جائے گا۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ کی بیعت

آنحضرت قدس سِرّہٗ العزیز کو باطن میں حضرت محمد رسُول اللہ ﷺ نے بیعت فرمایا ہے اور آپ رحمتہ اللہ علیہ کو اویسی طور پر آنحضرت ﷺ سے فیض، تلقین اور ارشادِ باطنی حاصل ہوُا ہے آپ رحمتہ اللہ علیہ کتاب امیر الکونین میں ارشاد فرماتے ہیں کہ عرصہ تیس (۳۰) سال تک مُرشد کامل کی طلب میں جا بجا پھرتا رہا ہوں چنانچہ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اس طویل مدّت میں بے شمار مُرشدوں کو دیکھا ہے اور ان میں سے اکثر کاملین و عارفین کی صُحبت میں رہے ہیں اور اُن کی دِل و

جان سے خدمت کی ہے اور ان سے فیوٗضات اور برکات حاصل کی ہیں چونکہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کو ذاتی نور کی طلب تھی اور محض اللہ تعالیٰ کے دیدار اور مشاہدہ کے مُشتاق تھے۔اس لئے اس زمانے کے اسمائی، صفاتی اور افعالی انوار اور تجلّیات سے آپ رحمتہ اللہ علیہ کی تسکین خاطر نہیں ہوسکی چنانچہ آپ رحمتہ اللہ علیہ ایک اپنے پنجابی دوہے میں فرماتے ہیں۔

ترک دُنیا دی جداں کیتو سے تداں فقر ملیو سے خاصہ ہُو
راہ فقر دا تداں ملیو سے جداں ہتھ پکڑیو سے کاسہ ہُو
دریا وحدت دا نوش کیتو سے اجے جی پیاسہ ہُو
راہ فقر رت ہنجوں روون باھُو اتے لوکاں بھانے ہاسہ ہُو

یعنی ''جس وقت ہم نے دُنیا کو ترک کیا۔تو ہمیں خاص فقر تب حاصل ہوا اور فقر خاص الخاص کا راستہ ہم پر تب کھلا۔ جب ہم نے کاسۂ گدائی ہاتھ میں لے کر نفس کو در بدر ذلیل کیا اور ہم وحدت اور معرفت کا سارا دریا پی گئے لیکن پھر بھی ہماری پیاس نہیں بجھی۔اَے باھُو فقر دن رات عشق اور درد محبت سے خون کے آنسو رونا ہے۔لوگوں نے اُسے کھیل تماشہ سمجھ رکھا ہے۔''

آخر اس ذاتی نور کی صادق طلب اور تلاش نے آپ رحمتہ اللہ علیہ کو اس سالارِ سالکاں سرورِ دو جہاں اور سید انس و جان ختم الانبیاء احمد مجتبےٰ حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی ذات مجمع جمیع انوار اسماء و صفات تک پہنچادیا اور اس بحرِ انوارِ ذات میں سے ایک بڑا حصّہ وافر حاصل کیا اور نورِ مطلق ہوکر فقر کے ایسے بلند ترین مقام پر فائز ہوئے جہاں سے اُوپر اور کوئی مقام باقی نہ رہا اور جہاں پر کوئی بزرگ اور ولی آپ رحمتہ اللہ علیہ کا ہمسر اور برابر نہ رہا چنانچہ آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

جائیکہ من رسیدم اِمکاں نہ ہیچ کس را
شہبازِ لا مکانم آں جا کجُا مگس را
عرش و قلم و کرسی کونین رہ نیا بد
فرشتہ ہم نگنجد آنجانہ جا ہوس را

ترجمہ:۔ جس جگہ میری رسائی ہے وہاں کسی کی رسائی کا امکان نہیں۔ میں لامکان کا شہباز ہوں وہاں مکھی کا کیا کام۔عرش، قلم، کرسی کونین کی وہاں رسائی نہیں۔ وہاں کسی فرشتے کی رسائی نہیں وہاں ہوس کی رسائی کا کیا معنی؟

آں حضرت قدس سِرّہ' کو خود آنحضرت محمد مصطفٰے ﷺ نے باطن میں دست بیعت فرمایا اور سیدۃ النّساء حضرت فاطمۃ الزّہرا رضی اللہ عنہا اور حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ' نے آپ رحمتہ اللہ علیہ کو نوری حضوری فرزند بنایا جیسا کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں

دستِ بیعت کرد مارا مُصطفٰے (ﷺ) فرزندِ خود خوانداست مارا مجتبٰے
شُد اِجازت باھُو را از مصطفٰے (ﷺ) خلق را تلقین بکُن بہر از خُدا
خاک پائیم از حسین واز حسن معرفت گشت است برمن انجمن

ایک دُوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں

فرزندِ خود خواندہ است مارا فاطمہ معرفت فقر است برمن خاتمہ

آپ رحمتہ اللہ علیہ پہلی بار حضرت سرورِ کائنات ﷺ کے حضور میں شرف باریابی حاصل کرنے کا قصّہ یوں بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ بچپن ہی میں ایک وجیہہ بارُعب نورانی شخص گھوڑے پر سوار میرے سامنے آئے اور مجھے ہاتھ سے پکڑ کر اپنے پیچھے گھوڑے پر بٹھا دیا اور گھوڑے کو ایڑی لگا کر اُڑا دیا۔ میں نے اُس سوار سے پُوچھا کہ آپ کون ہیں؟ اور مجھے کہاں لے جا رہے ہیں۔ اُس نے کہا کہ میں علی ابن ابی طالب ﷺ ہُوں اور میں تجھے بزمِ حضرت سرورِ کائنات ﷺ میں پیش کرنے کے لیے جا رہا ہوں کیونکہ آنحضرت ﷺ نے تم کو یاد فرمایا ہے بس تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ مجھے حضرت سرورِ عالم ﷺ کے دربارِ پُرانوار میں پیش کر دیا۔ اُس وقت بزمِ نبوی ﷺ جُملہ انبیاء مُرسلین اور تمام اصحاب کبار خصُوصاً چار یار اور پنجتن پاک اور حضرت شاہ محی الدین قدس سِرّہ' اور کُل اولیاء کرام سے پُر تھی۔ آنحضرت ﷺ آفتابِ عالمتاب کی طرح کرسئ صدارت پر جلوہ افروز تھے اور باقی خاصان اور پاکان درگاہ نظامِ شمسی کی طرح آپ ﷺ کے

اِردگرد اپنے اپنے مخصوص مقام پر جلوہ گر تھے۔ حضرت سرورِ عالم ﷺ اِس فقیر کو دیکھ کر خوش وقت ہوئے اور مجھے گود میں لے کر سب حاضرینِ مجلس سے یُوں گوہر فشاں ہوئے کہ یہ فقیر باہُو رحمتہ اللہ علیہ ہمارا نوری حضوری فرزند ہے اور سب حاضرینِ مجلس سے اِس فقیر کو رُوشناس فرمایا اور خصوصاً چار یار نے مجھے باری باری گود میں بٹھایا پنجتن پاک اور حضرت شاہ محی الدین رضی اللہ عنہم نے کمال شفقت اور محبت پدرانہ کا اظہار فرمایا اور اپنی توجہّ اور فیض سے مشرّف اور سرفراز فرمایا۔

ایک دُوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اثناء عرصہ طلب وتلاش میں دوسری دفعہ ایک دن حضرت علی المرتضیٰ شیرِ خدا کرم اللہ وجہہٗ نے دستگیری فرما کر مجھے سرورِ کائنات ﷺ کی بزمِ خاص میں حاضر فرمایا جس وقت یہ فقیر آں حضرت ﷺ کے حضور میں پیش ہوا تو آنحضرت ﷺ نے متبسّم ہو کر اپنا دست مبارک اِس فقیر کی طرف بڑھایا اور ارشاد فرمایا۔ خُذْیَدِیْ یَا وَلَدِیْ ۔یعنی اَے میرے فرزند! میرا ہاتھ پکڑ چنانچہ اِس فقیر نے حضور ﷺ کے دستِ مُبارک کو بوسہ دیا اور آپ کے پاک ہاتھوں میں اپنا ہاتھ دیا۔ اُس وقت آں حضرت ﷺ نے اِس فقیر کو خاص طور پر دست بیعت فرما کر اپنی توجہّ اور نگاہِ خاص سے سرفراز فرمایا۔ بعدہٗ میرا ہاتھ حضرت پیر محبوبِ سُبحانی قُطبِ ربانی غوثِ صمدانی حضرت شاہ محی الدین شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی قدس سِرّہٗ کے ہاتھ میں دے کر انہیں خطاب فرمایا کہ یہ ہمارا خاص نوری حضوری فرزند فقیر باہُو رحمتہ اللہ علیہ ہے۔ اسے آپ اپنے طریقے میں تلقین اور ارشاد فرمائیں چنانچہ حضرت پیر دستگیر قدس سِرّہٗ نے بھی تلقین وارشاد فرما کر اپنے باطنی فیض سے مالا مال فرمایا۔ بعدہٗ جُملہ انبیاء و مُرسلین اور اصحاب کبار خصوصاً چار یار اور پنجتن پاک اور جملہ اولیاء کاملین حاضرین نے باری باری سے اس فقیر کو سینے سے لگایا اور اپنے فیض سے مشرّف اور بہرہ یاب فرمایا۔ بعدہٗ حضرت سرورِ کائنات ﷺ نے مجھے فرمایا کہ اَے فرزند باہُو رحمتہ اللہ علیہ! خلق خُدا کے ساتھ امداد کر۔ آخری زمانے میں بے مُرشد اور بے پیر بھُولے بھٹکے طالبوں کی رہنمائی کر چنانچہ آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

بے مُرشداں رامُر شدم من از خُدا　　　　بے پیراں راپیریم من از مصطفےٰ ﷺ

قادری کامل مرا باہُو خطاب　　　　باہُو در ہُو گم شُدہ شُد بے حجاب

ترجمہ:۔ میں اللہ کی طرف سے بے مرشدوں کا مرشد ہوں، مصطفیٰ ﷺ کی جانب سے بے پیروں کا پیر ہوں۔قادری باکمال ہوں باہو میرا خطاب ہے، باہو، ہو میں گم ہے، بے حجاب نہیں ہوا۔

چنانچہ حضرت سُلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کو دست بیعت اویسی طور پر حضرت سید الانبیاء محمد مصطفےٰ ﷺ سے حاصل ہوئی اور حضرت پیر دستگیر محبوب سُبحانی قدس سِرّہٗ نے ہی آپ کو تعلیم و تلقین باطنی فرمائی۔ اِس سُلطان وحید الزمان اور شہباز لامکان کا درجہ اور شان وہم وگمان سے باہر ہے۔

ہمارے آقائے نامدار احمد مجتبےٰ حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کا قیامت تک قرآنِ کریم ایک معجزۂ جاریہ ہے۔ اسی واسطے قرآن کے ہر جملے اور فقرے کو آیت کہتے ہیں اور آیت معجزہ کو کہتے ہیں۔قرآن کریم کے معجزہ ہونے کی دلیل خود اُس کا وجود ہے ''آفتاب آمد دلیلِ آفتاب'' اس سے زیادہ بھاری دلیل اور کیا ہوسکتی ہے کہ قرآن کریم دعویٰ کرتا ہے کہ اگر یہ کلام اللہ کی طرف سے نہیں ہے تو تم سب جن وانس جمع ہوکر اس جیسا ایک کلام بنالاؤ۔ نہ آج تک کوئی ایسا کرسکا اور نہ کرسکے گا بلکہ اس معجزے کا اکمل ترین اور اعلیٰ ترین پہلو یہ ہے کہ ایسا بے مثل کلام ایک اُمی اور ان پڑھ شخص سے کسی طرح صادر نہیں ہوسکتا بلکہ اس قسم کے ایک جملے، فقرے اور ایک چھوٹی آیت کا بھی صدور اور ظہور ناممکن ہے دیگر قُرآن کریم کے غیر مخلوق اللہ تعالیٰ کے نوری کلام ہونے کے دوشاہد ہیں ایک تاثیر، دوم تفسیر، تاثیری گواہ تو یہ ہے کہ قرآن کریم کی ایک چھوٹی سی آیت کو صدق اخلاص اَدب اور پاکی سے پڑھتے رہو۔ وہ تھوڑی مدت میں اپنی تاثیر دکھادیتی ہے۔ پڑھنے والے کے باطن کو پاک اور منور کردیتی ہے بلکہ اُسے ذات متکلم کے انوار میں غرق کردیتی ہے دوم تفسیری گواہ یہ ہے کہ اس غیر مخلوق ذاتی کلام کے حقائق اور معانی لازوال اور اس کے اسرار اور معارف لامحدود ہیں جتنا زیادہ پڑھتے اور غور کرتے جاؤ۔ نئے نئے غیر مختتم اسرار اور معانی کھلتے ہیں۔

حضرت سُلطان العارفین قدس سرّہٗ کی تصانیف مبارکہ میں یہی رنگ جلوہ گر ہے آپ ایک دفعہ کتاب کو صدق، اخلاص اور ادب سے پڑھتے جائیں فوراً خود بخود دِل روشن اور منور ہونے لگ جاتا ہے۔ دیگر جو خالص منتہیٔ فقر آں حضرت قدس سِرّہٗ نے اپنی کتابوں میں بیان فرمایا ہے دیگر کسی بزرگ اور شیخ نے یہ فقر بیان نہیں کیا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی تصانیف سراسر الفاظِ نوری اور کلمات حضوری پر مشتمل ہیں۔ پس ہمارے نزدیک تو آپ رحمتہ اللہ علیہ کے سب سے بڑے مناقب اور کشف وکرامات آپ کی کتابیں ہیں جنہیں ہر شخص قیامت تک اپنی عقل اور فہم کے معیار اور کسوٹی پر پرکھ سکتا ہے۔ جس کور چشم شقی ازلی کو آپ کی کتابوں پر یقین نہیں آتا وہ یقیناً معرفت سے بے نصیب اور کم طالع ہوتا ہے اور یہ اُس کی تہی دستی اور حرمان کی علامت ہے چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ ''ہماری کتاب معرفت سے ازلی محروم اور کور چشم شوم کو ہرگز پسند نہیں آئے گی'' ظاہری عالموں اور شاعروں کی تصنیفات کی زیب وزینت اور رفصاحت و بلاغت محض الفاظ اور عبارت کے چھلکے میں ہوا کرتی ہے نہ ان میں معرفت کا اصلی مغز اور نہ حقیقت کا جوہر ہوتا ہے لیکن اہل اللہ فقراء کاملین کا کلام الہامِ آسمانی اور القائے رحمانی ہوتا ہے وہ صاحبِ استعداد ازلی فضلی طالب کے دل میں روحانی جوش اور باطنی جذبہ پیدا کرتا ہے سو حضرت سُلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کے کلام کو اوّل سے آخر تک پڑھتے جاؤ۔ اس میں کوئی فلسفیانہ پیچیدگیاں یا شاعرانہ رنگینیاں نہیں ہیں بلکہ ٹھوس آسان فیض اور سادہ سہل فضل ہر جگہ نمایاں ہے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی تصنیفات ایک نہایت نرالے فقر اور انتہائی تصوف کی حامل ہیں۔ جو آپ رحمتہ اللہ علیہ سے پہلے گویا ایک رازِ سربستہ کی طرح خال خال فقراء کاملین کے سینوں میں مخفی چلا آتا تھا اور محض سینہ بسینہ توجہ بتوجہ اور نظر بہ نظر خاص الخاص صاحب استعداد طالبانِ حق کو ملا کرتا تھا۔ یہ وہ علم ہے جس کا تخم ازل سے کسی نبی یا ولی کے سینے میں ڈال دیا جاتا ہے۔ بعدہٗ آبِ حیات توجہّ ونُورِ نظر سے سینچا جاتا ہے ظاہری علم اور مادی عقل اس علم کے ادراک اور سمجھ سے کوتاہ ہے۔ یہ علم وہ ہے جس کا مظہر انبیاء و اولیاء کے معجزات اور کرامات ہیں۔ سو اہل مطالعہ کو چاہیئے کہ کتاب پڑھتے وقت دِل کو اس وسوسۂ شیطانی

سے پاک و صاف رکھے اور یہ خیال نہ کرے کہ معاذ اللہ یہ مقامات اور مراتب جو حضرت سُلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں بیان فرمائے ہیں ان کا حصول ناممکن اور محال ہے لہٰذا یہ مست مجذوب لوگوں کی شطحات کی طرح سُکر کا کلام ہے لیکن حاشا و کلا ایسا ہرگز نہیں ہے۔ حضرت سُلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ نے جو کچھ اپنی کتابوں میں بیان فرمایا ہے اسے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا اور صحیح طور پر آزمایا ہے چنانچہ آپ اپنی تصانیف میں ہر جگہ یہی ارشاد فرماتے ہیں کہ ''ایں قالِ من بر حالِ من'' کَفیٰ عِلْمُہٗ بِحَالِیْ یعنی میری یہ قیل وقال میرے اپنے حال پر دال ہے۔ میرے اس حال کا شاہد وہ ذاتِ ذوالجلال ہے۔

آپ کا طریقہ صحو اور شریعت کا ہے چنانچہ آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں

ہر مراتب از شریعت یافتم　　پیشوائے خود شریعت ساختم

ترجمہ:۔ میں نے ہر مرتبہ اور مقام شریعت سے پایا ہے، میں نے شریعت کو اپنا رہنما بنایا ہے۔

نیز فرماتے ہیں کہ اگر کوئی فقیر ایک سرِ مُوئے خلافِ شرع کرے اُسی وقت سلب ہو کر رجعت کھاتا ہے۔ ایک اور جگہ فرماتے ہیں کہ جس وقت فقراء حضرت سرورِ کائنات ﷺ کی مجلس منور میں حاضر ہوتے ہیں۔ جب نماز کا وقت آتا ہے تو اس وقت حضور ﷺ پر نور سے حکم ہوتا ہے کہ جو اولیاء اللہ حاضر مجلس قید حیات میں ہیں وہ جا کر ظاہری نماز ادا کریں ورنہ حضور سے سلب ہو جائیں گے۔

لہٰذا ہمارے پاس حضرت سُلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کے کشف و کرامات کے دو بڑے مظہر ہیں۔ ایک آپ رحمتہ اللہ علیہ کا مزارِ مقدس جو کوہِ طُور کی طرح اللہ تعالیٰ کے انوارِ کی آماجگاہ ہے۔ دوم آپ کی تصانیف جن میں انوارِ معرفت اور توحید کے دریائے ناپیدا کنار بہا دیئے گئے ہیں۔ بہت لوگ بزرگوں کے کشف و کرامات بیان کرنے میں مبالغے اور غلو سے کام لیتے ہیں۔ معترضین یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ یہ سب جھوٹ ہے لہٰذا ہم ایسے کشف و کرامات کو بیان کرنا بے سود سمجھتے ہیں صحیح کشف و کرامت وہ ہے جو انسان کے منہ پر پکار کر بولے اَلْحُسْنُ مَا شَھِدَتْ بِہِ الْاَعْدَآءُ ۔ یعنی حُسن وُہ ہے کہ دُشمن اور بدخواہ بھی دیکھ کر عش عش کرتے رہ

جائیں۔ سوزِ حُسن اور ملاحت ہمارے پیشوا سُلطان العارفین قدس سرّہٗ العزیز کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کے دربارِ پُر انوار کے ذرّے ذرّے سے نمودار ہے چنانچہ آپ کے دربار میں حاضر ہوتے ہی ہر شخص کا دِل بے اختیار اللہ اللہ کرنے لگ جاتا ہے سب دُنیوی اور نفسانی خیالات دِل سے کافور ہو جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے شوق اور محبت کا جذبہ دِل میں بھڑک اٹھتا ہے اور یہی جی چاہتا ہے کہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر بس اللہ کا ہو رہے۔

کشف و کرامات

کشف و کرامات دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک ظاہری، مادی اور صُوری اور دوم باطنی روحانی اور معنوی، عوام ظاہر بین لوگ پہلے قسم کے ظاہری کشف و کرامات کو مانتے اور اہمیت دیتے ہیں لیکن خواص دُوسری قسم کی باطنی کرامتوں کو قدر اور وقعت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں کیونکہ ظاہری کشف و کرامات مداری، جوگیوں اور کافر مُشرک اہلِ استدراج سے بھی ظاہر ہو سکتی ہیں۔ مثلاً ہوا میں اُڑنا پانی پر تیرنا آگ میں گھسنا، کسی چیز کو گُم کر دینا یا پیدا کر دینا۔ کسی کو جنونیت سے بیمار اور دیوانہ کر دینا یا کسی بیمار کو اچھا کر دینا۔ کشف جنونی سے غیب کی باتیں بتانا۔ غرض اس قسم کے ہزاروں کشف و کرامات ہو سکتے ہیں۔ جو عالم ناسوت میں ایک نفسانی آدمی ریاضت اور مجاہدے سے بذریعہ موکل جنات اور ارواح خبیثہ عوام لوگوں کو دکھا کر انہیں فریفتہ اور حیران کر سکتا ہے فقیر اہل اللہ لوگوں کے نزدیک یہ مداریوں کے کھیل ہیں چنانچہ فرماتے ہیں۔ ''اگر بر ہوا پری مگسی، واگر بر آب روی خسی، واگر دِل مرد ماں مسخر گردانی اہل ہوسی، یعنی اگر تو ہوا پر اُڑ جائے تو مکھی ہے اور اگر پانی پر تیر جائے تو تنکے کے برابر ہے اور اگر عوام لوگوں کے دلوں کو اس قسم کے کشف و کرامات کے ذریعے مسخر کرے تو اہل ہوس ہے۔'' لیکن معنوی کشف و کرامات یہ ہیں کہ کسی جاہل کو ایک ہی نگاہ سے عالم بنا دے اور غافل اللہ تعالیٰ سے بیگانہ شخص کو ایک ہی نظر سے بیدار کر کے اللہ تعالیٰ کا یگانہ بنا دے۔ یا مُردہ دِل کو ایک ہی توجہ سے زندہ دل اور روشن ضمیر کر دے کہ اس کا دل اللہ اللہ کرنے لگے۔ یا اگر کافر صد سالہ کی طرف نگاہ کرے اُسی وقت کلمہ پڑھ کر خالص مومن

مسلمان بنا دے۔ اگر ایک دُنیا دار کی طرف جذب توجہ سے متوجہ ہو جائے، اسی وقت تارک فارغ بنا دے اور اگر چاہے ہزار طالبوں کو ایک دم میں بے رنج و ریاضت اللہ تعالیٰ کے مشاہدہ اور دیدار میں غرق کردے کہ ابدالآباد تک مست الست اور غرق مشاہدۂ دیدار رہ جائے اور اگر چاہے ہزار ہا طالبوں کو ایک ہی نگاہ سے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے حضور میں پہنچا دے اور ہمیشہ کا حضوری بنا دے چنانچہ اس طرح کشف و کرامات بے شمار ہیں۔ اس طرح کے معنوی ہزار ہا کشف و کرامات سے ہمارے حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ کی زندگی کا ہر دم اور ہر قدم معمور اور لبریز رہا ہے اور آج آپ رحمتہ اللہ علیہ کے مزار اور دربار پُر انوار کے ہر ذرے سے نمودار ہیں اور آپ رحمتہ اللہ علیہ کی پاک نُوری تصنیفات کے حرف حرف سے پیدا اور ہویدا ہیں لیکن ظاہری اور مادی کشف و کرامات کے اظہار سے خواص اہل اللہ سخت متنفر اور بیزار ہیں اور انہیں عورتوں کے حیض اور نفاس کی طرح چھپانے اور دبانے کی کوشش کرتے ہیں چنانچہ حضرت سُلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ اس قسم کے کشف و کرامات کی سخت مذمت فرماتے ہیں کہ

خاک را با نظر کردم سیم و زر　　　　ایں مراتب چیست یعنی گاؤ خر

ترجمہ:۔　میں مٹی پر نگاہ ڈال کر اسے سونا بنا سکتا ہوں لیکن یہ مراتب جانوروں کے ہیں

یعنی آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نظر سے مٹی کو سونا بنا لیتا ہوں لیکن یہ گاؤ خر کا مرتبہ ہمیں منظور نہیں ہے۔ دیگر آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عیسےٰ علیہ السلام قُم بِاِذْنِ اللہ کہہ کر مُردہ کو زندہ کر دیتے تھے۔ پھر وہ چند پہر اور چند روز کے بعد مر جایا کرتے تھے لیکن ہم اُمت محمدی ﷺ کے عیسیٰ دم اولیاء جس مُردہ دل کو اسم اللہ ذات کی توجہ سے ایک ہی نگاہ سے زندہ کر دیتے ہیں وہ ابدالآباد تک زندۂ جاوید ہو جاتا ہے اور ہرگز نہیں مرتا۔ دیگر آپ رحمتہ اللہ علیہ اسی رسالہ روحی میں فرماتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام نے رویت اور لقاء کی آرزو کی۔ اللہ تعالیٰ نے ایک صفاتی تجلّی کوہِ طُور کے ہزاروں مادی کثیف پردوں کے اندر لپیٹ کر آپ علیہ السلام کی طرف ڈالی لیکن آپ علیہ السلام اُس تجلّی سے بے خود ہو کر تین دن رات بے ہوش پڑے رہے لیکن ہم اُمّت محمدی ﷺ کے فقراء

خاص پر ایک ہی دم اور طرفتہ العین کے اندر ستر ہزار بار اللہ تعالیٰ کے دیدار کی ذاتی تجلّیات نازل ہوتی ہیں اور وُہ ہر دم ھَلْ مِنْ مَّزِیْدٍ (سورۃ ق: آیت ۳۰) فرماتے ہیں۔ یعنی اے اللہ تعالیٰ! تجلّیات زیادہ فرما۔ سو حضرت سُلطان العارفین کے ظاہری مادی کشف و کرامات بیان کرنا آپ رحمتہ اللہ علیہ کی شان کی ہتک کرنا ہے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی نسبت مشہور ہے اور آپ رحمتہ اللہ علیہ کی کتابوں میں بھی یہ بات مذکور ہے کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ ہمیشہ سیر و سیاحت میں رہا کرتے تھے۔ ہم آپ رحمتہ اللہ علیہ کی چند ایسی معنوی کرامات بطور مُشتے نمونہ از خروارے بیان کرنے پر اکتفا کرتے ہیں جن کی صحت اور صداقت آپ کی تصانیف سے ثابت ہوتی ہے۔

سفر دہلی و اورنگزیب عالمگیر

آپ رحمتہ اللہ علیہ ایک دفعہ دہلی تشریف لے گئے تھے۔ وہ روز جمعہ کا تھا اور دہلی کی مسجد لوگوں سے کھچا کھچ بھری ہوئی تھی اور عالمگیر اورنگ زیب بادشاہ بمع سب اپنے اُمراء وزراء اور اراکین و مصاحبین مسجد میں موجود تھے۔ حضرت سُلطان العارفین قدس سِرّہٗ سب سے پیچھے مسجد کے ایک گوشے میں کالی کملی اوڑھے ہوئے بیٹھ گئے چنانچہ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے آنکھیں بند کیں اور تمام حاضرین مسجد کے دلوں کی طرف متوجہ ہوئے چنانچہ فوراً تمام حاضرین میں سخت وجد اور جذب پیدا ہو گیا اور تمام نمازیوں میں ایک غیر معمولی ہیجان اور اضطراب برپا ہو گیا چنانچہ بعض تو زار و قطار رو رہے تھے بعض وجد اور جذب سے پھڑک رہے تھے بعض کپڑے پھاڑ رہے تھے بعض بے اختیار کلمہ پڑھ رہے اور بعض خاص خاص چیدہ نیک بندوں کے سینے روشن ہو رہے تھے اور اُن کے قلوب ذکر سے جاری تھے۔

جا کے بیٹھا نہ کر اَے بُت تُو مُسلمانوں میں
تری صورت خلل انداز ہے ایمانوں میں

اورنگ زیب عالمگیر معمول کے خلاف یہ حالت وجد و اضطراب دیکھ کر اپنے مذہبی اور

رُوحانی مشیر سے پُوچھنے لگے کہ آج کیا وجہ ہے لوگوں میں یہ باطنی ہیجان اور رُوحانی رُستخیز کیوں برپا ہے؟ آپ کے مشیر نے جواب دیا کہ یہ معاملہ کسی بڑے زبردست کامل ولی کی توجہ سے خالی نہیں ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خدا کے کوئی نہایت ہی مقرّب اور محبوب ولی اس مسجد میں آج تشریف لائے ہیں۔ انہوں نے اپنے دل کا باطنی نافہ کھول دیا ہے اور یہ تمام حاضرین مسجد اُس کی خوشبو سے مست اور بیخود ہو کر سر دُھن رہے ہیں اور جھوم رہے ہیں۔ اس پر ایک دوسرے مصاحب بولے کہ ہم نے سُنا ہے کہ آج دن کو صبح کے وقت بھی بازار میں ایک اجنبی سیاہ کملی والے فقیر کی نظر سے لوگوں کی یہی حالت ہو گئی تھی اور ایک کہرام مچ گیا تھا۔ غرض اورنگ زیب بادشاہ کو آپ کی زیارت کا سخت شوق دامنگیر ہو گیا اور آپ نے اپنے مصاحبوں اور ملازموں کو آنحضرت کی تلاش پر مامور کر دیا اور حکم دے دیا کہ جس طرح ہو سکے ایسے خُدا کے پیارے اور محبوب مردِ خدا کو ڈھونڈ نکالو تاکہ ہم اُن کی زیارت سے مشرّف ہو جائیں۔ کہتے ہیں کہ حضرت سُلطان العارفین نے اُس آدمی کے ذریعے جس کے پاس آپ دہلی میں مقیم تھے کہلا بھیجا کہ آپ فقیر صاحب کی تلاش اور تجسّس نہ فرمائیں میں خود فقیر صاحب سے آپ کی ملاقات کرادوں گا چنانچہ بعد میں خفیہ طور پر شہنشاہ عالمگیر کو اپنی زیارت سے مشرف فرمایا۔ بادشاہ نے بیعت حاصل کرنے اور مُرید ہونے کی استدعا کی۔ اس پر حضرت سُلطان العارفین نے فرمایا کہ میرا ''شیوہ اور اُصول دُنیا میں گم قبر گمنام اور بے نام ونشان'' رہنا ہے۔ تیری مُریدی اور تعلق سے میرا یہ اصول قائم نہیں رہے گا لہٰذا میں تمہیں تلقین اور ارشاد اس شرط پر کرتا ہوں کہ آئندہ تم مجھے ظاہر طور پر کبھی یاد نہ کرنا بلکہ میں تجھے گاہے گاہے باطن میں ملا کروں گا۔'' کہتے ہیں کہ اس شرط پر حضرت سُلطان العارفین نے بادشاہ اورنگ زیب کو تلقین فرمائی اور رسالہ اورنگ شاہی لکھ کر اُن کے حوالے کیا اور وہاں سے رُخصت ہوئے۔

کہتے ہیں کہ دہلی سے واپس آتے ہوئے جنگل میں آپ سرِ راہ کسی درخت کے سائے تلے استراحت فرمارہے تھے کہ کہیں سے جوگیوں سنیاسیوں کا ایک گروہ وہاں آنکلا۔ اُنہوں نے دہلی جانا تھا اور راستہ بھولے ہوئے تھے۔ آپ کو دیکھ کر راستہ دریافت کرنے کی غرض سے آپ کے

پاس آئے اور آپ کو پکار کر بلایا میاں اُٹھو ہمیں دہلی کا راستہ بتاؤ۔ پہلے تو آپ خاموش پڑے رہے لیکن جب انہوں نے آپ کے چہرۂ مبارک سے چادر اُٹھائی اور آپ نے اُٹھ کر اُن کی طرف دیکھا تو سب کے سب کلمہ پڑھتے ہُوئے آہ و بکا اور شیون کرنے لگ گئے چنانچہ آپ کے ہاتھ پر تائب ہو کر سب اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے ہو گئے۔

پردہ جو رُخ سے دُور مرا دِل رُبا کرے
ہر ذرّہ مہر بن کے قیامت بپا کرے

سلطان العارفین سے ملاقاتی ایک فقیر

ایک دفعہ کا ذِکر ہے کہ آپ مشرقی ریگستان کے علاقہ تھل میں چند طالبوں درویشوں کے ساتھ سفر کر رہے تھے کہ راستے میں طالبوں نے آپ سے دریافت کیا کہ جناب فقیر صاحب اکسیرِ نظر کسے کہتے ہیں۔ اُس وقت پاس ہی ایک شخص لکڑیوں کا گٹھا جمع کئے ہوئے اُنہیں اُٹھانے کو ہی تھا کہ آپ نے اُس کی طرف ایک نگاہ ڈالی اور وہ شخص آسمان کی طرف آنکھیں پھاڑ کر دیکھنے لگا۔ آپ نے ان سوال کرنے والے طالبوں کو جواب دیا کہ جس وقت واپس ہم اس جگہ آئیں جہاں وہ لکڑیاں اُٹھانے والا آدمی ہمیں ملا تھا تو تمہارے اس سوال کا جواب وہی شخص دے گا چنانچہ جب آپ اس سفر سے واپس لوٹے اور آپ کا گذر تھل کے اسی مقام پر ہوا تو ایک طالب نے آپ کو اُس سوال کے جواب کی یاد دلا کر عرض کی کہ جناب ہم اب واپس اُسی جگہ آگئے ہیں۔ آپ مہربانی فرما کر ہمیں اُس سوال کا جواب دیں کہ صاحبِ اکسیرِ نظر کسے کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ آؤ اس لکڑیاں اٹھانے والے آدمی سے دریافت کریں جب آپ طالبوں کو لے کر اس آدمی کے پاس گئے تو اس کو اسی حالت میں پایا کہ لکڑیوں کا گٹھا بدستور اُس کے سامنے پڑا ہُوا ہے اور وہ آنکھیں پھاڑ کر آسمان کی طرف دیکھ رہا ہے۔ آپ نے اپنے ہمراہ طالبوں کو فرمایا کہ اس آدمی سے اپنے سوال کا جواب پُوچھو جب اُنہوں نے اُسے بُلایا تو وہ بُت کی طرح ساکت اور متحیر کھڑا رہا اور کوئی جواب نہ دیا۔ آخر جب اُن کے بار بار بُلانے پر بھی اس

نے کچھ جواب نہ دیا تو اُنہوں نے عرض کی کہ حضور خود اُسے بلائیں۔ آپ نے فرمایا کہ جس روز ہم یہاں سے گذرے تھے تم نے اُس شخص کو کس طرح دیکھا تھا۔ انہوں نے عرض کی کہ حضور یہ شخص لکڑیاں چُن رہا تھا اور لکڑیوں کا گٹھا اُٹھانے کو تھا جس وقت ہم وہاں سے گذر رہے تھے اور جس وقت آپ نے اس کی طرف نظر فرمائی تو وہ آسمان کی طرف آنکھیں پھاڑ کر دیکھنے لگ گیا تھا آپ نے فرمایا کہ یہ شخص اُسی روز سے اسی حالت میں کھڑا ہے۔ تب آپ نے دوسری دفعہ اُس کی طرف توجہ کی تو وہ ہوش میں آ گیا اور آنکھیں ملتے ہوئے آپ کے قدموں پر گر کر زار زار رونے اور فریاد کرنے لگ گیا کہ خدا کے لئے مجھے پھر اُسی حالت میں پہنچاؤ۔ آپ نے اُس سے پوچھا کہ تم اپنی حاجت بیان کرو تا کہ تیرے بیان سے میرے طالبوں کو اپنے سوال اکسیرِ نظر کا شافی جواب مل جاوے۔ اس نے عرض کی کہ حضور جس روز یہاں سے گذرے تھے میں یہ لکڑیوں کا گٹھا اُٹھانے کو ہی تھا کہ آپ نے میری طرف باطنی نگاہ ڈالی اور میں آپ کی اُسی ایک نگاہ سے اللہ تعالیٰ کے مشاہدے میں غرق ہو گیا اور اس وقت تک میں اُسی لطف میں محو اور مدہوش رہا کہ آپ نے اب پھر مجھے اُس حالت سے نکال لیا ہے۔ خدا کے لئے مجھے صبر اور قرار نہیں رہا مجھے پھر اسی حالت میں پہنچا ئیں۔ آپ نے اپنے ہمراہ طالبوں کو فرمایا کہ تمہارے اس سوال کا جواب مل گیا کامل اکسیرِ نظر کی ایک ادنیٰ مثال یہ ہے جو تم نے دیکھی۔ اس سے اعلیٰ مثال دیکھنے کی تمہیں تاب و طاقت نہیں ہے۔ تب آپ نے اُس شخص کو فرمایا کہ جا اپنی لکڑیوں کے گٹھے کو اُٹھا لے تو پہلے مجذوب ابن الوقت تھا۔ اب تو سالک ابو الوقت ہو گا اور تو اپنے اختیار سے اس حالت میں آ جایا کرے گا۔ جا چلا جا اور اپنے کام میں لگا رہ۔ تب آپ وہاں سے آگے تشریف لے گئے اور اُس شخص کو ایک ہی نگاہ سے عارف واصل اور خُدا رسیدہ بنا دیا۔

غضب ہے جان لے لیتے ہیں یہ بُت دلرُبا ہو کر
الٰہی دی یہ قُدرت تُو نے بندوں کو خُدا ہو کر

خلیفہ سلطان العارفین، سُلطان نورنگ

آپ کی زندگی کے خُلفاء میں سے ایک بزرگ حضرت سُلطان نورنگ صاحب بہت مشہور ہوئے ہیں۔ یہ بچپن ہی سے حضرت سُلطان العارفین کی خدمت اور رفاقت میں ہی رہے وہ ہمارے ملک دامان کے قصبہ وہوہ کے باشندہ قوم کے بلوچ کھتران تھے۔ تمام عُمر حضرت سُلطان العارفین کی خدمت میں رہے۔ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ علاقہ ''سون سکیسر'' کی طرف جو آپ رحمتہ اللہ علیہ کے آباواجداد کا وطنِ مالوُف تھا بطور سیر و سیاحت جا نکلے۔ سُلطان نورنگ صاحب ہمراہ تھے وہاں ایک زرخیز پہاڑی ہے جسے کلر کہار کے نام سے پکارتے ہیں۔ اس پہاڑی کے ایک غار میں رمضان شریف کی پہلی تاریخ کو حضرت سلطان العارفین بیٹھ گئے اور مراقب ہوکر اللہ تعالیٰ کے ساتھ مشغول ہو گئے۔ جب شام کا وقت قریب ہو گیا تو حضرت سُلطان نورنگ صاحِب کو فکر دامنگیر ہو گیا کہ خدا جانے حضور کب تک حالتِ استغراق میں رہیں گے اور یہاں اس جنگل میں ہمارے خوردونوش کا کیا بندوبست ہوگا چنانچہ شام کو جب افطار کا وقت ہوا تو ایک غیبی موٴکل ہرن کی صُورت میں پہاڑ سے اُتر کر حضرت سُلطان نورنگ صاحِب کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا اور آپ کے قریب آکر اپنا سر سُلطان نورنگ صاحب کے آگے جھکا دیا۔ آپ کو غیب سے ندا آئی کہ اَے سُلطان نورنگ صاحب اپنی برات اس ہرن کے سینگوں سے اُتار لے چنانچہ آپ نے دیکھا کہ اُس ہرن کے ایک سینگ کے ساتھ ایک غیبی روٹی ایک دسترخوان میں لپٹی ہوئی ہے اور دُوسرے سینگ کے ساتھ ایک برتن بندھا ہوا ہے جس میں دودھ ہے چنانچہ اس غیبی ندا کے مطابق حضرت سُلطان نورنگ صاحب نے وُہ برات اُتار کر روزہ افطار کر لیا اور وہ دسترخوان اور برتن بدستور اُس غیبی ہرن کے سینگوں سے باندھ کر رُخصت کر دیا۔ غرض اسی طرح تمام ماہ رمضان حضرت سُلطان نورنگ صاحب کو عین افطار کے وقت وُہ غیبی رزق روزمرہ پہنچتا رہا اور حضرت سُلطان العارفین اسی غار کے اندر دن رات حالت استغراق میں حق تعالیٰ کے دیدار اور مشاہدے میں محو رہے چنانچہ اس حالت کو حضرت سُلطان نورنگ رحمتہ اللہ علیہ صاحب نے اپنے ایک بیت میں یوں ادا فرمایا ہے۔

عجب دیدم تماشہ شیخ باہو　　　　برات عاشقاں برشاخِ آہو

ترجمہ:۔شیخ باہو میں نے عجیب نظارہ دیکھا ہے ہرن کے سینگ پر عاشق کی بارات تھی۔

غرض حضرت سُلطان العارفین تمام ماہِ رمضان حالت استغراق میں رہے۔عید کی رات جب چاند نظر آیا اور آس پاس کی بستیوں اور آبادیوں میں عید کی خوشی میں ڈھول اور نقارے بجنے لگے تو حضور نے مراقبے سے سر اُٹھا کر آنکھ کھولی۔آپ نے سُلطان نورنگ سے پُوچھا کہ اَے نورنگ! یہ کیا شور ہے۔عرض کی کہ حضور عید کا چاند نظر آ گیا ہے اور لوگ عید کی خوشی میں ڈھول اور نقارے بجا رہے ہیں آپ نے فرمایا اَے نورنگ! کیا سارا رمضان گذر گیا ہے عرض کی جناب اس میں کیا شک ہے فرمایا ہماری نمازوں تراویح اور روزوں کا کیا بنا۔سُلطان نورنگ نے عرض کی کہ حضور اِن کا حال آپ خود اچھا جانتے ہیں۔کہتے ہیں کہ حُضور سُلطان العارفین قدس سِرّہ نے باوجود اس قدر تام استغراق مع اللہ تمام نمازوں اور روزوں اور تراویح کو قضا کر کے ادا کیا باوجود اس قدر استغراق اور محویت کے بھی سُنت اور طریق نبوی ﷺ اور شریعت مصطفوی ﷺ پر آنحضرت قدس سرہٗ اس طرح مقیم اور ثابت قدم رہے ہیں کہ مدت العمر آپ سے ایک مستحب بھی فوت نہیں ہوُا۔اَے طالبِ ناقص خام خیال! یہ ہے حقیقی عارف کامل کا حال۔

برکفے جام شریعت برکفے سندانِ عشق

ہر ہوسناکے نداند جام و سنداں باختن

ترجمہ:۔عارفوں کے ایک ہاتھ میں جام شریعت اور دوسرے ہاتھ میں سندانِ عشق ہوتا ہے۔ہر ہوِسناک جام اور سندان کو استعمال نہیں کر سکتا۔

آج کل کے جُھوٹے مدّعی خلاف شرع بے دین لوگ کیونکر عارف کامل ہو سکتے ہیں جو سر اور داڑھی منڈوا کر دن رات بھنگ اور چَرس پیتے ہیں اور ساری عُمر نماز روزے کا نام نہیں لیتے اور عارف کامل مجیب الدعوات مستوار مجذوب اور قلندر کہلاتے ہیں۔جاہل مرد عورتوں کا ایک خاصا جمگھٹا اور مجمع اُن کے اردگرد لگا رہتا ہے۔لوگ اپنی اپنی حاجات پیش کرتے ہیں اور وہ ایک

عجیب انداز میں گردن مروڑ کر اور آنکھیں پھیر پھیر کر بے تکی ہانکتے اور الٹی سیدھی بڑ بڑا دیتے ہیں اور جاہل نادان خوش اعتقاد، ان کی گول مول لایعنی گپوں کو اپنے مطلب اور مُدّعا کے ساتھ تطبیق دے کر تاویلیں کر لیا کرتے ہیں اور اگر اس قسم کے جاہل اور بے دین غیر شرع شخص سے بذریعہ کشف جنونیت بعض غیب کی باتیں صحیح اور درست بھی ثابت ہو جائیں تب بھی یہ کوئی کمال نہیں ہے بلکہ محض کہانت اور استدراج ہوگا۔ کہتے ہیں کہ حضرت سُلطان العارفین قدس سِرّہٗ نے اُس برات لانے کے صلے میں اُس غیبی ہرن یعنی اُس غیبی آہو صورت مؤکل کو توجہ دی تو وہ فوراً جاں بحق ہو گیا چنانچہ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اُس کی تجہیز و تکفین فرمائی اور جنازہ پڑھ کر اس کی وہاں قبر بنوائی اور وہ جگہ بہت مشہور زیارت گاہ بن گئی۔ جو آج تک ''آہو باہُو'' کی خانقاہ سے مشہور ہے اس فقیر نے اس متبرک جگہ کو دیکھا ہے اب بھی وہاں تجلّیات اور انوار کی بارش ہوتی ہے۔ خدا کی پاک برگزیدہ ہستیاں جس سرزمین کو اپنے پاک قدموں سے چھوتے ہیں اس میں برکت اور یمن کے آثار نمودار ہو جاتے ہیں اور جس جگہ کچھ دن اللہ تعالیٰ سے مشغول رہتے ہیں اللہ تعالیٰ اُس جگہ کو اپنے ابدی انوار سے زندہ اور تابندہ کر دیتا ہے اور وہاں دن رات انوارِ رحمت کی مُوسلا دھار بارش شروع رہتی ہے۔ ایسی زمین پر آسمان رشک کرتا ہے اور اس کے آگے تعظیم کے لئے جھکتا ہے۔

آسماں سجدہ کند پیش زمینے کہ براو

یک دو کس، یک دو زماں بہر خدا بنشینند

ترجمہ:۔ آسمان ایسی زمین پر سجدہ کرتا ہے جہاں ایک دو لمحوں کے لئے ایک دو شخص اللہ کی رضا کے لیے بیٹھتے ہیں۔

جو لوگ نیک نیّت اور صدق و اخلاص سے ایسی متبرک جگہ پر اللہ تعالیٰ کا ذکر فکر تلاوت ورد وظائف، نفل نوافل اور عبادت و طاعت کرتے ہیں وُہ جلدی درجۂ قبولیّت کو پہنچ جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رحمت ایسے لوگوں کو ڈھانپ لیتی ہے۔ اس سرزمین کی باطنی برکات گو عوام کی نظروں سے مخفی اور پوشیدہ ہیں۔ ظاہری طور پر بھی یہ زمین اللہ تعالیٰ کی رحمت سے معمور نظر آتی ہے بہت

عُمدہ شاداب اور سرسبز جگہ ہے۔ خوب صورت سایہ دار درختوں سے وُہ تمام گھاٹی پُر ہے اور جابجا خوبصورت پھُولوں سے تمام سرزمین معمور دیکھ کر اس پر بہشتِ بریں کا گمان ہوتا ہے نیچے ٹھنڈے پانی کے چشمے جاری ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جس غار میں حضور نے خلوت فرمائی تھی اُس جگہ دو قبریں بنادی گئی ہیں اور اُوپر روضہ بنادیا گیا ہے۔ وہ اصلی بڑی غار روضے کے نیچے آگئی ہے کسی نے قریب ایک فرضی غار بنادی ہے جو بہت چھوٹی ہے۔ اس میں آدمی مشکل سے بیٹھ سکتا ہے مجھے یاد ہے کہ ابھی اس فقیر نے اس متبرک جگہ کی زیارت نہیں کی تھی اور نہ وہاں جانے کا کوئی ارادہ تھا لیکن ایک رات واقعہ میں میں نے دیکھا کہ میں لوگوں سے اس جگہ کی تعریف بیان کررہا ہوں چنانچہ بعدہٗ مجھے وہاں جانے کا اتفاق ہوا اور آج اس کی تعریف لکھ رہا ہوں۔

کفِ پابہرِ زمینے چوفتد تو نازنیں را
بلبِ خیال بوسم ہمہ عمر آں زمیں را

ترجمہ:۔ جس سرزمین پر تیرا نازنین پاؤں پڑتا ہے، خیالات میں پوری زندگی میں اس زمین کے بوسے لیتا ہوں۔

شغل کاشتکاری

آپ نے تمام عُمر کبھی دینوی کاروبار سے اپنا ہاتھ آلودہ نہیں کیا۔ صرف اپنے آپ کو چھپانے کی خاطر دو دفعہ ایک جوڑی بیلوں کی خرید کر کھیتی باڑی کی ہے لیکن ہر دو دفعہ ابھی فصل پکنے نہ پاتی کہ آپ اپنی فصل کے اندر بیلوں کی جوڑی ہل سمیت چھوڑ کر کسی طرف نکل جاتے اور تب واپس آتے جب کہ ساری فصل لوگ کاٹ کر لے جاتے اور بیل اور ہل بھی کوئی لے جاتا اور کچھ باقی نہ رہتا اور لوگ ٹھٹھا مسخری کرتے کہ یہ آدمی عجیب دیوانہ ہے۔

مفلوک الحال سیّد مالا مال

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ جن دنوں آپ رحمتہ اللہ علیہ شورکوٹ کے گردونواح میں کھیتی باڑی کرتے تھے۔ اُن دنوں ایک شریف سفید پوش اور عیالدار سیّد صاحب افلاس اور ناداری سے تنگ

آ کر بزرگوں اور فقیروں کی طلب میں مارا مارا پھرتا تھا کہ کہیں کوئی خدا رسیدہ آدمی مِل جائے اور اُس کی دُعا سے میری تنگدستی اور افلاس دُور ہو جائے چنانچہ کسی صاحب حال فقیر کو پالیا اور اُس کی خدمت کرنے لگا۔ اس کی جان توڑ خدمت کو دیکھ کر ایک دن فقیر کو اُس کے حال پر رحم اور ترس آیا اُس سے پُوچھا کہ تیری کیا مُراد اور حاجت ہے۔ اُس نے اپنی ناداری اور عیالداری کی شکایت کی کہ میرا بہت بھاری عیال ہے قرض بہت ہوگیا ہے۔ ظاہری تمام اسباب مسدُود ہیں جوان لڑکیوں اور لڑکوں کی شادیاں اسی افلاس اور تنگدستی کے سبب ملتوی اور رُکی ہوئی ہیں۔ سوائے غیبی خزانے کے میری تنگدستی کا علاج ناممکن ہے اُس وقت فقیر صاحب نے اُسے کہا کہ میں تجھے ایک کامل مردِ خدا کا پتہ دیتا ہوں کہ اگر تو اُس کے پاس جائے اور وہ تیرے حال پر توجہ فرمائے تو البتہ تیرا بیڑا افلاس کے بھنور سے نکل آئے۔ تب سید صاحب نے عرض کی کہ فرمایئے میں ضرور اُن کی خدمت میں جاؤں گا اور اُن سے اپنی مشکل حل کراؤں گا۔ فقیر صاحب نے فرمایا کہ ضلع جھنگ میں قلعہ شور کوٹ کے قریب فلاں گاؤں میں فقیر حضرت سُلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ نام کے ولی کامل رہتے ہیں اُن کے پاس جاؤ اور اپنی مُراد جا کر پاؤ۔ غرض وہ پریشان حال سید صاحب اُس بزرگ سے رُخصت ہو کر پوچھتے پُوچھتے اسی گاؤں میں آ نکلے جس میں ان دنوں حضرت سلطان العارفین سکونت رکھتے تھے اور کھیتی باڑی کا کام کرتے تھے۔ جب سید صاحب نے وہاں جا کر وہاں کے لوگوں سے دریافت کیا کہ یہاں کوئی بزرگ حضرت باھُو صاحب ہیں تو اس کی حیرت اور مایوسی کی کوئی حد نہ رہی کیونکہ ہر شخص اُس سید صاحب کے اس سوال پر ہنس کر جواب دیتا کہ میاں یہاں اس نام کا بزرگ اور ولی تو نہیں ہے ہاں اس نام کا یہاں ایک اعوان جٹ ہے جو بہت ہی معمولی آدمی ہے۔ اکثر باہر آوارہ پھرتا ہے اور کبھی کبھار کھیتی کا کام بھی کرتا ہے اور آج کل بھی اس نے کھیتی شروع کر رکھی ہے۔ غرض اس قسم کی غیر متوقعانہ اور متوحشانہ باتیں سن کر وہ سید صاحب بہت مایوس اور بددل ہو گئے۔ دل میں سوچنے لگے کہ معاملہ بہت عجیب، بے حد مشکوک اور سخت پیچیدہ معلوم ہوتا ہے۔ جس بزرگ نے مجھے اس شخص کا پتہ دیا ہے نہ وہ جھوٹا ہو سکتا ہے اور نہ اُسے مجھ سے کسی

مسخری یا مذاق کی ضرورت تھی۔ اسی نام کا شخص اسی گاؤں میں مل بھی گیا ہے لیکن حالات اُمید کے سخت برخلاف اور برعکس معلوم ہوتے ہیں۔ چلو اتنی محنت کی ہے اتنا دور دراز سفر طے کیا ہے کم از کم اُسے ملنا اور دیکھنا تو ضرور چاہیئے۔ تب اُس سیّد صاحب نے کسی سے پوچھا کہ میاں باہُو اس وقت کہاں ہوگا۔ کسی نے آپ کی کھیتی باڑی کا پتہ دیا کہ فلاں فلاں حُلیے اور لباس کا آدمی ہے اور فلاں جگہ کھیتی باڑی کا کام کررہا ہوگا۔ غرض وہ سید صاحب اُس جگہ کی طرف روانہ ہوئے آخر قریب جا کر جب کسی سے دریافت کیا تو کسی نے پتہ دیا کہ دیکھو وہ سامنے جو شخص ہل چلا رہا ہے وہ میاں باہُو ہے۔ وہ سیّد صاحب آپ کے قریب ایک درخت کے نیچے کھڑے ہو کر آپ کو دیکھنے لگے اور ایک عجیب حیرت اور تذبذب میں پڑ گئے۔ پہلے بیچارے افلاس اور تنگدستی کے بھنور میں پڑے ہوئے تھے۔ اب ایک ایسے عنقا مثال سُلطان الفقراء کے جال میں پھنس گئے کہ جس نے ذاتی انوار کے ایک لازوال آفتاب عالم تاب کو خمول اور گمنامی کے لباس میں چھپا رکھا تھا۔ سیّد صاحب مذکور دِل میں سوچنے لگے کہ یہ شخص خود مجھ سے بھی زیادہ مفلوک الحال اور تنگدست معلوم ہوتا ہے اس کی خود یہ حالت ہے کہ پیٹ کے لئے سخت دُھوپ میں خون اور پسینہ ایک کررہا ہے مجھے یہ کیا دے گا۔ پھر دِل میں کہنے لگا کہ آیا اتنی محنت کے بعد اسی نام کا آدمی پایا بھی کم از کم اس سے بات کئے بغیر واپس جانا حماقت نہیں تو اور کیا ہے پھر سوچنے لگا کہ کیا ہوا اگر مفلس ہُوں۔ کم از کم نسب اور نسل کی لاج اور پاس تو رکھنا چاہیئے۔ سیّد ہو کر ایک جاٹ سے سوال کرنا، اس بے عزتی سے بھوکا مرنا بہتر ہے آخر یہی دل میں ٹھانی کہ یہاں سے بغیر بات کئے ہی مُڑ جانا اچھا ہے چنانچہ وُہ سیّد صَاحب وہاں سے واپس روانہ ہوئے اور چند قدم ابھی نہیں گئے تھے کہ حضرت سُلطان العارفین نے اُسے پکار کر بلایا کہ میاں کہاں سے اور کس خیال سے یہاں آئے تھے اور اب اس قدر جلدی کیوں واپس جاتے ہو۔ آپ کی آواز سُن کر سیّد صاحِب کی ڈھارس بندھ گئی اور دِل میں کہنے لگا کہ اب خود بلایا ہے چلو بات کر کے چلے جائیں گے اس میں حرج اور مضائقہ ہی کیا ہے۔ پس سیّد صاحب نے قریب آکر السلام علیکم کہا آپ نے سلام کا

جواب دے کر پوچھا میاں کون ہو اور کس ارادے سے یہاں آئے ہو چنانچہ سید صاحب نے اپنی ساری سرگذشت سُنا دی۔ آپ نے فرمایا شاہ صاحب مجھے پیشاب کی حاجت ہے۔ آپ میرا یہ ہل تھوڑی دیر تک پکڑ کر رکھیں کہ میں پیشاب سے فارغ ہو لوں۔ غرض آپ ایک طرف قضائے حاجت کر کے آ گئے اور پیشاب کا ڈھیلا ہاتھ میں لئے ہوئے سید صاحب سے مخاطب ہوئے کہ شاہ صاحب! آپ نے مفت تکلیف اُٹھائی میں تو ایک جٹ آدمی ہُوں۔ سید صاحب کا دل پہلے ہی افلاس، سفر کی محنت اور مایوسی سے جلا ہوا تھا طیش میں آ کر بولنے لگے کہ ہاں میری یہ سزا ہے کہ سید ہو کر آج ایک جٹ کے سامنے سائل کی حیثیت سے کھڑا ہوں۔ حضرت سُلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کو جلال آیا اور یہ بیت زبان گوہر فشاں سے پڑھتے ہوئے وہ پیشاب کا ڈھیلا اُسی جُتی ہوئی زمین پر دے مارا۔

نظر جنہاں دی کیمیا سونا کردے وٹ
اللہ ذات کریندائی کیا سیّد تے کیا جٹ

یعنی جن لوگوں کی نظر کیمیا ہوتی ہے اُن کے پیشاب کے ڈھیلے سونا بناتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی داد اور عطا ہے۔ کوئی نسب، نسل اور سید و جٹ پر موقوف نہیں ہے آپ کے پیشاب کا ڈھیلا اُسی جُتی ہوئی زمین پر دور تک لُوھکتا ہوا چلا گیا اور زمین کے جن جن ڈھیلوں سے لگتا گیا وہ سب سُرخ کُندن کی طرح لال سونے کے ڈھیلے بن گئے اور دھوپ میں چمکنے لگے۔ سید مذکور یہ حالت دیکھ کر دم بخود رہ گیا اور آپ کے قدموں پر گر کر زار زار رونے لگا کہ خدا کے لئے میری گستاخی اور بے ادبی معاف فرمایئے۔ آپ نے فرمایا شاہ صاحب! یہ وقت رونے اور معافیاں مانگنے کا نہیں جلدی کرو یہ ڈھیلے چپکے سے اُٹھا لو اور چلتے بنو ورنہ اگر لوگوں کو پتہ لگ گیا تو نہ تیری خیر ہے اور نہ میری چنانچہ اس سید صاحب نے اُن سب سونے کے ڈھیلوں کو جلدی سے اپنی چادر میں لپیٹ کر پیچھے ڈال لیا اور آپ کے پاؤں کو چومتے ہوئے وہاں سے چل دیئے اور اس طرح آپ نے ایک طرفۃ العین میں اس کو مالا مال کر دیا۔ اَے طالبِ خام خیال یہ ہے خُدا کے برگزیدہ محبوبوں کا حال۔ حافظ شیرازی نے اِس بارے میں کیا اچھا کہا ہے

نہ ہر کہ چہرہ برا فروخت دِلبری داند　　نہ ہر کہ آئینہ سازد سکندری داند

نہ ہر کہ طرفِ کلاہ کج نہاد و تُند نشست　　کُلاہ داری و آئین سروری داند

ہزار نکتۂ باریک ترزِ مُو اینجاست　　نہ ہر کہ سر بتر اشد قلندری داند

غلامِ ہمّتِ آں رندِ عافیت سوزم

کہ در گدا صفتی کیمیا گری داند

ترجمہ:۔ ہر روشن چہرے والا دلبری کی ادا سے واقف نہیں ہوتا نہ ہر آئینہ ساز سکندر کا شناسا ہوتا ہے۔ نہ ہر کجے کلاہ داری اور سرداری کے آئین سے واقف ہوتا ہے، یہاں تو بال سے باریک تر ہزاروں نکتے ہیں، ہر سر منڈوانے والا قلندری نہیں جانتا۔ میں تو اس رند کی ہمت کا غلام ہوں جو فقیروں کے بھیس میں کیمیا گری جانتا ہے۔

آج کل کے دکاندار رسمی رواجی پیروں کا یہ حال ہے کہ نہ انہیں اپنا پتہ نہ غیروں کا اور نہ کسی کے کام آسکتے ہیں اور نہ کسی کا کام نکال سکتے ہیں بلکہ اُن کے بھولے بھالے سادہ لوح اور خوش اعتقاد مُریدوں کا کوئی کام اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ہو جائے تو اس میں اپنی ٹانگ اڑا کر جھٹ کہنے لگ جاتے ہیں کہ ہم نے تمہارا کام کر دیا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی نفی کرتے ہیں اور اپنے آپ کو ثابت کرتے ہیں اس طرح یہ خدائی ٹھیکیدار اُلٹا کلمہ پڑھتے ہیں اور اُلٹی گنگا بہاتے ہیں چاہیے تو یہ تھا کہ اگر بالفرض اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی طاقت سے وہ کسی کا کام کر بھی دیتے تو اُسے اللہ تعالیٰ سے منسوب کرتے اور اپنے آپ کو بیچ میں نہ لاتے جیسا کہ حضرت سُلطان العارفین فرماتے ہیں کہ ''مُرشدِ کامل آنست کہ طالب را بے رنج و ریاضت بخدا سپارد و خود را در میاں نیارد۔'' حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا قاعدہ تھا کہ جب آپ کسی کوڑھی، جذامی یا اندھے مادر زاد وغیرہ کو ہاتھ لگا کر اچھا کر دیتے تو فرماتے جا تیرے ایمان نے تجھے اچھا کر دیا۔

حضرت گل محمد صاحب سندھی رحمۃ اللہ علیہ

اس ضمن میں مجھے حضرت سُلطان العارفین قدس سرّہٗ کے مزار اور رُوحانیت سے فیض

یافتہ ایک کامل بزرگ حضرت مولوی گل محمد صاحب سندھی کے کچھ حالات بیان کرنے پڑ گئے ہیں جن کے حالات کچھ اپنے پیرو مرشد حضرت سُلطان العافین قدس سرّہٗ سے ملتے جلتے ہیں۔ان کے حالات پڑھنے سے ایک سلیم العقل شخص حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ کی زندگی کا صحیح اندازہ لگا سکتا ہے کیوں کہ اَلْوَلَدُسِرٌّ لِاَبِیْہِ ۔درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے اور ہر چہ در دیگ باشد بہ چمچہ برآید۔

کتاب مناقب سُلطانی میں ان کا ذِکر یوں آیا ہے کہ آپ باوجود بڑے جلیل القدر اور جید عالم فاضل ہونے کے بڑے پائے کے عارف کامل ہوئے ہیں یعنی آپ کو باطنی فیض حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ کے مزار اور رُوحانیت سے حاصل ہوا ہے۔آپ کے اوصاف اور اخلاق بالکل حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملتے جلتے تھے۔اپنے رُوحانی پیشوا اور باطنی مربّی حضرت سُلطان العارفین کے مزار کے سوا اور کسی جگہ آٹھ پہر سے زیادہ نہیں ٹھہرتے تھے۔رات کہاں دن کہاں ہر وقت سیر وسفر میں جنگلوں،بیابانوں اور پہاڑوں کے اندر پھرتے تھے،طالب مرید آپ کے دیدار کے مشتاق آپ کے پیچھے پیچھے پھرا کرتے تھے اگر کوئی طالب سلک سلوک یا کوئی حاجت مند آپ سے باطنی امداد اور رُوحانی استمداد کی دُعا کراتا تو آپ اُسے فرماتے کہ تجھے فلاں بزرگ کا مزار معلوم ہے وہ کہتا ہاں معلوم ہے آپ فرماتے وہاں چلا جا۔تمہارا نصیبہٗ ازلی اُن کے پاس ہے۔جب وُہ شخص وہاں جاتا تو آپ اُسے باطنی توجہّ سے منزلِ مقصود تک پہنچا دیتے اور اپنے آپ کو بیچ میں سے نکال لیتے۔وہ طالب یہی سمجھتا کہ اسی مزار والے نے منزل کھول دی ہے کبھی کبھی کسی حاجت مند کو فرماتے کہ فلاں درخت کے نیچے ایک کامل بزرگ کی رُوح رہتی ہے وہاں چلا جا اس کی رُوحانیت سے تمہاری حاجت روائی ہوجائے گی چنانچہ جب وہ حاجت مند وہاں چلا جاتا تو آپ باطنی طور پر اُس کی مشکل کشائی فرما دیتے۔آپ نے اسی طرح تمام لوگوں کو فیض پہنچایا ہے۔آپ کے ایک خلیفہ دلیر مُرالی صاحب کا بیان ہے کہ ہم ایک دفعہ آپ کے ہمراہ ایک گاؤں میں سے گذر رہے تھے کہ وہاں ایک گھر میں رونے پیٹنے کا شوروغل برپا تھا۔آپ نے اس

شور وواویلا کی وجہ پُوچھی کسی نے عرض کی کہ جناب آپ کے فلاں مُرید کا اکلوتا بیٹا فوت ہوگیا ہے یہ ماتم ان کے گھر برپا ہے۔ اسی اثنا میں کسی نے لڑکے کی ماں کو اطلاع دی کہ تمہارا مُرشد گاؤں میں سے گذر رہا ہے چنانچہ وہ عورت بے چاری ماما کی ماری فقیر صاحب کے قدموں میں پڑ کر زار زار رونے لگی کہ میرے گھر کا چراغ گُل ہوگیا ہے اور میری زندگی کا سہارا و سرمایہ لُٹ گیا ہے میں اب کہاں جاؤں۔ چنانچہ فقیر صاحب کو ترس اور رحم آگیا اور اس عورت کے ہمراہ اُن کے گھر جا کر فرمانے لگے کہ لڑکا کہاں ہے۔ لڑکے کی والدہ نے فقیر صاحب کو اس کی مُردہ لاش کے پاس لا کر کھڑا کر دیا اور اُس کے مُنہ پر سے کپڑا اُٹھا کر بولی۔ میرا لال یہ پڑا ہے فقیر صاحب نے لڑکے کا کان پکڑ کر فرمایا۔ کا کا! بچے نے یک دم آنکھیں کھول لیں اور بولنے لگ گیا آپ نے فرمایا کہ مائی! یہ بچہ دراصل مرا نہیں تھا بلکہ اسے بُخار کے زور سے غش آگیا تھا اور بے ہوش ہوگیا تھا مکھن اور نمک ملا کر اس کے سر کی مالش کرو۔ غرض یہ کہ سارا گھرانہ بلکہ سارا گاؤں اس بچے کی موت سے سوگوار اور ماتم کدہ بنا ہوا تھا یا فقیر صاحب کے ایک کرشمہ سے سارا گاؤں عید کی سی خوشی اور جشن میں بدل گیا۔ فقیر صاحب اُسی وقت جلدی گاؤں سے جنگل کی طرف نکل گئے حضرت مولوی گُل محمد صاحبِ کی زندگی کے تمام حالات اور واقعات حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملتے جلتے ہیں کیونکہ آپ کا قدم عیسیٰ علیہ السلام کے قدم پر تھا اور آپ عیسوی مشرب درویش تھے۔

فیض رُوح القدس ار باز مدد فرماید
دیگراں ہم بکنند آنچہ مسیحا مے کرد

ترجمہ:۔ روح القدس کا فیضان اگر دوبارہ مدد فرمادے تو دوسرے بھی وہی کچھ کر دکھائیں جو مسیحا علیہ السلام نے کیا تھا۔

ہم نے اس بزرگ کا تھوڑا سا ذکر بطور مُشتے نمونہ از خروارے اس لئے ہدیۂ ناظرین کیا ہے تاکہ اس چمچے سے اُس دیگ کا اور اس پھل سے سارے درخت کا اندازہ لگالیں۔ قیاس کُن گلستان من بہار مرا۔ اس فقیر کو باطن میں ایک دفعہ ایک مسجد کے اندر حضرت مولوی گُل محمد صاحب

کی زیارت کا شرف حاصل ہوُا۔ آپ کی سفید گھنی داڑھی اور خوب صُورت بھرا ہوُا گول چہرہ تھا آپ اس فقیر سے نہایت شفقت اور محبت سے ملے اور مصافحہ کے وقت جب آپ نے میری طرف دیکھا تو آپ کی آنکھوں سے نور کے شعلے نکل رہے تھے۔

خلیفہ سلطان دایہ کا بیان

حضرت سُلطان حامد صاحب مؤلّف کتاب مناقب سُلطانی بیان فرماتے ہیں کہ میں نے مولوی گل محمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ سلطان دایہ کو آخری عمر میں دیکھا اُن سے مولوی صاحب کی زندگی کے حالات پوچھے۔ اُنہوں نے فرمایا کہ ایک دن مولوی صاحب باہر کی طرف جا نکلے۔ میں بھی اُن کے پیچھے سایہ کی طرح تمام دن دوڑتا رہا۔ آخر شام کے وقت آپ ایک سرکنڈوں کی مسجد میں داخل ہوئے اور اندر اللہ تعالیٰ کی یاد میں مشغول ہو گئے موسم بہار کا تھا۔ میں مسجد کے باہر دروازے پر بطور پاسبان لیٹ گیا۔ پچھلی رات میں نے دیکھا کہ دو شخص نورانی شکل والے وہاں آ نکلے اور مجھ سے دریافت کیا کہ مولوی صاحب مسجد کے اندر تشریف رکھتے ہیں؟ میں نے جواب دیا۔ ہاں جناب اندر ہیں اس پر انہوں نے فرمایا کہ ہم مولوی صاحب کی زیارت کے لئے آئے ہیں لیکن معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو اس وقت فرصت نہیں اس لئے ہم واپس جاتے ہیں ہمارا مولوی صاحب سے سلام عرض کرنا۔ میں نے کہا آپ کون ہیں؟ ان میں سے ایک نے کہا کہ میں بہاء الدین زکریا ملتانی (عرف غوث بہاء الحق) اور یہ دُوسرے شاہ رکن عالم صاحب ہیں۔ اشراق کے وقت جب حضرت مولوی صاحب رحمتہ اللہ علیہ مسجد سے نکلے اور ایک طرف کو روانہ ہو گئے۔ میں بھی آپ کے پیچھے روانہ ہو گیا آخر جب ایک جگہ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے ذرا توقف کیا۔ تو میں نے موقع پا کر رات والا ماجرا بیان کیا کہ رات کو غوث بہاء الحق اور شاہ رُکن عالم صاحب آپ کی زیارت کے لئے تشریف لائے تھے اور آپ کو سلام دیتے تھے۔ میری اس بات کو آپ نے بہت بے پرواہی اور بے اعتنائی سے سُنا اور کچھ جواب نہ دیا گویا سُنا ہی نہیں پھر آپ چل دیئے اور پھر آپ جب کہیں ٹھہرے اور مجھے موقع ملا تو میں نے پھر وہی عرض کیا کیونکہ میں نے خیال کیا کہ

شاید آپ کسی خیال میں تھے اور میری بات کو سُنا نہیں لیکن پھر بھی آپ نے مُنہ موڑ لیا اور کچھ جواب نہ دیا۔ آخر جب تیسری دفعہ میں نے موقع پا کر پھر عرض کیا کہ جناب آپ میری بات کا کچھ جواب نہیں دیتے میں بار بار عرض کر رہا ہوں۔ (اس پر آپ رحمتہ اللہ علیہ کھڑے ہو گئے اور میرے پیروں پر ہاتھ رکھ کر ہاتھوں کو چوم کر فرمانے لگے آپ کے قربان جاؤں۔ میں نے آپ کی قدر نہیں جانی آپ کے پاؤں چومنے کے قابل ہیں کیونکہ غوث بہاء الحق اور شاہ رُکن عالم جیسے بزرگ آپ کی زیارت کو آتے ہیں۔ یہ باتیں آپ نے تفنن کے طور پر کچھ اس انداز سے کہیں کہ مجھ میں شرم و ندامت کے مارے دم مارنے اور آنکھ اُٹھانے کی سکت باقی نہ رہی)۔ پھر جب کہیں کچھ آدمی آپ کی زیارت کے لئے آتے اور آپ کی قدم بوسی کرتے تو آپ انہیں میری طرف اشارہ کر کے فرماتے کہ پہلے اُس بزرگ کی زیارت کرو اور اس کے قدم پکڑو۔ یہ ایسا شخص ہے کہ غوث بہاء الحق صاحب اور شاہ رکن عالم صاحب جیسے بزرگ ان کی زیارت کو آتے ہیں چنانچہ میں آپ کے قدموں پر پڑ کر بہت رویا اور عرض کیا کہ جناب میں نے بے وقوفی کی ہے۔ آپ خدا کے لئے مجھے معاف فرمائیں پھر آپ نے مجھے معاف فرمایا اور اس بات کو پھر نہ دُہرایا۔

خلیفہ گل محمد کی شہادت کا بیان

حضرت سلطان حامد صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ میں نے ایک دن سُلطان دایہ سے مولوی گُل محمد صاحب کی شہادت کے حالات دریافت کئے۔ انہوں نے فرمایا کہ اُن کی شہادت کے حالات بہت عجیب ہیں اور وُہ واقعہ یوں ہے

کہ ایک روز ہمارے مُرشد مولوی صاحب نے ہم میں سے خاص خاص مُریدوں کو اکٹھا کیا اور اُنہیں ساتھ لے جا کر حضرت سلطان العارفین کے مزار پر حاضر کیا اور سب کو ارشاد فرمایا کہ ہمارا وقت اب قریب آ پہنچا ہے ہم تمہیں اس مقدس مزار والے کے سپرد کرتے ہیں تا کہ ہمارے بعد اسی دربار پُر انوار سے فیض یاب ہوا کرو۔ اس کے بعد آپ وہاں سے مشرق کی طرف روانہ ہوئے اور دریائے چناب کے پار ہو کر دریائے راوی کی سمت چل دیئے۔ ہم سب آپ کے

پیچھے دوڑے جب میدان میں پہنچے تو ہم سب مُریدوں کو فرمایا کہ عزیزو۔ ہم پر شہادت کا حکم جاری ہوا ہے تم لوٹ جاؤ۔ ہم سب نے رو کر عرض کی کہ اَے حضرت! ہم بھی آپ کے ہمراہ قتل اور شہید ہونا چاہتے ہیں۔ پھر آپ خاموش ہو کر ذرا آگے چل دیئے ہم سب آپ کے پیچھے پیچھے ہو لئے آپ ایک گھڑی بعد کھڑے ہو گئے اور ہم سے مخاطب ہو کر فرمانے لگے کہ دوستو ٹھہر جاؤ اور واپس چلے جاؤ۔ درویشوں نے عرض کیا کہ ہم آخر وقت بھی آپ کے ہمراہ حاضر خدمت رہنا چاہتے ہیں۔ اس کے بعد جلال سے آپ کی ہئیت بدل گئی اور زمین پر ایک لکیر کھینچ کر فرمایا کہ جس شخص کو اپنی موت اور قتل منظور ہو وہ اس خط سے گذر کر میرے پیچھے آئے۔

اس مقام پر دایہ سُلطان نے بیان کیا کہ اللہ اللہ اُس وقت ایک نہایت نرالی عجیب حالت دیکھی۔ ہم سب پر موت کی سی ہیبت چھا گئی چنانچہ سب دم بخود رہ گئے اور کسی کو اس لکیر کے پار جانے کی ہمت نہ ہوئی اور صرف میں (دایہ سُلطان) اکیلا دل کڑا کر کے اس لکیر کو پار کر گیا اور آپ کے پیچھے روانہ ہو پڑا۔ تھوڑی دور جا کر آپ رحمتہ اللہ علیہ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ اچھا چلے آؤ لیکن جب ہم پر وہ وقت آئے گا تم بھی ہم سے بھاگ جاؤ گے اور ہمارا ساتھ چھوڑ دو گے۔

چیست صائب زہرہ کس را سینہ بر سنداں زدن

از دو صد عاشق کسے بے باک مے آید بُروں

ترجمہ:۔ جان پر کھیل کر اپنا سینہ سندان پر رکھ دینا ہر کسی کے بس میں نہیں سینکڑوں عاشقوں میں سے کوئی ایک ایسا نکلتا ہے۔

یہ جان پر کھیل جانے والے عاشقوں کا حال ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات مقدس اپنے باکمال عاشقوں سے اپنے جلوۂ دیدار اور مشاہدۂ جمالِ لازوال کے عوض دِل و جان اور سر و مال اور جان و تن کے ٹکڑے ٹکڑے ہونا طلب کرتی ہے اور عاشق لااُبالی سر ہتھیلی پر رکھے بارگاہِ الٰہی میں پیش ہوتے ہیں اور سب کچھ اپنے محبوب کی لقاء پر نثار اور تصدق کرتے ہیں اور دم نہیں مارتے دوستو! آپ دیکھتے ہیں کہ اس جانباز عاشق کی زندگی کے حالات اور موت کے واقعات کس طرح

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملتے جلتے ہیں چنانچہ انجیل کے چھبیسویں باب میں مذکور ہے کہ جب عید فسخ کے دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے حواریوں سمیت شہر یروشلم میں ایک شخص کے گھر عید فسخ کے طعام کھا رہے تھے تو آپ علیہ السلام نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ یارو! کل دن چڑھے یروشلم میں مجھے سُولی پر چڑھایا جائے گا یعنی جمعہ کی رات ایک پہر رات رہے پہاڑ سے گرفتار کیا جاؤں گا اور تم میں سے ایک شخص مجھے یروشلم کے ہیکل مقدس کے یہودی کاہنوں کے حوالے کرے گا جو میری جان لینے کے درپے ہیں اور پھر ہم اس طرح کبھی اکٹھے نہیں ہوں گے۔

حواریوں نے عرض کی کہ اَے رُوح اللہ وُہ کون ہے جو آپ علیہ السلام کو دشمنوں کے حوالے کرے گا۔ اس وقت آپ دسترخوان پر کھانا کھا رہے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے یہودیوں کے حوالے کرنے والا شخص وہ ہے جس کا ہاتھ اس وقت طباق میں ہے اور وہ یہودا تھا پس آپ علیہ السلام کے حواری زار زار رونے لگے اور یعقوب جو حضرت مسیح علیہ السلام کے پہلے صحابی ہیں جسے پطرس بھی کہتے ہیں اور نہایت راسخ الاعتقاد آدمی تھے۔ اس نے عرض کیا کہ اَے رُوح اللہ! ہم سب اُس وقت کہاں ہوں گے اور آپ علیہ السلام سے کیونکر جُدا ہوں گے۔ حضرت مسیح علیہ السلام نے فرمایا تم سب مجھ سے بھاگ جاؤ گے اور مجھے چھوڑ جاؤ گے۔ یعقوب نے عرض کیا کہ اَے حضرت! میں ضرور آپ علیہ السلام کی خدمت میں رہوں گا اور ہرگز آپ علیہ السلام سے جُدائی اختیار نہیں کروں گا۔ حضرت مسیح علیہ السلام نے فرمایا اَے یعقوب! جب جمعہ کی رات کے آخری حصے میں یہودی مجھے گرفتار کرکے بیت المقدس میں قید کریں گے مُرغ کی بانگ سے پہلے یعنی صبح سے پہلے بیت المقدس میں تو تین مرتبہ میرا انکار کرے گا جب وُہ وقت مجھ پر آئے گا اور مجھے سُولی پر چڑھایا جائے گا۔ اُس وقت تو مجھ سے بیزار ہو جائے گا اور اجنبی اور ناآشنا بن جائے گا چنانچہ بعد میں اسی طرح وقوع میں آیا یعنی جب عیسیٰ علیہ السلام کو بیت المقدس میں قید کرکے لائے تو یعقوب یعنی پطرس آپ علیہ السلام کے ساتھ تھا اس وقت شمع روشن کی گئی تو ایک لونڈی نے اُنہیں پہچان لیا اور اُس نے یہودی سرداروں کو کہا کہ جب کبھی عیسےٰ علیہ السلام ہیکل میں وعظ کرنے آتے تھے تو یہ شخص اُن کے ہمراہ ہوتا تھا۔ پس اُن

یہودی سرداروں نے تین مرتبہ بطور تحقیقات دریافت کیا کہ کیا تو عیسیٰ یسوع ناصری کا ساتھی ہے یعقوب نے تینوں مرتبہ انکار کر دیا اور کہا کہ میں تو اسے جانتا بھی نہیں۔ اس وقت ٹھیک ایک پہر رات باقی تھی اور مرغ نے بانگ دے دی۔ تب یعقوب دل میں بہت نادم اور شرمندہ ہوا کہ افسوس! واقعی آپ علیہ السلام کی پیشین گوئی میرے حق میں سچی ثابت ہوئی اور میں نے مُرغ کی بانگ سے پہلے تین مرتبہ آپ علیہ السلام کا انکار کر دیا۔

اب ہم مولوی گل محمد صاحب کی شہادت کے واقعے کی طرف لوٹتے ہیں۔ دایہ سُلطان نے بیان کیا کہ میں اپنے مُرشد مولوی صاحب کے پیچھے شام تک دوڑتا رہا اور شہر چوترہ سرگانہ میں جا پہنچے جوراوی کے علاقے میں ہے اس شہر کے رئیس مہر سُلطان کی بیوی حضرت مولوی سندھی صاحب علیہ الرحمۃ کی خاص محبّہ اور معتقد تھی۔ آپ کی تشریف آوری کا حال سن کر کسی نوکر کے ہاتھ ایک چارپائی اور ایک بوریا اُٹھوا کر آپ رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئی آپ بغیر کچھ بچھائے اس چارپائی پر قبلہ کی طرف رُخ کر کے چُپ چاپ لیٹ گئے۔ وُہ عورت بوریئے پر آپ رحمتہ اللہ علیہ کے روبرو بیٹھ گئی اور میں (دایہ سُلطان) بھی ایک طرف زمین پر بیٹھ گیا۔ ایک گھڑی اسی طرح خاموشی میں گذری کہ اتنے میں مہر سُلطان مذکور کا لڑکا نامدار مع اپنے دونوکروں کے تلواریں سُونتے ہوئے آ پہنچا اور آتے ہی انہوں نے مولوی سندھی صاحب کا سرتن سے جُدا کر دیا۔ مولوی صاحب نے نہ کوئی آواز نکالی اور نہ جنبش کی بلکہ بدستور اسی طرح قبلہ رُخ لیٹے رہے اور اسی طرح جام شہادت نوش فرمایا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ (سورۃ البقرہ: آیت ۱۵۶) اور وہ عورت بھی اپنے مُرشد مولوی صاحب کی طرف ٹکٹکی لگائے دیکھتی رہی اسے بھی اسی حالت میں قتل کر دیا گیا اور وہ مسکین بھی بے گناہ شہید ہوئی۔ غَفَرَ اللّٰہُ لَھَا اور میں (دایہ سلطان) جان بچا کر نکل گیا۔

حضرت مولوی صاحب سندھی علیہ الرحمۃ پر تلوار کے اتنے وار کیے گئے کہ آپ کا جسم مبارک ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ پھر ان ٹکڑوں کو کمبل میں لپیٹ کر شاہ نظام کے قبرستان میں دفن کیا گیا جس کے جنوب مشرق میں حضرت علی حیدر صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا مزار ہے اور شمال کی طرف موضع

سنپالاں پنجوانہ گاؤں ہے۔ وہاں پر آپ رحمتہ اللہ علیہ کا مزار بہت منور اور متبرک ہے اور زیارت گاہ عام وخواص ہے۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحمت کرے اور ہمیں اُن کے پاک اوصاف سے متصف اور ان کے اعلیٰ اخلاق سے متخلق فرمائے آمین۔ اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں اور عاشقوں کو سخت ابتلائیں اور آزمائشیں دیتا ہے اور اُنہیں اپنے جور و جفا میں آزماتا ہے۔ کسی نے کیا اچھا کہا ہے۔

گہ زہر را نصیب بحلق حسن کنیم

گہ تیغ بر حسین کشد کبریائے ما

فرعون را ندادیم اَے یار دردِ سر

زیرا کہ او نداشت سرِ درد ہائے ما

ما پروریم دُشمن و مامے کُشیم دوست

کس را مجال نیست بچون وچرائے ما

ترجمہ:۔ کبھی ہم حسن ﷜ کے حلق کو زہر چکھاتے ہیں، کبھی رب کبریا حسین ﷜ پر تلوار سونت لیتا ہے ہم نے فرعون کو کبھی سر درد میں مبتلا نہیں کیا کیونکہ اسے ہم سے کوئی تعلق اور نسبت نہ تھی ہم دشمن کو پالتے اور دوست کو تلواروں کا نشانہ بناتے ہیں کسی کی مجال نہیں چوں چرا کر سکے۔

حضرت شیر شاہ رحمتہ اللہ علیہ سے باطنی معاملات

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت سُلطان العارفین سیر وسیاحت کرتے ہوئے ایک گاؤں میں جا نکلے جہاں ایک بزرگ شیر شاہ صاحب رہائش رکھتے تھے۔ اُس شہر کے باہر ایک ٹیلے پر حضرت سُلطان العارفین مراقبہ کئے بیٹھے تھے۔ اس وقت حضرت شیر شاہ صاحب کے چند طالب مرید لنگر کے لئے لکڑیاں وغیرہ چُنتے ہوئے آپ رحمتہ اللہ علیہ کے قریب آ نکلے۔ ان میں سے ایک طالب نے جب آپ کو دیکھا تو آپ سے بولنے کی خاطر آپ کے بہت قریب آ گیا اور آپ پر سلام کہا۔ آپ نے سلام کا جواب دیتے ہوئے جب اُس کی طرف دیکھا تو اُس کا قلب ذِکر اللہ سے جاری ہو گیا اور اُس کا ہر بال ذکر اللہ سے گویا ہو گیا۔ وہ طالب فوراً آپ کے قدموں پر گر پڑا

اور زار زار رونے لگ گیا۔ دور سے دوسرے طالب نے جب پہلے طالب کی یہ حالت دیکھی تو حقیقت حال معلوم کرنے کے لئے وہ بھی آنحضرت کے پاس آ گیا۔ آپ نے اُس کی طرف دیکھا تو اس کی بھی وہی حالت ہوگئی اور وہ بھی آپ کے قدموں پر گر کر رونے لگا۔ تیسرے طالب نے جب ذرا دور سے اپنے ساتھیوں کی یہ حالت دیکھی تو گھبرا کر واپس بھاگا اور اپنے پیر سید شیر شاہ صاحب کو حالات سے آگاہ کیا کہ جناب ایک فقیر باہر فلاں ٹیلے پر بیٹھا ہے۔ آپ کے فلاں فلاں طالب جب اُس کے قریب گئے تو خدا جانے اُس نے اتنی جلدی میں کیا کچھ کر دیا کہ دونوں اُس کے قدموں میں سر رکھے ہوئے زار زار رو رہے ہیں۔ اُن کے زور سے رونے اور دھاڑیں مارنے کی آواز جب میں نے سُنی تو میں سخت گھبرا کر آپ کے پاس آ گیا چنانچہ شیر شاہ صاحب یہ ماجرا سن کر حالات بچشم خود دیکھنے کے لئے بمعہ چند طالبوں اور درویشوں کے آپ کی طرف روانہ ہوئے جب آپ کے قریب پہنچے تو حضرت سُلطان العارفین نے اپنی باطنی توجہّ اور روحانی طاقت کو پوشیدہ کرلیا۔ حضرت شیر شاہ صاحب نے آپ پر سلام کہا آپ نے انہیں سلام کا جواب دیا۔ اس کے بعد شیر شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت سُلطان العارفین سے مخاطب ہوکر کہا کہ اے درویش! میں مدت سے باطن میں طیر سیر کرتا ہوں اور حضرت سرورِ کائنات ﷺ کی کچہری میں بھی جاتا ہوں لیکن میں نے تجھے کبھی نہیں دیکھا۔ معلوم ہوتا ہے تو کوئی سفلی عامل یا جادوگر ہے جس کے ذریعے تو نے میرے دو طالبوں کو مجھ سے جُدا کر کے پھنسالیا ہے پس بہتر یہی ہے کہ تو آج سے اس معاملے سے باز آ جائے ورنہ میں حضور بزم نبوی ﷺ سے تجھے ایسی سزا دلاؤں گا کہ تجھے چھٹی کا دودھ یاد آ جائے گا۔ اس پر حضرت سلطان العارفین نے فرمایا کہ شاہ صاحب! آپ رات کو حضرت سرور کائنات ﷺ کے حضور میں حاضر ہوں اور میں بھی وہاں حاضر خدمت ہونے کی کوشش کروں گا۔ اس کے بعد آپ جو چاہیں کریں صبح آپ کی اور ہماری ملاقات اسی جگہ ہوگی اور یہیں فیصلہ بھی ہوگا چنانچہ حضرت سُلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ رات کو اپنے درویشوں سمیت اسی شہر کے اندر رہ پڑے۔ رات کو جب شیر شاہ صاحب حضرت سرور کائنات ﷺ کی کچہری میں حاضر

ہوئے تو تمام حاضرین مجلس نبوی ﷺ کو گھور گھور کر دیکھنے لگے کہ وہ درویش (یعنی حضرت سُلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ) کہیں نظر آتے ہیں یا نہیں۔ آخر ایک ایک اہل مجلس کو اُس نے غور سے دیکھا اور اس نتیجے پر پہنچا کہ وہ بزم نبوی ﷺ میں کہیں بھی نہیں ہے اور وہ (معاذ اللہ) جھوٹا ہے صبح اُس سے نپٹ لیں گے کہ اتنے میں اُس نے دیکھا ایک چھوٹا نورانی معصوم شیر خوار بچہؔ حضرت رسالتمآب ﷺ کی آستین سے نکل کر آپ ﷺ کی گود میں کھیلنے لگا جسے آں حضرت ﷺ نے اپنے بچے کی طرح پیار کیا۔ پھر وہ بچہ باری باری چار یار اصحاب کبار و حسنین و حضرت شاہ محی الدّین اور جملہ حاضرین انبیاء مُرسلین اور اولیاء کاملین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی گود میں کھیلتا رہا اور سب نے اُسے پیار کیا چنانچہ حضرت شیر شاہ صاحب کی گود میں بھی آ گیا اور انہوں نے بھی اُسے پیار کیا۔ اُس وقت وُہ نوری حضوری بچہؔ حضرت شیر شاہ صاحب کی داڑھی سے کھیلنے لگا اور کھیلتے ہوئے اُن کی داڑھی کے دو بال نکال لئے جس سے حضرت شیر شاہ صاحب نے درد محسوس کیا لیکن لحاظ اور پاس ادب سے کچھ نہ کہا۔ وُہ نوری بچہ پھر اُسی طرح تمام حاضرین بزم نبوی ﷺ کی گود میں کھیلتے کھیلتے حضرت سرور کائنات ﷺ کی گود میں آ کر آپ ﷺ کی آستین میں گھس کر غائب ہو گیا۔ صبح کو حضرت سُلطان العارفین اسی معین اور معہودہ ٹیلے پر تشریف لا کر حضرت شیر شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے انتظار میں درویشوں سمیت بیٹھ گئے کہ اتنے میں حضرت شیر شاہ صاحب بھی اپنے درویشوں کو ساتھ لے کر غصےؔ اور جوش انتقام میں لال پیلے بنے ہوئے حضرت سلطان العارفین کے پاس آ گئے اور آتے ہی غضب ناک لہجے میں ڈانٹ پلائی کہ اَے درویش! ہم نے رات کو بزمِ نبوی ﷺ میں تمہارا جائزہ لیا اور تمہیں دیکھتے رہے لیکن تمہاری شکل تک وہاں نظر نہ آئی۔ تم جھوٹے ثابت ہو گئے ہو اب ہم تمہیں پھر ایک دفعہ موقع دیتے ہیں کہ تم اپنے ان سفلی احوال اور جھوٹے افعال سے تائب ہو جاؤ ورنہ اس کا نتیجہ بہت ہی برا اور عبرت ناک ہو گا۔ اس پر حضرت سُلطان العارفین نے فرمایا کہ شاہ صاحب! کسی امر واقعہ کی شہادت کے لئے شریعت میں کتنے گواہ چاہئیں شاہ صاحب نے جواب دیا دو گواہ۔ اس پر حضرت سلطان العارفین نے فرمایا یہ لو میری حاضری کے بھی

آپ کی ریش مُبارک کے دو بال موجود ہیں۔ حضرت شیر شاہ صاحب اپنی داڑھی کے دو بال دیکھ کر چونک پڑے اور فوراً حضرت سُلطان العارفین کے سامنے ہاتھ باندھ کر معافی کے خواستگار ہوئے۔

حُسن پر اپنے ہر اِک مہ پارہ گرمِ لاف تھا
گھر سے وُہ خورشید رُو نکلا تو مطلع صاف تھا

اس کے بعد حضرت شیر شاہ صاحب علیٰحدگی میں حضرت سُلطان العارفین کے ساتھ راز و نیاز کی باتیں کرنے لگ گئے۔ منجملہ ان کے یہ بھی دریافت کیا کہ جناب! آپ رحمتہ اللہ علیہ لوگ بظاہر ہمیں بزمِ نبوی ﷺ میں نظر نہیں آتے لیکن آپ اپنے باطنی کمالات اور روحانی طاقت میں ہم سے بہت بڑھے ہوئے ہیں سو آپ کہاں رہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا شاہ صاحب! حضرت سرورِ کائنات ﷺ کی نو قسم کی کچہریاں باطن میں لگتی ہیں۔ سب سے ادنیٰ مجلس وہ ہے جو عالم ناسُوت میں ہر جگہ منعقد ہوتی ہے جس میں عام اولیاء اللہ جسم نفس کے ساتھ حضرت سرور جہاں ﷺ کے لطیفۂ نفس کے ارد گرد جمع ہوتے ہیں اور ناسوتی فیض پاتے ہیں۔ اسی طرح قلوب کی کچہری الگ ہے اور ارواح کے دربار علیٰ ھذا القیاس علیٰحدہ علیٰحدہ منعقد ہوا کرتے ہیں اور ہم عاشقوں اور فقراء فنا فی اللہ بقاء باللہ کی خاص کچہری نور کے دریائے ژرف توحید یا لامکان میں منعقد ہوتی ہے۔ آپ لوگوں کو سوائے اسی ایک بزم مقام ناسوت کے اور کسی کچہری تک رسائی نہیں اور ہم حضور پُر نور کے ذاتی فقر کے وارث آپ کے ساتھ آپ ﷺ کی ہر مجلس میں حاضر رہتے ہیں چنانچہ وہ نو (۹) مقام جہاں نو (۹) قسم کی کچہریاں منعقد ہوتی ہیں حسب ذیل ہیں

اول مقام دنیا۔ دوم عقبیٰ۔ سوم مقامِ ازل۔ چہارم مقامِ ابد۔ پنجم مقام روضۂ حرمِ نبوی ﷺ۔ ششم مقام بیت اللہ یعنی خانہ کعبہ۔ ہفتم مقام عرشِ اعظم۔ ہشتم مقام دریائے ژرف یعنی بحرِ توحید اور نہم مقام لاہوت لامکان۔

اس کے بعد حضرت شیر شاہ صاحب کو ان کی درخواست پر اپنا خلیفہ بنایا اور مقام ادنیٰ سے نکال کر مقام اعلیٰ پر سرفراز فرمایا۔

آں سیہ چردہ کہ شیرینئ عالم بااوست

چشمِ میگوں لبِ خنداں دل خرم بااوست

گرچہ شیریں دہناں پادشہانند ولے

آں سلیمان زمان است کہ خاتم بااوست

رُوئے خُوبست وکمالِ ہُنر ودامنِ پاک

لاجرم ہمّت پاکانِ دو عالم با اوست

ترجمہ:۔ وہ سیاہ چشم محبوب کہ دنیا کی شیرینی اسکے ہمراہ ہے۔ مست آنکھ والا خندال لب اور خوش دل ہے اگرچہ شیریں لب محبوب بادشاہ ہیں لیکن وہ سلیمانِ زمانہ ہے کہ نبوت کی انگوٹھی اسکے پاس ہے۔ اس کا چہرہ خوبصورت ہے اس کا دامن پاک اور وہ صاحبِ کمال اور پاک دامن ہے یقینی طور پر جہاں کے پاک لوگوں کی ہمت اس کے ساتھ ہے۔

ڈیرہ غازی خان اور ڈیرہ اسمٰعیل خاں کا سفر

حضرت سُلطان العارفین قدس سرّہ العزیز نے دو دفعہ چند درویشوں کے ہمراہ دریائے سندھ کو عُبور کر کے ہمارے ملک دامان کے ضلعِ ڈیرہ غازی خان اور ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خاں کی سیر وسیاحت فرمائی ہے اور ان علاقوں میں اپنا باطنی فیض پھیلایا ہے۔

ایک دفعہ جب آپ ڈیرہ غازی خاں کی طرف چند درویشوں کے ہمراہ سفر فرما رہے تھے تو راستہ میں دریائے سندھ کے مغربی کنارے پر شہر فتح خاں کے قریب ایک گاؤں پر آپ کا گذر ہوُا۔ دوپہر کے وقت درویشوں کا اِرادہ ہوُا کہ وہاں روٹی کھا کر ذرا آرام کریں چنانچہ وہاں ایک دائی کے گھر تشریف لے گئے اور اسے آٹا پکانے کے لئے کہا۔ دائی نے کہا کہ مجھے روٹی پکا دینے میں تو کچھ عذر نہیں ہے لیکن میری لڑکی کی آنکھیں دُکھ رہی ہیں اور دیکھو درد کے مارے وہ میری گود میں بھی آرام نہیں کرتی اور درد سے چلاّ رہی ہے درویشوں نے کہا۔ مائی لڑکی کو ایک لحظہ کے لئے پنگھوڑے میں ڈال دو ہم اُس کا پنگھوڑا ہلاتے رہیں گے۔ اللہ کرے گا اُسے آرام

آجائے گا اتنے میں تم ہماری روٹیاں پکا لوگی دائی نے کہا۔لڑکی تو آرام کرنے والی نہیں ہے لیکن خیر تم دور سے آئے ہوئے مُسافر ہو۔تم خود آٹا گوندھ دو اور تنور گرم کردو میں جلدی جلدی روٹیاں لگادوں گی۔اس پر حضرت سُلطان العارفین نے فرمایا مائی! لڑکی کو پنگھوڑے میں ڈال دو۔اس کے رونے کے ہم ذمہ دار ہیں تم اپنا کام کرو چنانچہ وُہ دائی اور درویش روٹی پکانے کے سامان میں لگ گئے اور حضرت سلطان العارفین چھپر کے نیچے لڑکی کے پنگھوڑے کے پاس بیٹھ گئے۔آپ کا آہستہ سے اسم ذات کا اشارہ کر کے پنگھوڑے کو ہلانا ہی تھا کہ اُس نیک بخت معصوم کی زبان خاموش ہوگئی اور اُس کا ننھا دل اسم ذات سے جاری ہوگیا اور اُس کے بدن کے تمام بال اللہ اللہ کرنے لگ گئے۔جب لڑکی کا رونا موقوف ہوگیا تو وہ دائی اپنی لڑکی کی یکدم خاموشی سے حیرت زدہ ہوگئی اور بار بار پنگھوڑے اور حضرت سُلطان العارفین کی طرف مشکوک نگاہوں سے دیکھتی رہی۔آخر جب کافی دیر ہوگئی اور وہ روٹیوں سے فارغ ہوگئی اور اس نے دیکھا کہ حضرت سلطان العارفین پنگھوڑا ابھی نہیں ہلا رہے اور لڑکی پر یکدم موت کی سی خاموشی طاری ہوگئی ہے تو اُس سے نہ رہا گیا اور دوڑی دوڑی چھپر کے پاس آکر حضرت سلطان العارفین سے مخاطب ہوئی کہ میاں تم لڑکی کے پنگھوڑے کو حرکت اور ہلاوہ بھی نہیں دیتے اور لڑکی خاموش ہوگئی ہے کہیں اس کا گلہ تو نہیں گھونٹ دیا اور مار تو نہیں ڈالا۔اس پر آپ نے فرمایا کہ مائی ہم نے تمہاری لڑکی کو مارا نہیں بلکہ ابدالآباد تک زندہ کردیا ہے اور اُسے ایسا ہلاوہ دیا ہے کہ قیامت تک اس کو ہلاوے آتے رہیں گے چنانچہ جب اُس دائی نے لڑکی کے مُنہ سے کپڑا اُٹھایا تو لڑکی کا دِل جاری تھا اور اس کی نس نس سے اسم ذات کی آواز آرہی تھی۔اسم ذات کی حرارت سے لڑکی پسینے میں شرابور تھی چنانچہ اُسے دیکھ کر دائی کو بھی تاثیر ہوگئی اور وہ بھی اللہ اللہ پکارنے لگی اور حضرت سلطان العارفین کے قدموں پر گر کر زار زار رونے لگی۔اس واقعہ کو دیکھ کر گاؤں کے تمام لوگ جمع ہوگئے اور لڑکی کو دیکھ کر تمام مرد عورت اللہ اللہ پکارنے لگ گئے اور اس گاؤں میں ایک کہرام مچ گیا چنانچہ بعد میں وہ سعادت مند بچی مجذوبہ صاحب کمال ہوگئی اور مائی غلام فاطمہ مستوئن کے نام سے مشہور ہوگئی ہندی زبان میں

مستوئن لفظ مستوار کی تانیث ہے جو مجذوب کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ مائی صاحبہ کی قبر زندہ ہے اور مرجعِ خلائق ہے۔ بہت لوگ ان کے مزار سے فیضیاب اور مستفیض ہوتے ہیں اور دینی و دنیوی مُرادیں پاتے ہیں۔

بیری کے درخت کا واقعہ

مناقب سُلطانی میں مذکور ہے یہ واقعہ بالکل صحیح اور مشہور ہے کہ حضرت محمد صدیق علیہ الرحمۃ لیّہ اور ڈیرہ اسمٰعیل خاں کے قریب رہنے والا قوم کا سپہرا حضرت سُلطان العارفین کے مزار پر آکر معتکف ہوا اور آپ کی رُوحانیت سے فیض یاب ہوا۔ اُن دنوں حضرت سلطان العارفین کی خانقاہ کے دروازے کے قریب سامنے ایک بیری کا درخت کھڑا تھا۔ ایک روز ایک اندھا شخص مزار مقدّس پر فاتحہ اور قرآن پڑھنے کی غرض سے دروازے کی طرف جارہا تھا کہ اُس کا ماتھا اس درخت کی ایک موٹی سی شاخ سے ٹکرا گیا اور زخمی ہوگیا۔ یہ حال دیکھ کر دربار شریف کے درویشوں نے مشورہ کیا کہ اس درخت کو کاٹ دیا جائے کیونکہ ہر آنے جانے والے زائر کے راستے میں مزاحم اور موجبِ ضرر ہے لیکن اُس وقت کے درویش سب صاحبِ احوال تھے اور حضرت سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ سے ہر معاملے میں باطنی طور پر صلاح اور مشورہ لیا کرتے تھے چنانچہ سب نے یہ صلاح کی کہ رات کو حضرت سلطان العارفین کی رُوحانیت سے اس معاملے میں اجازت لی جائے اور استخارہ کرلیا جائے چنانچہ رات کو سب درویش اس نیّت سے سوئے کہ حضرت سلطان العارفین سے اس بیری کے کاٹنے کا امر ہوجائے تب یہ کام کیا جائے چنانچہ رات کو حضرت سُلطان العارفین نے خواب میں خلیفہ محمد صدیق صاحب کو فرمایا کہ اَے محمد صدیق! ہماری بیری کو کیوں کاٹتے ہو یہ خود اپنے پاؤں چل کر ہمارے مزار کے سرہانے شمال کی طرف جا کھڑی ہوگی۔ غرض خلیفہ محمد صدیق صاحب نے راتوں رات سب فقیروں کو اس بات کی بشارت دے دی اور واپس آکر اپنے حجرے میں سو پڑے۔ صبح اُٹھے تو دیکھا کہ بیری کا درخت مزار مقدّس کے سرہانے شمال کی طرف کھڑا ہے۔ اسی روز سے اس بیری کا نام حضوری بیر پڑ گیا لوگ اس کے بیر اور پتے وغیرہ

شفاء امراض خصوصاً حصول اولاد کے لئے آج تک استعمال کر رہے ہیں اور فائدہ اُٹھا رہے ہیں ذاتی فقراء کی یہ خصوصیت ہوا کرتی ہے کہ اُن کی موت اور حیات برابر ہوتی ہے۔ وہ جس طرح زندگی میں فیض اور برکت پہنچاتے ہیں موت کے بعد قبر سے بھی اسی طرح بدستور فیض و برکات اور کشف و کرامات و تصرفات دکھاتے ہیں۔ اس سے تعجب نہیں کرنا چاہیئے۔ جب حضرت خلیفہ محمد صدّیق صاحب حضرت سلطان العارفین کے مزار مقدّس سے فیضیاب ہوئے تو آپ کو حکم ہوا کہ ملک سندھ بلوچستان میں جا کر بودوباش اِختیار کریں چنانچہ آپ حضرت سُلطان العارفین کے امر سے خلیفہ سید حضرت موسن شاہ صاحِب رحمتہ اللہ علیہ کے مزار اور شہر گھوٹکی سے چھ کوس جنوب کی طرف شہر محمود پر دریچہ میں رہ پڑے۔ آپ نے وہاں ہزارہا لوگوں کو فیض پہنچایا اور آپ رحمتہ اللہ علیہ کا مزار وہاں مشہور و معروف و مرجع خواص و عوام اور قبلۂ حاجات ہے۔

حضرت موسن شاہ صاحب گیلانی کا عجیب واقعہ

حضرت موسن شاہ صاحب گیلانی گھوٹکی والے کی فیض یابی کا حال بھی بہت عجیب ہے آپ شروع میں کم سن اور یتیم تھے اور آپ کی والدہ ماجدہ آپ کی پرورش اور خدمت کیا کرتی تھیں۔ ان دنوں ایک کلال یعنی کمہار شخص حضرت سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کی زندگی ہی میں آپ سے فیض یاب ہو کر اپنے وطن گھوٹکی آ گیا۔ اس کے بلند احوال اور اعلیٰ مقامات پر جلدی فائز ہونے کا چرچا ہر جگہ مشہور ہو گیا اور اس کی طرف لوگوں کا رجوع ہو گیا۔ حضرت موسن شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی والدہ اس کی باطنی ترقی دیکھ کر اُس کلال فقیر کی خدمت میں عرض گذار ہوئی کہ جس وقت آپ دُوسری دفعہ اپنے مُرشد حضرت سُلطان العارفین کی خدمت میں جائیں تو میرے یتیم بچے موسن شاہ کو بھی اپنے ہمراہ لے جائیں اور اُن کی زیارت اور ارادت سے مشرّف کریں اور اس عاجزہ کی طرف سے حضور کی خدمت میں عرض کریں کہ ہم نے سُنا ہے کہ آپ کمال درجے تک تارک الدنیا ہیں اور ہر ایک طالب مُرید کو دُنیا کے ترک کرنے کا حکم فرماتے ہیں لیکن ہم از حد مسکین ہیں اور فقر و فاقہ اور مسکینی کا بوجھ پشتوں سے اٹھاتے اٹھاتے جاں بلب آ گئے ہیں اور اب

ہم میں مزید بھوک اور تنگ دستی برداشت کرنے کی طاقت نہیں رہی۔ از راہِ اللہ میرے اس یتیم بچے کو حسنین رضی اللہ عنہما کے صدقے میں ہر دو دینی اور دینوی نعمت سے مالا مال فرمادیں چنانچہ وہ کلال بزرگ اُس یتیم بچّے سیّد موسن شاہ کو ہمراہ لے کر حضرت سلطان العارفین کی خدمت اقدس میں حاضر ہُوئے اور جو کچھ اس کی والدہ نے عرض کیا تھا آپ رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں بچے کو پیش کرتے ہُوئے عرض کر دیا۔ حضرت سلطان العارفین نے اس یتیم بچے کے سر پر شفقت کا ہاتھ پھیرا اور فرمایا کہ ابھی یہ بچہّ ہے توجہ کی برداشت کی طاقت اس میں نہیں ہے۔ اس کی والدہ ماجدہ کو ہماری طرف سے یہ مُژدہ اور پیغام سُنانا کہ انشاء اللہ ہم اسے سعادت دارین سے سرفراز کریں گے۔ فی الحال یہ علم ظاہری حاصل کرے جب ظاہری علم سے فارغ ہولے تب اسے میرے پاس لے آویں۔ ہمارے پاس اس کا ازلی نصیبہ موجود ہے چنانچہ آپ موضع گھوٹکی واپس آئے اور اپنی والدہ ماجدہ کو حضور کا پیغام سُنایا۔ آپ کی والدہ ماجدہ نے موسن شاہ صاحب کو ایک دینی مکتب میں داخل کر دیا کچھ عرصہ بعد جب آپ فارغ التحصیل ہوئے تو پھر اُسی کلال فقیر کے ہمراہ حضرت سُلطان العارفین کی خدمت میں حاضر ہونے اور فیض پانے کے ارادہ سے روانہ ہوئے جس وقت حضرت موسن شاہ صاحب حضرت سلطان العارفین قدس سِرّہٗ کی خدمت اقدس میں پہنچے تو آں حضرت قدس سِرّہٗ نے ان کے دل کی زمین پر انگشتِ شہادت سے اسم اللہ ذات لکھ کر توجہ فرمائی جس سے موسن شاہ صاحب کے قلب اور قالب ہر دو روشن اور منور ہو گئے اور عارف روشن ضمیر اور زندہ دل ہو گئے اور آپ کا ظاہر اور باطن نورِ اسم اللہ ذات سے معمور ہو گیا۔ حضور کی ذاتی توجہ اور نوری التفات نے سید موسن شاہ صاحب کو ہر دو دینی و دینوی، صُوری اور معنوی اور ظاہری و باطنی طور پر وہ کمال بخشا کہ آپ تھوڑے دنوں میں کامل سالک اور مرجعِ خلائق بن گئے غرض حضرت سُلطان العارفین قدس اللہ سرہٗ العزیز نے سید موسن شاہ صاحب کے بارے میں جس طرح وعدہ فرمایا تھا بطور اَلْكَرِيْمُ اِذَا وَعَدُ وُنی آپ نے اسی طرح اس یتیم سید صاحب کو ہر دو دینی و دینوی نعمتوں سے مالا مال فرمادیا۔ اپنے وطن جا کر حضرت موسن شاہ صاحب نے وہاں ظاہری

برداشت کیلئے طاقت ضروری ہے

دینی تعلیم وتدریس اور وعظ و پند اور باطنی ارشاد وتلقین کا سلسلہ جاری کیا۔ لاکھوں آدمیوں کو ہدایت فرمائی اور ہزار ہا طالب آپ سے فیض یاب ہوئے آپ کا لنگر بڑا فراخ اور وسیع تھا۔ کہتے کہ آپ کے لنگر میں روزانہ ایک من نمک خرچ ہوتا تھا۔ آپ کے باطنی تصرّف کا یہ عالم تھا کہ آپ کے وطن گھوٹکی کے ارد گرد سوسو کوس تک کسی کو مجال نہ تھی کہ کوئی اعلانیہ بدعت مثلاً سرود، ناچ، ڈھول وغیرہ تمبا کو نوشی، بھنگ، چرس، شراب نوشی وغیرہ کا ارتکاب کرسکتا۔ آپ کے ان بلند پایہ حالات اور واقعات کی شہادت اور صداقت آپ کی خانقاہ کی عظیم الشان مسجد آج بھی زبان حال سے بیان کررہی ہے کہ ایک روز یہاں شریعت اور طریقت ہر دو بڑے جوبن اور عروج پر رہے ہیں۔ اس فقیر نے گھوٹکی جاکر آپ کے مزار کی زیارت کی ہے اور آپ کی مسجد میں نماز پڑھی ہے۔ بڑی بھاری وسیع اور نہایت خوبصورت عمارت ہے جس کے اندر ہزاروں آدمی بیک وقت آسانی سے نماز ادا کرسکتے ہیں۔

حضرت سلطان العارفین قدس سِرّہٗ العزیز کی ظاہری بیعت کا کہیں سے صحیح سُراغ نہیں ملتا اور ٹھیک پتہ معلوم نہیں ہوتا۔ ان باتوں کا صحیح ماخذ آپ کی کتابیں ہیں چنانچہ کتاب امیر الکونین میں حضرت سلطان العارفین قدس سِرّہٗ فرماتے ہیں کہ یہ فقیر تیس سال تک مُرشدِ کامل کی طلب میں پھرتا رہا ہے اور اب سالہا سال سے طالب صادق کی طلب میں ہوں۔ مناقب سلطانی کے مصنف اس موقع پر فرماتے ہیں کہ آپ کو ہر دو مُرشدِ کامل اور طالب صادق نہیں ملے ہمارا بھی اس سے اتفاق ہے بعض لوگ حضرت سُلطان العارفین قدس سِرّہٗ کی بیعت حضرت عبدالرحمٰن صاحب دہلوی سے منسوب کرتے ہیں لیکن حضور کی کتابوں میں حضرت پیر عبدالرحمٰن صاحب کا کہیں بھی ذکر نہ آنا بہت ہی تعجب خیز اور حیران کُن بات ہے حالانکہ حضور نے کتابوں میں سارنگ خاں بلوچ کا بھی ذکر کیا ہے۔ دیگر یہ بھی مذکور ہے کہ حضرت پیر عبدالرحمٰن صاحب شہنشاہِ ہند اورنگ زیب کے مصاحب بھی تھے اور اورنگ زیب نے حضرت سلطان العارفین قدس سرّہٗ سے جو کہ آپ کے مصاحب کے مُرید تھے بیعت کی استدعا کی سو یہ باتیں قیاس سے بعید معلوم ہوتی ہیں۔ نیز حضرت سُلطان العارفین قدس سِرّہٗ اپنی کتاب گنج الاسرار میں حضرت شاہ مقیم

صاحب حجرہ والے کی اولاد میں سے کسی بزرگ کے ساتھ اپنی ارادت کا اظہار فرماتے ہیں چنانچہ ابیات میں ارشاد فرماتے ہیں

ابیات:۔ ہر کر اپدرش بود عارف مقیم!
چوں نباشد ولد بررہ مستقیم
شرف زاں لعل بہاول باوصال
نظر برقبرش مکُن شوریدہ حال
شُد مُریداز جانِ باہُو باصفاءؒ

ترجمہ:۔ جس کا باپ عارف مقیم رحمۃ اللہ علیہ ہو تو بیٹا راہِ مستقیم پر گامزن کیوں نہ ہو لعل بہاول جو باوصال ہے اُسے اسی کا شرف حاصل ہے اسکی ویران قبر پر نظر نہ کر۔ باھو باصفا جان ودل سے اُس کا مرید ہوا۔

سوان باتوں سے یہ صحیح نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ حضرت سُلطان العارفین قدس سرّہٗ تیس سال کے عرصۂ طلب میں بے شمار مرشدوں کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں اور ان کی خدمت کر کے ان سے فیوضات حاصل کئے ہیں جن میں حضرت پیر عبدالرحمٰن صاحب دہلوی اور حجرہ شاہ مقیم صاحب کے بزرگ وغیرہ شامل ہیں لیکن آپ کو سرور کائنات ﷺ نے خود باطن میں دست بیعت فرمایا ہے اور حضرت محبوب سُبحانی قدس سرہ العزیز نے تلقین فرمائی ہے جس سے آپ اللہ تعالیٰ کے ذاتی بحر انوار میں غرق ہوئے اور حضرت بزمِ نبوی ﷺ کا دوام حضور حاصل ہوا۔ ہم اس کتاب کے پچھلے صفحات میں بیان کر آئے ہیں کہ بعض طالبوں کی زبان پر لفظ باھو رحمۃ اللہ علیہ بے اختیار جاری ہو جاتا ہے بعض خشک مزاج حاسد لوگ اس مبارک کام کے سننے سے آتش زیر پا ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ایسا کہنا شرعاً جائز نہیں ہے۔ یہ لوگ حقیقتِ حال سے واقف نہیں ہیں بلکہ حق باھو رحمۃ اللہ علیہ کہنا عین حق ہے اور یہ لقب آپ کو حق کی طرف سے حق طور پر مرحمت ہوا ہے چنانچہ آپ رسالہ روحی میں ارشاد فرماتے ہیں اَلْمُلَقَّبُ مِنَ الْحَقِّ بِالْحَقِّ سِرِّ ذَاتُ یَا هُوْ فقیر باھو عُرف اعوان

ساکن قلعہ شور الخ۔ یعنی فقیر باھُو کو یہ حق کا لقب حق کی طرف سے عطا ہوُا۔ اس واسطے یہ کلمہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے مقبول اور منظور ہے بلکہ ذریعۂ نور اور وسیلۂ حضور ہے اور جو شخص اس پاک کلمے کے سننے سے آتش زیر پا ہوتا ہے وہ کور چشم حاسد اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہے۔

حضرت سُلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ کی اولاد میں بڑے کامل اولیاء ہو گذرے ہیں خصوصاً حضرت غلام باھُو صاحب رحمتہ اللہ علیہ جن کو سلطان العارفین ثانی کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ آپ بڑے جلیل القدر عارف اور کامل سالک ہو گذرے ہیں۔ آپ کے مناقب بے شمار ہیں ہم بوجہ خوف طوالت یہاں بیان نہیں کر سکتے۔ اگر کسی کو شوق اور خواہش ہو تو آپ کے اور حضور کے دیگر فرزندوں اور خلفاء کے مفصل حالات مناقب سُلطانی مؤلفہ حضرت سُلطان حامد صاحب میں دیکھ سکتے ہیں۔

حضرت کے وصال کی تاریخ

حضرت سُلطان العارفین کا وصال ماہ جمادی الثانی کی پہلی تاریخ جمعہ کی رات سنہ ۱۱۰۲ھ میں واقع ہوُا۔ اللہ تعالیٰ کے ذاتی انوار رحمت کی دائمی ابدی بارشیں آپ کی ذات بابرکات اور آپ کے جُملہ خلفاء اور اولاد اور طلباء پر ابدالآباد تک نازل ہوتی رہیں اور تمام دُنیا ان کی فیوضات اور برکات سے مالا مال اور معمور رہے آمین یارب العالمین۔

حضرت سُلطان العارفین کے یہ چند مناقب بطور مُشتے نمونہ از خروارے یہاں بیان کر دیئے گئے ہیں ورنہ آپ کے اور جملہ سُلطان الفقراً کی درپردہ غائبانہ برکات اور فیوضات تمام کائنات کے اندر جاری اور ساری ہیں کیوں کہ یہ تمام کائنات کے اندر جاری اور ساری ہیں کیونکہ یہ تمام کائنات کے جسم کے اندر بمنزلۂ جان اور روح رواں کے ہیں جس طرح روح جسم کو زندہ اور تابندہ اور تازہ و فرخندہ رکھتی ہے۔ اسی طرح یہ سات ارواح تمام جسم کائنات کے لئے گویا سات غدود حیات (Glands) کا حکم رکھتی ہیں اور انہیں پر جملہ سبعات کائنات یعنی سات افلاک، سات برّ اعظم، سات سیّاروں، سات جنّت، سات دوزخ، سات ایام ہفتہ،

سات الوان اور سات لطائف سلوک وغیرہ کی بقا اور حیات کا انحصار ہے کیوں کہ ان کا وجود باجود اللہ تعالیٰ کی سات صفات ذاتی کے انعکاس اور پرتو سے ظہور پذیر ہے۔ جس وقت کائنات ان کے باطنی نوری التفات اور توجہات سے خالی ہو جائے گی۔ اُس وقت وہ جسد بے جان کی طرح ہلاک پراگندہ بیکار اور منتشر ہو جائے گی اور قیامت قائم ہو جائے گی۔ اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ دُنیا میں ان کے سوا کوئی فقیر، عارف، سالک، ولی اور بزرگ نہیں ہے بلکہ دُنیا میں اولیاء اللہ ستاروں کی طرح بے شمار ہیں لیکن چونکہ یہ ذاتی فقراءُ دُنیا میں آفتاب عالمتاب کی طرح ہیں اور سب اولیاء اللہ کے نجوم اجسام اور کواکب قوالب کو نُور اور فیض ان ذاتی شموس انوار سے حاصل ہوتا ہے لہٰذا یہ لوگ اصل ہیں اور دیگر جملہ اولیاء اللہ بطور فرع کے ہیں اور جو اولیاء اللہ اور ان کے تابعین اپنی اصل الاصول کا انکار کریں تو اُن کی اصل یعنی جڑ کاٹ دی جاتی ہے اور ولایت سے محروم ہو جاتے ہیں جیسا کہ شیخ صنعان کا قصہّ بطور نمونہ ویادگار مشہور ہو گیا ہے۔

سواَے طالب نیک اطوار اور اَے سالک سعادت آثار! خبردار رہ ہوشیار! زنہار زنہار! ان ذاتی فقراء کے انکار کی طرف نہ آ اور ان سے مُنہ نہ موڑ بلکہ ان سے باطنی رابطہ اور روحانی رشتہ جوڑ۔ تاکہ تجھے سعادت دارین حاصل ہو اور تو اپنے محبوب حقیقی سے واصل ہو۔ اسی غرض اور مقصود کو مدنظر رکھ کر ہم نے یہ رسالہ بطور کلیدِ گنجِ سعادتِ دارین اور مفتاحِ خزائنِ کونین شائع کیا ہے اور تجھے منزل مقصود کا آسان، مختصر اور سہل ترین راستہ بتا دیا ہے۔ اگر تجھے کچھ فہم وفراست اور عقل وادارک ہے اور تیرا دل شیطانی کبر اور ابلیسانہ حسد سے پاک ہے تو اس رسالہ کو اپنا دائمی رفیق راہبر اور حیلہ وسیلہ اور حرز جاں بنا لے اور اس کا دن رات ورد وظیفہ کیا کر۔ اِن شاء اللہ اس سے تو جلدی اپنی من مانی مُراد کو پہنچ جائے گا۔

جمادے چند دادم جاں خریدم

بحمد اللہ عجب ارزاں خریدم

ترجمہ:۔ میں نے چند سکّے دے کر جان خرید لی ہے

اللہ کا شکر ہے کہ میں نے اسے بہت سستا خریدا ہے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

رسالہ رُوحی شریف

اِس رسالہ شریف کے پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ چاند کی پہلی جمعرات کی رات پڑھنا شروع کرے۔ پڑھنے سے پہلے دو رکعت نفل اِس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں بعد فاتحہ یعنی الحمد شریف کے بعد سُورہ اخلاص یعنی قُل شریف سات دفعہ پڑھے بعدہٗ سلام پھیر کر اس کا ثواب مُحمّدٌ رسُول اللہ ﷺ و آپ کے اصحابِ کبار خصوصاً سات سُلطان الفقراء کی ارواحِ مقدسہ کو بخشے بعدہٗ اوّل و آخر سات مرتبہ درُود شریف پڑھکر بیچ میں ایک دفعہ رسالہ رُوحی پڑھے۔ اِسی طرح اس کو ہمیشہ جاری رکھے۔

از زبانِ حق ترجمان حضرت سُلطان العارفین بُرہان الواصلین مقتدائے کاملین فنا فی عین ذات یاھُو حضرت سُلطان باھُو قدس اللہ سرہ العزیز

بداں، اَرْشَدَكَ اللّٰهُ تَعَالٰی فِی الدَّارَیْنِ

جان لے (اے طالب) تجھے اللہ تعالیٰ دونوں جہان میں ہدایت کرے

کُنْتُ هَاهُوْتَ، کَنْزًا یَاهُوْتَ

میں ہویت کی ہا اور یا ہوت کا خزانہ تھا

مَخْفِیًا لَاهُوْتَ فَارَدْتُّ مَلَکُوْتَ، اَنْ

لاہوت کے اندر مخفی۔ پس عالمِ ملکوت میں میرا ارادہ ہوا کہ میری

اُعْرَفَ جَبرُوتَ فَخَلَقتُ الْخَلقَ نَاسُوتَ

جبروت پہچانی جائے پس میں نے عالمِ ناسُوت میں مخلوق کو پیدا کیا

ذَاتِ سَرِ چشمۂ چشمانِ حقیقت ہَاہویت حضرتِ عشق بالائے کونین

یعنی ہاہویت کی حقیقت کی آنکھوں کا سر چشمہ، حضرتِ عشق (یعنی معشوقِ حقیقی)

بارگاہِ کبریا و تختِ سلطنت آراستہ، از کمال عبرت ماہیّتِ ذاتِ

نے دونوں جہان سے بالاتر اپنی کبرائی کچہری کے اندر تختِ سلطنت آراستہ کیا

پَاکش ہزاران ہزار بے شُمار قَوَافِلِ عقلُ سنگسار۔ سُبحان اللہ

اس کی پاک ذات کی ماہیت کی کمال عبرت سے ہزاراں ہزار بلکہ بیشمار عقل کے قافلے

از اَجسامِ عناصرِ خاکی بہزار مَظہرِ ظہورِ آثارِ جمال و جلال

سنگسار ہوگئے۔ سُبحان اللہ عناصرِ خاکی کے اجسام سے اسکے جمال و جلال کے ہزاروں

قُدرت ہائے کاملہ آئینۂ باصفا ساختہ تماشائے

آثار نمودار ہیں۔ اسکی قدرتِ کاملہ گویا ایک آئینہ باصفا بنا کر اس میں اپنے

رُوئے زیبا مے فرمائید۔ خُود باخُود قمارِ عشق مے بازد،

بے مثل حُسن کا تماشا دیکھ رہی ہے اور اپنے آپ سے عشق کا جوا کھیل رہا ہے

خُود نظر و خُود ناظر و خُود منظور، خُود عشق، خُود عاشق

خود نظر، خود ناظر اور خُود منظور ہے، خُود عشق، خُود عاشق

وخُود معشُوق۔ اگر پردہ را از خُود بر اندازی ہمہ یک
اور خُود معشُوق ہے۔ اے طالِب اگر تُو اپنی خُودی کا پردہ درمیان

ذَاتُ و دُوئی ہمہ از اَحوَلِ چشمیست ۔ مے گوید
سے اُٹھالے تو تجھے ایک ہی ذات جلوہ گر نظر آئے، یہ تمام دوئی (عالم کثرت)

مُصنّف تصنِیف مُعتکِف حریم جلال و جمال
تیری بھینگی آنکھ کا فریب ہے، کہتا ہے اس تصنیف کا مُصنّف اللہ تعالیٰ کے

ہاہویت حق ، محوِشہُودِ ذاتِ مُطلِق، عَینْ
جلال و جمال کے حریم ہاہویت کا مُعتکف ذاتِ حق کے دیدار میں محو، معبودِ

عَنایَت از شہُودِ مشہُود معبُود علی الحق، در مہدِ ناز
برحق یعنی ذاتِ شہُود کی عنایت کی آنکھ میں منظور ، نازِ سُبحانی

سُبحَانِی مَا اَعظَمَ شَانِیْ ، بصدرِ عِزّت
مَا اَعظم شانی کے ہنگھوڑے میں جھُولنے والا، مقامِ عزّت

تاجِ معرفت و وحدت مُطلِق بر سر و
کی صدر گاہ میں معرفت اور وحدت کا تاج سر پر رکھے ہوئے

رِدائے تصفیہ و تزکیہ اَنتَ اَنا وَ اَنا
مقام اَنتَ اَنا اور اَنا اَنتَ میں تصفیہ کی چادر بغل میں لپیٹے

اَنْتَ دربر اَلْمُلَقَّبُ مِنَ الْحَقِّ بِالْحَقّ

ہوئے اور حق کی طرف سے حق کے لقب سے ملقّب

سِرِّ ذات یاھُو فقیر باھُو قدس سرّہٗ عرف

سرِّ ذاتِ یاھو یعنی فقیر باھو قُدِّس سرّہٗ عُرف

اعوان ساکن قلعہ شور حَرَّسَھَا اللّٰہ تعالیٰ

اعوان ساکن قلعہ شور (اللہ تعالیٰ اُسے ہر قسم کے فتنوں سے محفوظ

مِنَ الْفِتَنِ وَالْجُور چند کلمات از ابراز تحقیقاتِ فقر

رکھے) چند کلمے مقامِ ہویت ذات کے فقر کی تحقیقات میں سے

مقامِ ہُوِیّت ذات رَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلِّ شَیْءٍ

بیان کرتا ہے اور اس آیت میری رحمت ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے

تفسیر از معنی المعنٰی خاص الخاص تعلیم مے آرد

کی معنی المعنی اور خاص الخاص تفسیر کی تعلیم دیتا ہے۔

عَارفِ وَاصِل بہر جا دیدہ کُشاید بجُز دیدارش نہ بیند

عارفِ اصل جس طرف آنکھ اُٹھا کر دیکھتا ہے سوائے اُسکے دیدار کے اُسے

ونقشِ غیر و خُودی از خُود براندازد، تا با مطلقِ مُطلق شود

کچھ نظر نہیں آتا۔ غیر اور خُودی کے جُملہ نقوش اپنے وجُود سے مٹا دیتا ہے یہاں تک کہ ذاتِ

بَداں کہ چُوں نُورِ اَحدی از حُجلۂ تنہائی
مُطلق کے ساتھ یکتا ہو جاتا ہے۔ جان لے کہ جب نُورِ احدی نے تنہائی

وحدت بر مظاہر کثرت ارادہ فرمود۔ حُسنِ خُود را
وحدت کی ڈولی سے نکل کر عالمِ کثرت میں ظہُور فرمایا تو اپنے جمال کو

جَلوہ بَصفائے گرم بَازاری نمُود۔ بر شمع جمالش
صفائی سے جلوہ دے کر اپنے حسن کا بازار گرم کیا۔ اس کی شمع جمال پر

پروانۂ کونین بسوزید و نقابِ میمِ احمدی پوشیدہ
ہر دو جہاں پروانے کی طرح مر مٹے بعدۂ نقابِ میمِ احمدی اوڑھ کر

صُورتِ احمدی گرفت و از کثرتِ جذبات و اِرادت
صُورتِ احمدی اختیار کی اور کثرتِ جذبات و ارادت سے

ہفت بار بر خُود بجُنبید و از آں ہفت اَرواحِ فُقراء
سَات دفعہ اپنے اُوپر جُنبش کھائی۔ جس سے سَات ارواحِ فُقراء

باصفا، فَنافی اللہ، بقا باللہ محوِ خیالِ ذات
باصفا، فنا فی اللہ، بقا باللہ اُس کی ذات کے خیال میں ہمہ تن

ہَمہ مغز بے پوست، پیش از آفرینشِ آدم علیہ السَّلام
محو جُملہ مثل مغزِ بے پوست آدم علیہ السّلام کی پیدائش سے

ہَفتاد ہزار سَال غرق بحرِ جمال بر شجرِ مرأۃ الیقین پیدا
ستر ہزار سَال پہلے غرقِ بحرِ جمال رہ کر شجرِ مرأۃ الیقین پر پیدا

شُدند۔ بجز ذاتِ حق از ازل تا ابد چیزے ندیدند
ہوئے۔ انہوں نے ازل سے ابد تک اسکی ذات کے سوا اور کسی چیز کی طرف

و ماسوٰی اللہ گاہے نشنیدند بحریم کبریا،
نہ دیکھا اور اللہ تعالیٰ کی آوازِ الست کے بغیر اور کوئی آواز نہ سُنی، اسکے

دائم بحرالوصال لازول، گاہے جسدِ نُوری پوشیدہ
حریمِ کبریا کے اندر وصالِ لازوال میں ہمیشہ محوّ اور مُستغرق رہے کبھی نُوری

بہ تقدیس و تنزیہ مے کوشیدند۔ گاہے قطرہ در بحر و
جُسّے پہن کر تقدیس اور تنزیہ کا حق ادا کیا اور کبھی مثل قطرہ دریا میں اور

گاہے بحر در قطرہ و ردائے فیض عطا، اِذَا تَمَّ الفَقرَ
کبھی مثلِ دریا قطرے کے اندر رہے اور فیض اِذَا تَمَّ الفُقر

فَھُوَ اللہ برایشاں پس بحیاتِ ابدی و
فھو اللہ کی عطائی چادر اُنکے کندھوں پر ہے ایسے فقر خاص الخاص

عِزّ تاج سرمدی الفقر لَا یَحتَاجُ اِلیٰ رَبِّہٖ
اور لایحتاج کے حیاتِ ابدی اور عِزّ و تاج سرمدی سے سرفراز ہیں کہ جس

وَلَا اِلیٰ غَیرِہٖ معزّز و مکرّم از آفرینش آدم علیہ السّلام
میں[1] نہ وہ ربّ کے اور نہ غیر کے مُحتاج ہیں۔ آدم علیہ السّلام کی پیدائش

و قیامِ قیامت ہیچ آگاہی ندارند۔ قدم ایشاں
اور قیامِ قیامت اور حساب کتاب سے انہیں کوئی واسطہ نہیں۔ ان کا قدم

بَرسرِ جُملہ اَولیاء غوث و قطب۔ اگر آنہارا
تمام اَولیاء اللہ غوث و قطب وغیرہ کے سَر پر ہے۔ اگر انہیں

خُدا خوانی بجا و اگر بندۂ خدا دانی رَوا عَلِمَ
خُدا کہا جائے تو بجا ہے اور اگر بندۂ خُدا پکاریں تو بھی رَوا ہے

مَنْ عَلِمَ مقامِ ایشاں حَریمِ ذاتِ کبریا و از
اِس رَمز کو جس نے پہچانا اُسی نے جانا۔ اُن کا مقام حَریمِ ذاتِ کبریا

حق ما سویٰ الحق چیزے نہ طلبیدند۔ و
ہے انہوں نے حق سے سوائے حق کے اور کچھ طلب نہیں کیا

بہ دُنیائے دُنی و نَعِیم اُخروی حُور و قصُور
دُنیائے دُوں کی لذّاتِ نفسانی اور آخرت کے نُعمار رُوحانی یعنی

بہشت و دوزخ بکرشمۂ نظر ندیدند و ازاں
حُور و قصُور، بہشت وغیرہ کو گوشۂ چشم سے کبھی نہیں دیکھا اور اُس

[1] اور جب اللہ تعالیٰ مِل جاتا ہے تو اُس کی حاجت نہیں رہتی۔

یک لمعہ کہ موسیٰ علیہ السلام در سراسیمگی رفتہ
ایک تجلّی کوہِ طور سے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو گئے

وطور درہم شکستہ در ہر لمحہ و طرفتہ العین ہفتاد
تھے اور طور ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ ہر ایک پل اور ہر دم میں جذباتِ

ہزار بار لمعاتِ جذبات انوارِ ذات بر ایشاں وارد
انوارِ ذات کے ستّر ہزار تجلّیات ان پر نازل ہوتے رہے لیکن انہوں

و دم نہ زدند و آہے نہ کشیدند وھل مِن
نے دم نہیں مارا اور آہ تک نہیں کھینچی اور مزید تجلّیات کے طالب

مَّزِید مے گفتند ایشاں سُلطان الفقراء
رہے۔ یہ لوگ فقراء اہل اللہ کے بادشاہ اور دونوں

و سیّد الکونین اند۔ یکے رُوحِ خاتونِ قیامت
جہان کے سردار ہیں۔ ایک رُوحِ مقدّس حضرت فاطمۃ الزّہرا

رضی اللہ عنہا و یکے رُوحِ خواجہ حسن بصری
خاتونِ جنّت رضی اللہ عنہا کی ہے اور ایک رُوح خواجہ حسن بصری

رضی اللہ عنہٗ و یکے رُوحِ شیخ ما حقیقت الحق
رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اور ایک رُوحِ مکرّم و مُعظّم ہمارے شیخ حقیقت الحق

نُورِ مُطلق ،مشہُود علی الحق حضرت سَیّد محیّ الدّین شیخ
نُورِ مُطلق ،مشہُود علی الحق حضرت محبُوبِ سُبحانی حضرت شیخ سیّد

عبدُالقادر جیلانی قُدس اللہ سرّہٗ العزیز ویکے
عبدُالقادر جیلانی قدس اللہ سرّہٗ العزیز اور ایک

رُوحِ سُلطانِ انوار سرّ السرمد حضرت پیر عبد الرّزاق
رُوحِ سُلطانِ انوار، سرّہ السرمد حضرت پیر عبدُ الرّزاق

فرزندِ حضرت پیر دستگیر قدس اللہ سرّہ العزیز ویکے
فرزند حضرت پیر دستگیر قدس اللہ سرّہ العزیز اور ایک

رُوح سرّ ذات یاھُو بندہ فقیر باہو (قدس اللہ سرّہ العزیز)
رُوحِ بندۂ فقیر باہو (قدس اللہ سرّہ العزیز) کی ہے

و دو رُوح دیگر اولیاء بحُرمتِ یمنِ ایشاں قیامِ
اور دو اَرواح دیگر اولیاء اللہ کی ہیں جو ابھی دُنیا میں نہیں آئے

دارین ، تا آنکہ آں دو رُوح از آشیانۂ وحدت
ان کی برکت اور حُرمت سے دارین کو قیام اور بقا حاصل ہے جب تک

بر مظاہرِ کثرت نہ خواہند پرید قیامِ قیامت
وہ دو رُوح وحدت کے گھونسلے سے نکل کر عالمِ کثرت کی فضاء میں پرواز نہ

نخواہد شُد، سراسر نظرِ ایشاں نُورِ وحدت و
کرلیں قیامت قائم نہ ہوگی۔ سراسر ان کی نظر میں نُورِ وحدت اور

کیمیائے عزت۔ بہر کس پرتو عنقائے ایشاں اُفتاد
کیمیائے عزت پنہاں ہے۔ جس شخص پر اُن کی نظرِ عنقا پڑ جاتی

نُورِ مُطلِق ساختند، اِحتیاج بریاضت وِرد اوراد
ہے اُسے مُطلِق نور بنا لیتے ہیں، طالبوں کو ریاضت اور ظاہری

ظاہری طالباں را نہ پرداختند۔ بداں کہ فقیر
ورد اوراد میں نہیں لگاتے بلکہ نظر اور توجّہ سے طالب کی منزل طے

نُورِ مُطلِق مؤلّف تالیف ایں کتاب مُستطاب
کراتے ہیں۔ جان لے کہ اس کتابِ مستطاب کے مُصنّف اور اس تالیف شریف

پردہ ہا و حجب حجاب تمامی برانداختہ عین العین
کے مؤلّف یعنی یہ فقیر نُورِ مُطلِق تمام حجب حجاب اور پردوں کے سامنے

وحدت گشتہ۔ سُبحانَ اللّٰہ جسمِ ایں بندہ را
سے ہٹا کر عین العین وحدت بن گیا۔ سُبحان اللّٰہ اِس فقیر کا جسم ایک

پردۂ ضعیف حائل خُود بخُود درمیان ہزار ہا
ضعیف پردے کی طرح درمیان میں حائل ہے بلکہ سب کچھ وہ ذات ہے جو

اسرارِ عجیبہ و لطیفہ ہائے غریبہ فرمودہ
خود بخود اپنے آپ میں ہزاروں اسرارِ عجیبہ و لطیفہ ہائے غریبہ

خود ناطِق خود منطوق، خود کاتب و خود مکتوب
ظاہر فرما رہا ہے۔ آپ ہی کلام کرنیوالا اور آپ کلام ہے آپ لکھنے والا

و خود دال و خود مدلول ، اگر ایں را آثارِ
اور آپ کتاب ہے، آپ دلالت کرنے والا اور خود مدلول ہے اگر اس

قدرتِ ربانی دانند بجا و اگر وحی
تحریر کو اللہ تعالیٰ کی قدرت کے آثار جانیں تو بجا ہے اور اگر اسے آسمانی

منزل خوانند روا معاذ اللہ ، اگر ایں
وحی[1] سمجھیں تو بھی روا ہے۔ معاذ اللہ ، اگر اس

وثیقۂ لطیفہ را از زبانِ بندہ دانی الحق
وثیقۂ لطیفہ کو بندہ کی زبان جانیں ، الحق

---

[1] اگرچہ براہِ راست اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے لیکن اسکے بجائے بطور نعم البدل اولیاء کرام کی طرف الہام اور باطنی اعلام کا سلسلہ اب بھی جاری ہے۔

اگر وَلی وَاصِل کہ از رجعت عَالِمِ رُوحانی و یا عالِمِ
اگر کوئی وَلی وَاصِل جوکہ عالِمِ رُوحانیّت یا عالِمِ قدس شہُود میں اپنے

قدس شہُود از دَرجۂ خوُد اُفتادہ بَاشد
دَرجے سے گِر گیا ہو اگر اس کتاب کو وسیلہ بنائے تو

اگر توسل با ایں کتاب مُستطاب جوید آنرا مرشد لیست
اِس کے لئے مُرشِد کامِل ثابت ہوگی۔ اگر اُس نے توسّل

کامِل۔ اگر اُو توسل نہ گرفت اُو را قسم و اگر ما او را نرسانیم
نہ پکڑا تو اُسے قسم ہے اور اگر ہم نے اُسے نہ پہنچایا

مَارا قسم۔ و اگر طالب سلک سُلوک معتصِم و متمسک شود بمجرد
ہمیں قسم ہے اگر سلک سلوک کا طالب اسے پنجہ مار کر مضبوط

اِعتصام عَارفِ زندہ دل و روشن ضمیر سازم
پکڑیگا محض اسکے دَوام اعتصام اور مواظبت سے عارف زندہ دل رُوشن ضمیر بن جائیگا

ابیات

ہر کہ طالب حق بُود من حَاضرم　　　　از اِبتدا تا اِنتہا یک دم برم
جو شخص حق کا طالب ہو مَیں اس کی رہبری کے لئے حاضر ہوں
ابتدا سے لیکر انتہا تک ایک دم مَیں پہنچا دُوں گا۔

طالب بیا۔ طالب بیا۔ طالب بیا تا رسانم روزِ اوّل باخدا
اے طالب (دنیا) آ، اے طالب (عقبیٰ) آ، اے طالب مولیٰ آ، تاکہ پہلے ہی روز میں تجھے خدا سے ملا دوں۔

بداں کہ عارفِ کامل قادری بہر قدرتے
جان لے کہ عارف کامل قادری ہر قدرت پر قادر اور

قادر و بہر مقام حاضر، محو ہا ہوّیت مطلق
ہر مقام پر حاضر ہوتا ہے۔ مُصنّف تصنیف ہا ہویت مطلق

مُصنّف تصنیف می فرمائد تا آنکہ از لطفِ ازلی سرفرازی
فقیر باھُو کہتا ہے کہ جب مجھے لُطفِ ازلی کی عین عنایت

عَین عنایت حق الحق حاصِل شدہ و از حضور فائض النّور
سے حقیقی طور پر سرفرازی حاصِل ہوئی ہے اور حضُور فائز النّور

اکرم نبوی صَلّی اللہ علیہ وَسلّم حکم ارشادِ خلق شدہ
اکرم مجلسِ نبوی صلعم سے خلقِ خُدا کی تلقین و ارشاد کا حکم

چہ مُسلم و چہ کافر چہ بالنصیب و چہ بے نصیب[۷]
ہو چکا ہے۔ اب میری نظرِ کیمیا اثر کے آگے کیا مُسلم اور کیا کافر

چہ زندہ و چہ مُردہ، بزبانِ گوھر فشاں
کیا بالنصیب اور کیا بے نصیب اور کیا زندہ اور کیا مُردہ سب برابر ہیں کیونکہ

مُصطفٰے ثانی و مجتبٰے آخرِ زمانی فرمودہ۔

سرورِ کائنات ﷺ نے مجھے اپنی زبانِ گوہر فشاں سے مُصطفٰی ثانی اور مجتبٰی آخر الزمانی کا لقب عطا فرمایا ہے

ابیات

دستِ بیعت کرد مارا مُصطفٰے
ولدِ خُود خواند است مارا مجتبٰے

مجھے دستِ بیعت خُود حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے اور حضرت مجتبٰی نے مجھ کو اپنا فرزند بنایا ہے۔

شُد اجازت باہو را از مُصطفٰے
خلق را تلقین بکن بہر از خُدا

فقیر باہُو رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت محمد مُصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اِس بات کا حکم ہوا ہے کہ خلقت کو محض فی سبیل اللہ تلقین کریں۔

خاکِ پائیم از حُسین و از حسن
معرفت گشت است برمن انجمن

مَیں حسنین کا خاکِ پا ہُوں اس لئے معرفت اور فقر مجھ پر ختم ہو گیا ہے

و بمنزلِ فقر از بارگاہِ کبریا حُکم شُد

اور فقر کے مقام میں بارگاہِ کبریا سے مجھے خطاب ہُوا

کہ تُو عاشِق مائی۔ ایں فقیر عرض نمود کہ عاجز را
تُو ہمارا عاشِق ہے۔ اس فقیر نے عرض کیا کہ اس عاجز کو

توفیق عِشق حضرت کبریا نیست۔ باز فرمُود
حضرت کبریا کے عِشق کی توفیق نہیں ہے۔ پھر حکم ہوا

کہ تُو معشوق مائی۔ باز ایں عاجز ساکت ماند
کہ تُو ہمارا معشُوق ہے۔ تب یہ عاجز خاموش ہوگیا

پر تو شعاعِ حضرت کبریا بندہ را ذرّہ وار
اِس وقت جناب حضرتِ کبریا کے شعاعِ انوار کے پر تو نے

در ابحارِ استغراق مُستغرق ساخت و فرمود
بندہ کو ایک ذرّے کی طرح اپنے ابحارِ انوار میں غرق کردیا اور فرمایا

تُو عینِ ما ہستی و ما عینِ تو ہستم۔ در حقیقت
کہ تُو ہماری عیَن ہے اور ہم تمہاری عین۔ حقیقت میں تو

حقیقت مائی و در معرفت یار مائی و در
ہماری حقیقت اور معرفت میں ہمارا یار اور

ھُو صیرُ ورتِ سِرِّ یا ھُو ہستی
ھُو کی بناوٹ میں ھو کا سِرّ ہے۔

(تمام شد رسالہ شریف)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اسناد دعائے سیفی

دُعائے سیفی ان مختلف دُعاؤں کا مجموعہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بہترین اور مقبول ترین دعائیں ہوسکتی ہیں، یہ دعا جبرائیل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے امر سے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو سکھائی اور آنحضرت ﷺ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو تعلیم فرمائی، اس کا نام دعائے سیفی، حرز یمانی اور حرز الصحابہ بھی ہے، حرزِ یمانی اس واسطے کہتے ہیں کہ یمن کا ایک بادشاہ جسے دشمنوں نے اپنی سلطنت سے نکال کر اس کے ملک اور سلطنت پر قبضہ کر لیا تھا، اس نے اپنے ملک اور سلطنت کی واپسی کی بہتیری کوشش کی لیکن ہر دفعہ ناکام رہا، آخر ہر طرف سے مایوس اور ناامید ہو کر یمن کا معزول اور مغلوب بادشاہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں حاضر ہو کر باطنی اور غیبی امداد کا طالب ہوا، آپ نے اس کے حال زار پر رحم فرما کر اُسے یہ دعائے سیفی لکھ کر دی کہ اسے پڑھا کر انشاء اللہ اس دعا کی برکت سے تجھے جلدی اپنی بادشاہی اور سلطنت واپس مل جائے گی چنانچہ اس بادشاہ نے دعائے سیفی پڑھنی شروع کی اور اس کی برکت سے بہت جلد ہی اسے اپنی کھوئی ہوئی یمن کی سلطنت واپس مل گئی اور اسے بہت ترقی وعروج حاصل ہوا، لہٰذا اس کا نام حرز یمانی پڑ گیا، بعدہٗ صحابہ، تابعین اور تبع تابعین بلکہ تمام اسلامی دنیا میں اس دعا کا چرچا ہو گیا اور لوگ اس دعا کی برکت سے اپنی مُرادوں اور مہموں میں کامیاب ہوتے رہے حضرت پیر محبوب سبحانی حضرت شیخ سید

عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہ العزیز نے اس دعا کو بہت پڑھا ہے اور آپ اس دُعائے سیفی کے پہلے عامل کامل ہوئے ہیں کہتے ہیں کہ ایک روز آپ وضوفرمارہے تھے کہ اُوپر ہوا میں ایک چیل نے آپ پر بیٹ کردی اور آپ کے کُرتے کو پلید اور خراب کردیا جس پر آپ نے اوپر چیل کی طرف دیکھ کر فرمایا طَارَ رَأسَکَ یعنی تیرا سر اُڑ گیا۔ اسی وقت چیل کا سر تن سے جدا ہو گیا اور وہ آپ کے سامنے زمین پر تڑپ کر مر گئی اس وقت آپ رونے لگے، آپ کا خادم جو وضو کرا رہا تھا آپ سے عرض کیا کہ جناب کیا ہوا ایک موذی مردار پرندہ ہلاک ہو گیا، اس کے لئے آپ رو رہے ہیں، اس پر آپ نے فرمایا کہ میں اس چیل کے لئے نہیں رو رہا بلکہ میں اس لئے رو رہا ہوں کہ میں نے دعائے سیفی اتنی پڑھی ہے کہ میری زبان، میرا ہاتھ، میرا خیال، میری توجہ اور میری نگاہ بلکہ میرا سب کچھ سیف الرحمٰن یعنی اللہ تعالیٰ کے امر کی ننگی تلوار ہو گئی ہے اللہ تعالیٰ کے امر اور کُن کی یہ ننگی تلوار قیامت تک آسمان اور زمین کے درمیان لٹکی رہے گی میرے جدِ پاک حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی امت کے بعض حاسد، کور چشم لوگ میرے ساتھ بغض اور کینہ رکھیں گے اور میرے بعد میرے نام کی اہانت اور بے ادبی کریں گے ان کے ایمان کے سر اس طرح اُڑ جائیں گے جس طرح اس چیل کا سر اڑ گیا ہے میں اس بات کو رو رہا ہوں چنانچہ آپ نے وہ کرتہ اتار کر ایک مسکین کو بطور فدیہ دے دیا اور فرمایا هٰذا بهٰذا یعنی یہ اس چیل کی جان کا فدیہ ہے اور نیا کُرتہ منگوا کر زیب تن فرمایا تمام دعوتوں اور خصوصاً اس دعائے سیفی کے عمل کی کلید اور کنجی حضرت پیر محبوب سبحانی قدس سرہ کے حضور سے طالبان دعوت کو عطا ہوتی ہے۔

خاندان قادری میں اس دعائے سیفی کا بڑا عمل چلا آتا ہے چنانچہ حضرت سلطان العارفین حضرت سلطان باہو قدس اللہ سرہ العزیز اپنی کتابوں میں فرماتے ہیں کہ "زبان اہلِ دعوت ہرگز سیف الرحمٰن نہ گردد تا آنکہ دعائے سیفی نزدِ قبر اولیاء اللہ نخواند" یعنی اہل دعوت کی زبان ہرگز سیف الرحمٰن یعنی اللہ تعالیٰ کے امر کُن کی تلوار نہیں بن سکتی اور فقیر عامل اس وقت تک صاحبِ لفظ نہیں ہوسکتا جب تک وہ دعائے سیفی کا ورد کسی بزرگ ولی اللہ کی قبر کے پاس نہ کرے اور کسی روحانی کی ہم نشینی میں اس دعا کے عمل کی تکمیل نہ کرے، لہٰذا اس فقیر نے ابتداء میں اس دعائے سیفی کی بڑی تلاش کی، مختلف عاملوں سے دعائے سیفی کے نسخے حاصل کئے لیکن ان سب میں تھوڑا بہت اختلاف پایا، آخر بغداد شریف میں حضرت پیر محبوب سبحانی قدس سرہ کی درگاہِ خاص کے کلید بردار صاحب پیر سید مصطفیٰ صاحب گیلانی رزاقی کی جناب سے ایک اصلی اور پرانا قلمی نسخہ ہاتھ لگا جو آپ نے کمال شفقت اور مرحمت سے اس فقیر کو اپنے پرانے حضرت محبوب سبحانی پیر صاحب قدس سرہٗ کے زمانے کے جدی قلمی بیاض سے نکال کر عنایت فرمایا اور ساتھ ہی ارشاد فرمایا کہ دعائے سیفی کا یہ وہ اصلی اور صحیح نسخہ ہے جو حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کے دستِ مبارک کے لکھے ہوئے دعائے سیفی اور حرز یمانی سے نقل کیا گیا ہے جو اس فقیر نے محض خلقِ خدا کے فیض کی خاطر فی سبیل اللہ اس کتاب میں درج کر دیا ہے ورنہ ایسی غیر مترقبہ نعمتوں کو لوگ گوہرِ بے بہا کی طرح چھپائے رکھتے ہیں۔

دعائے سیفی کے اسناد میں لکھا ہے کہ ستر ہزار جنّ، ستر ہزار ملائکہ یعنی فرشتے اور ستر ہزار روحانی بطور مؤکلات اس دعا کی خدمت پر مامور اور مقرر

ہیں، جو حسبِ استعداد اور مطابق قابلیت اہلِ دعوت عاملِ دعائے سیفی کے پاس حاضر ہوتے ہیں اور اس کے ظاہری و باطنی اور دینی و دنیوی کاموں میں امداد کرتے ہیں۔ لکھا ہے کہ جس وقت عامل اہلِ دعوت دعائے سیفی کا وردِ شروع کرتا ہے اور کہتا ہے اَللّٰھُمَّ اَنْتَ اللّٰہُ الْمَلِکُ الْحَقُّ تو ان تمام مؤکلات علوی اور سفلی میں اس طرح کا ہیجان اور اہتزاز پیدا ہو جاتا ہے جس طرح شہد کے چھتے کو چھیڑنے سے شہد کی مکھیوں میں شور اور انتشار پیدا ہو جاتا ہے اور جس قدر عامل اہلِ دعوت کے پڑھنے میں باطنی قوت اور کشش ہوتی ہے اسی قدر مؤکلات اہل دعوت کے پاس حاضر ہو کر اس کی خدمت میں کمر بستہ ہو جاتے ہیں اگر عامل اہل دعوت قہر اور غضب سے مقہوری اور ہلاکت موذی دشمن کے لئے دعا مذکور کو پڑھتا ہے تو مؤکلات طرح طرح کے باطنی ہتھیاروں اور اوزاروں مثلاً تلوار، نیزوں، تیر کمان اور بندوق وغیرہ سے لیس ہو کر اہلِ دعوت کے پاس حاضر ہوتے ہیں اور اس کے اردگرد چکر لگاتے ہیں اور جس آدمی، جس گھر والوں یا جس جماعت کی طرف عامل اشارہ کرتا ہے اس پر مؤکلات جا کر ٹوٹ پڑتے ہیں اور وہاں تباہی مچا دیتے ہیں اور اگر عامل اہل دعوت تسخیر قلوب اور فتوحات غیبی کی نیت اور ارادے سے دعائے سیفی پڑھتا ہے تو مؤکلات ہاتھوں میں طرح طرح کے نقد و جنس اور قسم قسم کے تحفے تحائف اٹھائے ہوئے عامل کے پاس حاضر ہوتے ہیں اور اس کو پیش کرتے ہیں اور اگر کوئی محبوب و مطلوب کی تسخیر اور محبت کے لئے پڑھتا ہے تو مؤکلات اسی محبوب و مطلوب کو زنجیر تسخیر میں جکڑ کر حاضر کر دیتے ہیں اور عاملِ اہلِ دعوت کے تابع فرمان بنا دیتے ہیں اس فقیر نے اس دعا کو برزبان یاد کر کے اسے بہت پڑھا ہے اور باطن

میں اس دعا کی بہت عجیب قوت تسخیر وتاثیر اور للہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی بڑی توقیر دیکھی ہے اگر دوران عمل میں طالب کو باطن میں کوئی شخص خواب مراقبے یا نیم بیداری کے اندر کوئی ہتھیار از قسم چھڑی، تیر کمان، نیزہ یا تلوار وغیرہ پیش کرے، تو جانے کہ اس کا جلالی عمل جاری ہو گیا ہے اور اگر آئینہ پیش کرے تو یہ عمل جمالی کے اجراء کی علامت ہے، اس کے پڑھنے کا سب سے آسان طریقہ یہ ہے کہ صبح کی نماز کے بعد ایک دفعہ سورۂ یٰسین پڑھ کر دعائے سیفی ایک دفعہ روزانہ پڑھے اس دعا کے اندر بعض خاص خاص مقامات ہیں وہاں عامل کو حسبِ مدعا اشارہ کرنا پڑتا ہے مثلاً بعض دعائیں محبت وتسخیر کے لئے بعض ہلاکت و مقہوری دشمن کے لئے اور بعض دیگر حاجات کے لئے مخصوص ہیں عامل اس مقام پر اپنے مدعا کے مطابق اشارہ کرے، اگر دعائے سیفی پڑھنے سے پیشتر بطور حصار الحمد شریف، آیت الکرسی اور چاروں قل پڑھ کر اپنے اوپر دم کرے اور بعدہ سورۂ یٰسین اور دعائے سیفی پڑھے تو بہت بہتر ہے۔

نوٹ: واضح ہو کہ دعائے سیفی میں بعض جگہ حروف مقطعات مثلاً ش، ک، ف، ق اور ش، م، ص، م وغیرہ درج ہیں، انہیں زبانی طور پر پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے یہ بعض دعاؤں میں محل اجابت، محل محبت، مقہوری اعداء اور دفعِ شر کے لئے اشارات ہیں، دعا پڑھنے والا ترجمہ سے دعا کا مفہوم معلوم کر کے اپنے دل میں اپنے مطلب اور مراد کی طرف خیال کر لیا کرے۔

دعائے سیفی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے

اَللّٰھُمَّ اَنۡتَ اللّٰہُ الۡمَلِکُ الۡحَقُّ الَّذِیۡ لَآ

اے اللہ! تو بادشاہ ہے حقیقی ہے وہ بادشاہ کہ کوئی

اِلٰہَ اِلَّآ اَنۡتَ ۝ق اَنۡتَ رَبِّیۡ ج وَ اَنَا عَبۡدُکَ

عبادت کے لائق نہیں مگر تو تو میرا رب ہے اور میں تیرا بندہ ہوں

عَمِلۡتُ سُوۡٓءً وَّ ظَلَمۡتُ نَفۡسِیۡ ج وَاعۡتَرَفۡتُ

میں نے برا کام کیا اور اپنے نفس پر ظلم کیا میں اپنے گناہوں کا

بِذَنۡبِیۡ ج فَاغۡفِرۡلِیۡ ذُنُوۡبِیۡ جَمِیۡعًا کُلَّھَا

اقرار کرتا ہوں میرے گناہ بخش دے تمام کے تمام

فَاِنَّہٗ لَا یَغۡفِرُ الذُّنُوۡبَ اِلَّآ اَنۡتَ ط یَا اَللّٰہُ ط

کیونکہ نہیں بخش سکتا گناہ مگر تو ہی اے اللہ

يَا رَحْمٰنُ يَا رَحِيْمُ يَا رَبُّ يَا غَفُوْرُ

اے رحمٰن اے رحیم اے رب اے غفور

يَا شَكُوْرُ يَا حَلِيْمُ يَا كَرِيْمُ يَا حَكِيْمُ

اے شکور اے حلیم اے کریم اے حکیم

اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَحْمَدُكَ وَاَنْتَ لِلْحَمْدِ اَهْلٌ

اے اللہ! میں تیری حمد کرتا ہوں اور تو حمد کے لائق ہے جیسا کہ

عَلٰى مَا خَصَّصْتَنِىْ بِهٖ مِنْ مَّوَاهِبِ

تو نے مجھے خاص کیا ساتھ (عمدہ) نعمتوں کے عطیات

الرَّغَائِبِ وَاَوْصَلْتَ اِلَىَّ مِنْ فَضَائِلِ

سے اور پہنچائے میری طرف قدرتوں کے فضائل اور

الصَّنَائِعِ وَاَوْلَيْتَنِىْ بِهٖ مِنْ اِحْسَانِكَ

تو نے مجھے عطا کیا ساتھ اس کے احسان سے

وَبَوَّاْتَنِىْ بِهٖ مِنْ مَّظَنَّةِ الصِّدْقِ وَ

اور تو نے مجھے تیار کیا سچائی کے یقین سے اور

اَنَلْتَنِىْ بِهٖ مِنْ مِّنَنِكَ الْوَاصِلَةِ اِلَىَّ

تو نے مجھے دیئے اپنے احسانوں سے جو پہنچنے والے ہیں میری طرف

وَاَحْسَنْتَ اِلَىَّ مِنْ اِنْدِفَاعِ الْبَلِيَّةِ

اور تو نے احسان کیا میری طرف بلا کے دفع کرنے کا

عَنِّیْ وَالتَّوْفِیْقِ لِیْ وَالْاِجَابَۃِ لِدُعَائِیْ
میری جانب سے اور توفیق دی واسطے میرے اور قبولیت دی واسطے میری دعا کے
حِیْنَ اُنَادِیْکَ دَاعِیًا وَّ اُنَاجِیْکَ رَاغِبًا
جبکہ میں تجھ کو پکاروں دعا کرنے والا اور تیرے ساتھ سرگوشی کروں رغبت کرنے والا
وَّ اَدْعُوْکَ ضَارِعًا مُّضَارِعًا مُّصَافِیًا وَّ
اور تجھ سے میں دعا کروں عاجزی کرنے والا فرمانبرداری کرنیوالا اور دل کو صاف کرنے والا اور
حِیْنَ اَرْجُوْکَ رَاجِیًا فَاَجِدُکَ فِی الْمَوَاطِنِ
تجھ سے میں امید کرتا ہوں پس میں تجھ کو پاتا ہوں تمام جگہوں میں
کُلِّھَا لِیْ جَارًا حَاضِرًا حَافِظًا حَفِیًّا بَارًّا
میرے لیئے حفاظت کرنے والا حاضر محافظ مہربان احسان کرنے والا
رَءُوْفًا وَّفِی الْاُمُوْرِ کُلِّھَا لِیْ نَاصِرًا وَّنَاظِرًا
رحم کرنے والا اور تمام کاموں میں میرے لیئے امداد کرنے والا اور نظر کرنیوالا
وَّلِلْخَطَایَا وَالذُّنُوْبِ غَافِرًا وَّلِلْعُیُوْبِ
اور واسطے گناہوں اور خطاؤں کے بخشنے والا اور واسطے عیبوں کے پردہ پوشی
سَاتِرًا لَمْ اَعْدَمْ عَنِّیْ عَوْنَکَ وَبِرَّکَ
کرنے والا نہیں دور ہوئی مجھ سے تیری امداد تیرا احسان
وَخَیْرَکَ لِیْ وَاِحْسَانَکَ عَنِّیْ طَرْفَۃَ
تیری خیر اور تیرا احسان آنکھ کے جھپکنے تک

عَيْنٍ مُنْذُ اَنْزَلْتَنِيْ دَارَ الْاِخْتِيَارِ وَ

بھی جب کے تو نے مجھے اتارا اختیار کے گھر میں اور

الْفِكْرِ وَالْاِعْتِبَارِ وَلِتَنْظُرَ اِلَيَّ فِيْمَا اُقَدِّمُ

فکر اور عبرت حاصل کرنے کے گھر میں تاکہ تو میری طرف نظر کرے اس چیز میں جو میں آگے

اِلَيْكَ لِدَارِ الْقَرَارِ فَاَنَا عَتِيْقُكَ يَا مَوْلَايَ

بھیج رہا ہوں تیری طرف (دار القرار کی طرف) میں تیرا آزاد کیا ہوا ہوں اے میرے مولا

مِنْ جَمِيْعِ الْمَضَآرِّ وَ الْمَضَآلِّ وَ الْمَصَآئِبِ

تمام تکلیف سے گمراہیوں سے و مصیبتوں سے

وَ الْمَعَآئِبِ وَ اللَّوَازِبِ وَ اللَّوَازِمِ وَ النَّوَآئِبِ

اور عیبوں سے اور الزامات سے اور حوادث سے اور بلیّات سے

وَ الشَّدَآئِدِ وَ الْهُمُوْمِ الَّتِيْ قَدْ سَاوَرَتْنِيْ

اور غموں سے اور وہ غم جو مجھ پر غالب ہو گئے ہیں

فِيْهَا الْغُمُوْمُ بِمَعَارِيْضِ اَصْنَافِ الْبَلَآءِ

اس دنیا میں بوجہ آنے مختلف بلاؤں کے اور بوجہ

وَضُرُوْبِ جُهْدِ الْقَضَآءِ وَشَمَاتَةِ الْاَعْدَآءِ

وارد ہونے غالب تقدیر کے اور بوجہ شرارت دشمنوں کے

لَآ اَذْكُرُ مِنْكَ اِلَّا الْجَمِيْلَ وَلَمْ اَرَ مِنْكَ

میں نہیں یاد کرتا تجھ سے مگر اچھی بات اور نہیں دیکھتا میں تجھ سے

اِلَّا التَّفۡضِیۡلَ خَیۡرُکَ لِیۡ شَامِلٌ وَّ صُنۡعُکَ

مگر فضیلت تیری بھلائی میرے لیئے شامل ہے اور تیری مہربانی

لِیۡ کَامِلٌ وَّ لُطۡفُکَ لِیۡ کَافِلٌ وَّ فَضۡلُکَ

میرے لیئے کامل ہے اور تیرا لطف میرے لیئے کفیل ہے اور تیرا فضل میرے

عَلَیَّ مُتَوَاتِرٌ وَّ نِعَمُکَ عِنۡدِیۡ مُتَّصِلَۃٌ وَّ

اور متواتر ہے اور تیری نعمت میرے پاس متصل ہے اور

اَیَادِیۡکَ لَدَیَّ مُتَکَاثِرَۃٌ لَمۡ تُخۡفِرۡ جِوَارِیۡ

تیری مہربانیاں میرے پاس کثیر ہیں تو نے نہیں کمی کی میری پناہ میں

وَ صَدَّقۡتَ رَجَائِیۡ وَ صَاحَبۡتَ اَسۡفَارِیۡ

اور تو نے سچا کر دیا میری امید کو اور تو دوست رہا ہے میرے سفروں میں

وَ اَکۡرَمۡتَ اَحۡضَارِیۡ وَ اَشۡفَیۡتَ اَمۡرَاضِیۡ

تو نے عزت کی میری اقامتوں میں اور تو نے شفا دی میری بیماریوں میں

وَ عَافَیۡتَ اَعۡضَائِیۡ وَ اَحۡسَنۡتَ مُنۡقَلَبِیۡ

اور تو نے عافیت دی میرے اعضاء کو اور تو نے احسان کیا میرے جانے پر

وَ مَثۡوَایَ وَلَمۡ تُشۡمِتۡ بِیۡ اَعۡدَائِیۡ وَ

اور آنے پر اور تو نے مجھے رسوا نہیں کیا میرے دشمنوں کے مقابلے میں اور

رَمَیۡتَ مَنۡ رَمَانِیۡ بِسُوۡٓءٍ وَّ کَفَیۡتَنِیۡ شَرَّ

تو نے دور پھینک دیا ان لوگوں کو جو مجھے برائی کے ساتھ پھینکنا چاہتے تھے اور تو میرے لیئے

مَنْ عَادَانِیْ فَحَمْدِیْ لَکَ وَاصِبٌ وَّاصِلٌ

کافی ہے ان لوگوں کے شر سے جو مجھ سے عداوت کرتے ہیں

وَّثَنَائِیْ عَلَیْکَ مُتَوَاتِرٌ دَآئِمٌ مِّنَ

پس میرا حمد کرنا تیرے لیئے ہمیشہ ہے متصل ہے

الدَّهْرِ اِلَی الدَّهْرِ بِاَلْوَانِ التَّسْبِیْحِ

اور میرا ثنا کرنا تجھ پر متواتر ہے دائم ہے ایک زمانے سے دوسرے زمانے تک طرح طرح کی تسبیحوں

وَاَنْوَاعِ التَّقْدِیْسِ لَکَ خَالِصًا لِّذِکْرِکَ

اور قسم قسم کی پاکیوں کے ساتھ خاص طور پر تیری یاد کرنے کے لیئے

وَمَرْضِیًّا لَکَ بِنَاصِعِ التَّوْحِیْدِ وَالتَّحْمِیْدِ

جس سے تیری رضا حاصل ہو اور تیری خالص توحید اور تحمید

وَاِخْلَاصِ التَّفْرِیْدِ وَاِمْحَاضِ الْقُرْبِ وَ

اور محض تفرید اور قرب اور بزرگی

التَّمْجِیْدِ بِطُوْلِ التَّعَبُّدِ وَالتَّعْدِیْدِ لَمْ

کا اظہار ہو تیری کمال عبودیت اور اطاعت کے طور پر تجھے اپنی

تُعَنْ فِیْ قُدْرَتِکَ وَلَمْ تُشَارَکْ فِیْ

قدرت میں کسی مدد کی ضرورت نہیں اور نہ کوئی تیری خدائی میں

اِلٰهِیَّتِکَ وَلَمْ تُعْلَمْ لَکَ مَآئِیَّةٌ وَّلَا

شریک ہوا ہے اور نہ تیری مائیت اور ماہیت جان

مَاهِيَّةً فَتَكُونَ لِلْاَشْيَآءِ الْمُخْتَلِفَةِ

سکا ہے کہ تو (معاذ اللہ) مختلف اشیاء کے ہم جنس ہو

مُجَانِسًا وَّلَمْ تُعَايِنْ اِذْ حَبَسْتِ الْاَشْيَآءُ

اور کوئی نہیں دیکھتا تھا جب کہ اشیاء نے تیرے ارادے کے

عَلَى الْعَزَآئِمِ الْمُخْتَلِفَاتِ وَلَا خَرَقَتِ

مطابق اختلاف پکڑا اور نہ کسی کا وہم اور

الْاَوْهَامُ حُجُبَ الْغُيُوْبِ اِلَيْكَ فَاعْتَقِدَ

فہم تیرے غیب کے حجابوں کو پھاڑ سکا ہے پس میں تیری عظمت میں

مِنْكَ مَحْدُوْدًا فِىْ عَظْمَتِكَ لَا يَبْلُغُكَ

سے ایک محدود چیز کا اعتقاد کرسکا ہوں بہت دور کی ہمتیں

بُعْدَ الْهِمَمِ وَلَا يَنَالُكَ غَوْصُ الْفِطَنِ

تیری بلندی کو نہیں سمجھ سکی ہیں اور نہ دانائی کے گہرے غوطے تجھے پا سکتے ہیں

وَلَا يَنْتَهِىْ اِلَيْكَ نَظَرُ النَّاظِرِيْنَ فِىْ مَجْدِ

دیکھنے والوں کی نظریں تیرے جبروت کی بزرگی تک نہیں

جَبَرُوْتِكَ اِرْتَفَعَتْ عَنْ صِفَةِ الْمَخْلُوْقِيْنَ

پہنچ سکی ہیں تیری ذات اور قدرت کی صفات مخلوق کی صفتوں

صِفَاتُ ذَاتِكَ وَقُدْرَتِكَ وَعَلَا عَنْ

سے بالاتر ہیں اور یاد کرنے والوں کی

ذِكْرِ الذَّاكِرِيْنَ كِبْرِيَآءُ عَظَمَتِكَ فَلَا
یاد سے تیری عظمت اور بڑائی بلند ہے پس جس چیز

يَنْتَقِصُ مَآ اَرَدْتَّ اَنْ يَّزْدَادَ وَلَا يَزْدَادُ
کو تو زیادہ کرنا چاہے کوئی کم نہیں کرسکتا اور نہ اس چیز کو کوئی

مَآ اَرَدْتَّ اَنْ يَّنْتَقِصَ ج وَلَا ضِدٌّ شَهِدَكَ
زیادہ کرسکتا ہے جسے تو کم کرنا چاہے جس وقت تو مخلوق کو پیدا کرنے

حِيْنَ فَطَرْتَ الْخَلْقَ وَلَا نِدٌّ حَضَرَكَ حِيْنَ
لگا تو کوئی مخالف ضد تیرے سامنے نہ آئی اور جس وقت تو نفوس کو از سرِ نو

بَرَأْتَ النُّفُوْسَ ج كَلَّتِ الْاَلْسُنُ عَنْ تَفْسِيْرِ
بنا رہا تھا تو کوئی شریک تیرا مزاحم نہ بنا تری صفتوں کے

صِفَتِكَ ج وَانْحَسَرَتِ الْعُقُوْلُ عَنْ كُنْهِ
بیان سے زبانیں گنگ ہیں اور تیری معرفت کے ادراک میں

مَعْرِفَتِكَ ج وَكَيْفَ يُوْصَفُ عَنْ كُنْهِ
عقلیں دنگ ہیں اے رب تیری صفتوں کی حقیقت کیونکر سمجھی جا

صِفَتِكَ ج يَا رَبِّ ج وَاَنْتَ اللّٰهُ الْمَلِكُ الْجَبَّارُ
سکے جب کہ اے اللہ تو ایسا پاک جبّار بادشاہ

الْقُدُّوْسُ الَّذِيْ لَمْ تَزَلْ وَلَا تَزَالُ اَزَلِيًّا
ہے کہ تری بادشاہی کبھی زوال پذیر نہ ہوگی اور

اَبَدِیًّا سَرْمَدِیًّا دَآئِمًا فِیْ حُجُبِ الْغُیُوْبِ

تو اپنے غیب کے حجابوں میں ہمیشہ ازلی ابدی

وَحْدَکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ ج لَیْسَ فِیْھَا اَحَدٌ

سرمدی اور واحد لاشریک ہے اور تیرے سوا کائنات میں کوئی

غَیْرُکَ ج وَلَمْ یَکُنْ لَّھَا اِلٰہٌ سِوَاکَ ج حَارَتْ

معبود نہیں ہے اور نہ تیرے بغیر کوئی معبود رہے گا تیرے

فِیْ بِحَارِ مَلَکُوْتِکَ عَمِیْقَاتُ مَذَاھِبِ

ملکوت کے سمندروں میں گہری فکر کی چالیں حیران

التَّفْکِیْرِ ج وَتَوَاضَعَتِ الْمُلُوْکُ لِھَیْبَتِکَ

ہیں بادشاہوں کے سر تیری ہیبت سے نیچے ہیں اور تیرے

وَعَنَتِ الْوُجُوْہُ بِذِلَّۃِ الْاِسْتِکَانَۃِ لِعِزَّتِکَ ج

غلبے اور دہشت کے سامنے تمام چہرے پژمردہ ہیں

وَانْقَادَ کُلُّ شَیْءٍ لِّعَظْمَتِکَ ج وَاسْتَسْلَمَ

اور ہر شے تیری عظمت اور عزت کی منقاد اور مطیع ہے اور ہر چیز

کُلُّ شَیْءٍ لِّقُدْرَتِکَ ج وَخَضَعَتْ لَکَ

تیری قدرت اور حکمت کے تابع اور فرماں بردار ہے سب گردنیں تیرے آگے

الرِّقَابُ وَکَلَّ دُوْنَ ذٰلِکَ تَحْبِیْرُ اللُّغَاتِ

جھکی ہوئی ہیں عالموں کا ناطقہ تیرے آگے بند ہے

وَضَلَّ هُنَالِكَ التَّدَبِيرُ فِي تَصَارِيفِ

اور تیری صفات کے تصرّف میں تدبیریں گم ہیں

الصِّفَاتِ فَمَنْ تَفَكَّرَ فِيْ ذٰلِكَ رَجَعَ طَرْفُهٗ

پس جس کسی نے اس میں فکر کو دوڑایا اُس کی آنکھ اس

اِلَيْهِ حَسِيْرًا وَّعَقْلُهٗ مَبْهُوْتًا وَّتَفَكُّرُهٗ

کی طرف تھکی ہوئی اور اُس کی عقل اس کی طرف پریشان اور اس کی فکر

مُتَحَيِّرًا اَسِيْرًا ۝ اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا

اس کی طرف حیرت زدہ ہو کر پلٹی اے اللہ تیرے ہی لیئے ہے سب تعریف اور

كَثِيْرًا دَآئِمًا مُّتَوَالِيًا مُّتَوَاتِرًا مُّتَقَارِبًا

حمد بسیار و بے شمار ہمیشہ رہنے والی جاری، متواتر، قریب

مُّتَّسِعًا مُّسْتَوْثِقًا يَّدُوْمُ وَلَا يَبِيْدُ غَيْرَ

متصل وسیع اور معتبر جو ہمیشہ رہنے والی ہو

مَفْقُوْدٍ فِي الْمَلَكُوْتِ وَلَا مَطْمُوْسٍ فِي

اور کبھی ختم ہونے میں نہ آئے اور جو نہ عالم حکومت میں گم ہو اور نہ عالم ناسوت

الْمَعَالِمِ وَلَا مُنْتَقِصٍ فِي الْعِرْفَانِ ۝

میں مٹنے والی ہو اور نہ عالم معرفت میں نقص پذیر ہو

اَللّٰهُمَّ فَلَكَ الْحَمْدُ عَلٰى مَكَارِمِكَ الَّتِيْ لَا

اے اللہ تیرے لیئے حمد ان تمام بخششوں کے سبب جن کا ہم سے شمار نہیں

تُحۡصٰی فِی الَّیۡلِ اِذۡ اَدۡبَرَ ۚ وَالصُّبۡحِ اِذَا

ہو سکتا نہ رات کو جب وہ (راحت اور سکون لے کر) لوٹتی ہے اور دن کو جبکہ وہ اپنے

اَسۡفَرَ ۚ وَفِی الۡبَرِّ وَالۡبِحَارِ وَالۡغُدُوِّ وَالۡاٰصَالِ

نظاروں اور رنگینیوں سے چمکتا ہے اور جو ہمیں حاصل ہیں خشکی اور تری میں اور

وَالۡعَشِیِّ وَالۡاِبۡکَارِ وَالظَّہِیۡرَۃِ وَالۡاَسۡحَارِ

صبح اور شام اور سوتے اور جاگتے وقت

وَفِیۡ کُلِّ جُزۡءٍ مِّنۡ اَجۡزَآءِ الَّیۡلِ وَالنَّہَارِ ؕ

اور پچھلے پہر اور دوپہر کو رات اور دن کے ہر حصے میں

اَللّٰہُمَّ بِتَوۡفِیۡقِکَ قَدۡ اَحۡضَرۡتَنِی النَّجَاۃَ

ہمیں مل رہے ہیں اے اللہ یہ سب کچھ تیری ہی توفیق سے ہے کہ تجھ سے مجھے نجات

وَجَعَلۡتَنِیۡ مِنۡکَ فِیۡ وِلَایَۃِ الۡعِصۡمَۃِ فَلَمۡ

پہنچتی ہے اور تو نے مجھے اپنی عصمت اور پاک دامنی کی ولایت میں محفوظ کر دیا ہے

اَبۡرَحۡ مِنۡکَ فِیۡ سُبُوۡغِ نَعۡمَآئِکَ وَتَتَابُعِ

اور ہمیشہ مجھ پر تیری رحمتوں کا نزول ہوتا رہا ہے اور میں تیری متواتر نعمتوں

اٰلَآئِکَ مَحۡرُوۡسًا لَّکَ فِی الرَّدِّ وَالۡاِمۡتِنَاعِ

میں ہر قسم کے ردّ اور امتناع سے محفوظ رہا ہوں اور تو نے

وَمَحۡفُوۡظًا لَّکَ فِی الۡمَنۡعَۃِ وَالدِّفَاعِ عَنِّیۡ

مجھے اپنی طاقت سے بڑھ کر تکلیف نہیں دی ہے

وَلَمْ تُكَلِّفْنِى فَوْقَ طَاقَتِى وَلَمْ تَرْضَ

اور تو مجھ سے میری ہر طاعت میں راضی

عَنِّى اِلَّا بِطَاعَتِى فَاِنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ الَّذِى

رہا ہے پس اے اللہ تو وہ معبودِ برحق ہے کہ

لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ لَمْ تَغِبْ وَلَا تَغِيْبُ عَنْكَ

تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے تو نہ کبھی غائب ہوتا ہے

غَآئِبَةٌ وَّلَا تَخْفٰى عَلَيْكَ خَافِيَةٌ وَّلَنْ

اور نہ کوئی چیز تجھ سے غائب ہوتی ہے اور نہ کوئی چیز تجھ سے مخفی ہے

تَضِلَّ عَنْكَ فِى ظُلَمِ الْخَفِيَّاتِ ضَآلَّةٌ

اور نہ پوشیدہ اندھیروں میں تجھ سے کوئی چیز دور اور گم ہونے والی ہے۔ پس جس

اِنَّمَآ اَمْرُكَ اِذَآ اَرَدْتَّ شَيْئًا اَنْ تَقُوْلَ

وقت تو ارادہ کرے کسی چیز کا کہ ہو جائے پس وہ ہو

لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ○ اَللّٰهُمَّ اِنِّىٓ اَحْمَدُكَ

جاتی ہے اے اللہ میں تیری حمد کرتا ہوں جس طرح

فَلَكَ الْحَمْدُ مِثْلَ مَا حَمِدْتَّ بِهٖ نَفْسَكَ

تو نے آپ اپنی حمد فرمائی اور کئی گنا

وَاَضْعَافَ مَا حَمِدَكَ بِهِ الْحَامِدُوْنَ

اس حمد کے جو تمام حمد کرنے والوں نے تیری حمد کی ہے

وَمَجَّدَكَ بِهِ الْمُمَجِّدُوْنَ ج وَوَحَّدَكَ بِهِ
اور تمجید بیان کی ہے اور توحید
الْمُوَحِّدُوْنَ ج وَكَبَّرَكَ بِهِ الْمُكَبِّرُوْنَ ج وَ
یا تکبیر یا تہلیل
هَلَّلَكَ بِهِ الْمُهَلِّلُوْنَ ج وَعَظَّمَكَ بِهِ
یا تعظیم اور تسبیح یا
الْمُعَظِّمُوْنَ وَسَبَّحَكَ بِهِ الْمُسَبِّحُوْنَ ج
تقدیس بیان کی ہے
وَقَدَّسَكَ بِهِ الْمُقَدِّسُوْنَ ج حَتّٰى يَكُوْنَ
یہاں تک کہ ہو جائے میری
حَمْدِىْ لَكَ مِنِّىْ وَحْدِىْ فِىْ كُلِّ
حمد تیرے لیے بے مثل ہر آن میں یا کم اس
طَرْفَةِ عَيْنٍ اَوْ اَقَلَّ مِنْ ذٰلِكَ مِثْلَ
سے مثل حمد تمام حمد کرنے
حَمْدِ جَمِيْعِ الْحَامِدِيْنَ وَتَوْحِيْدِ اَصْنَافِ
والوں کے اور مثل تمام طرح طرح کے توحید
الْمُوَحِّدِيْنَ وَالْمُخْلِصِيْنَ ج وَتَقْدِيْسِ
اور اخلاص بیان کرنے والوں کے اور مختلف عارفوں

اَجْنَاسِ الْعَارِفِيْنَ وَ ثَنَآءِ جَمِيْعِ الْمُهَلِّلِيْنَ

کے تقدس بیان کرنے والوں کے اور تمام تہلیل

وَالْمُصَلِّيْنَ وَ الْمُسَبِّحِيْنَ ج وَمِثْلُ مَا اَنْتَ

اور صلوات اور تسبیح بیان کرنے والوں کے درآں حالیکہ

بِهٖ رَبٌّ عَالِمٌ عَارِفٌ وَّهُوَ مَحْمُوْدٌ وَّمَحْبُوْبٌ

تو ان کا رب ان کے حال پر عالم اور عارف ہے اور وہ تمام

وَّمَحْجُوْبٌ مِنْ جَمِيْعِ خَلْقِكَ كُلِّهِمْ مِّنَ

مخلوقات از قسم حیوانات و انسان و

الْحَيَوَانَاتِ وَ الْجَمَادَاتِ وَ الْبَرَايَا وَ الْاَنَامِ ج

جنات و نباتات میں سے محمود و محبوب اور محجوب ہے

وَاَرْغَبُ اِلَيْكَ فِيْ بَرَكَةِ مَا اَنْطَقْتَنِيْ بِهٖ

اور میں اے اللہ تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں اس برکت سے جو تونے اپنی حمد پر

مِنْ حَمْدِكَ ج فَمَا اَيْسَرَ مَا كَلَّفْتَنِيْ بِهٖ مِنْ

مجھے ناطق و گویا فرمایا ہے اور کیا ہی آسان ہے وہ چیز جس کی تونے مجھے تکلیف

حَقِّكَ ج وَاَعْظَمَ مَا وَعَدْتَّنِيْ بِهٖ عَلٰى

دی ہے ادائیگی حق میں اور کس قدر بڑی ہے وہ چیز جس کا تونے مجھے وعدہ کیا ہے

شُكْرِكَ اِبْتَدَاْتَنِيْ بِالنِّعَمِ فَضْلًا وَّطَوْلًا ج

اپنے شکر کا تونے میری ابتدار کی ہے نعمتوں کے ساتھ اپنے فضل سے اور فراخی سے

وَ اَمَرْتَنِیْ بِالشُّکْرِ حَقًّا وَّعَدْلًا وَّوَعَدْتَنِیْ

اور تونے مجھے حکم دیا ہے شکر کرنے کا حق اور عدل سے اور تونے مجھ سے وعدہ کیا

عَلَیْہِ اَضْعَافًا مُّضَاعَفَۃً وَّمَزِیْدًا وَّ

ہے اوپر شکر کے دگنی جزا اور زیادہ نعمت کا اور تونے

اَعْطَیْتَنِیْ بِہٖ مِنْ رِّزْقِکَ وَاسِعًا کَثِیْرًا

مجھے دیا ہے اپنے رزق سے جو وسیع کثیر اور

وَّکَبِیْرًا وَّ اِعْتِبَارًا وَّ اِخْتِیَارًا وَّ رِضًا ج وَسَاَلْتَنِیْ

بڑا ہے از روئے اعتبار واختیار ورضامندی کے اور اس کے عوض

مِنْہُ شُکْرًا یَسِیْرًا صَغِیْرًا اِذْ نَجَّیْتَنِیْ وَ

تونے مجھ سے طلب کیا ہے شکر بہت بڑا اور چھوٹا اور تونے مجھے نجات دی

عَافَیْتَنِیْ بِہٖ مِنْ جُھْدِ الْبَلَآءِ وَسُوْٓءِ

اور عافیت عطا کی ہے بڑی بلاء اور بری تقدیر

الْقَضَآءِ وَلَمْ تُسَلِّمْنِیْ بِسُوْٓءِ قَضَآئِکَ وَ

سے تونے مجھے نہیں حوالے کیا بری قضاء اور بلاء

بَلَآئِکَ وَجَعَلْتَ مَلْبَسِیَ الْعَافِیَۃَ وَ

کی طرف تونے مجھے عافیت کا لباس پہنایا اور تونے

تَوَلَّیْتَنِیْ بِالْبَسْطَۃِ وَاَوْلَیْتَنِیْ الْبَسْطَۃَ

دی مجھے فراخی اور احسان کیا تونے مجھ پر

وَالرَّخَآءِ وَاَكْرَمْتَنِىْ بِالْاٰلَآءِ وَالنَّعْمَآءِ وَ

وسعت کا اور تو نے اکرام کیا مجھ پر اپنی نعمتوں کا اور

شَرَعْتَ لِىْ مِنَ الدِّيْنِ اَيْسَرَ الْقَوْلِ وَ

تو نے بنایا ہے میرے لیئے جو ازروئے قول اور فعل

الْفِعْلِ وَالْعَمَلِ وَ سَوَّغْتَ لِىْ اَيْسَرَ

کے آسان ہے اور تو نے میرے لیئے فراغ کیا آسان ارادے

الْقَصْدِ وَضَاعَفْتَ لِىْ اَشْرَفَ الْفَضْلِ

کو اور تو نے میرے لیئے دگنا کیا فضل شرافت کو

وَالْمَزِيْدِ مَعَ مَا وَعَدْتَنِىْ مِنَ الْمَحَجَّةِ

اور زیادتی اس نعمت کی جو وعدہ کیا ہے تو نے میرے ساتھ دلیل اور حجت کے

الشَّرِيْفَةِ ج وَبَشَّرْتَنِىْ بِهٖ مِنَ الدَّرَجَةِ

جو بزرگ ہے اور تو نے مجھے خوشخبری دی ہے بلند درجے کی اور

الرَّفِيْعَةِ ج وَاصْطَفَيْتَنِىْ بِنَبِيِّكَ اَعْظَمِ

تو نے مجھ کو اپنے نبی کے ذریعے برگزیدہ کیا ہے جو

الشَّاْنِ وَجَعَلْتَهٗ اَعْظَمَ النَّبِيِّيْنَ دَعْوَةً ج

بلند شان والا ہے اور تو نے اس نبی کو کیا بہت بڑا تمام نبیوں میں سے تبلیغ کے

وَاَرْفَعَهُمْ دَرَجَةً وَّاَفْضَلَهُمْ لَنَا شَفَاعَةً ج

رو سے اور بہت بڑے درجے کے لحاظ سے افضل شفاعت کے باعث

وَاَقْرَبِهِمْ مَنْزِلَةً وَّاَوْضَحِهِمْ حُجَّةً

اور بہت اللہ تعالیٰ کے قریب منزل والے اور واضح دلیل والے یعنی

مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلٰى

محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کا درود ہو اُن پر جملہ

جَمِيْعِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ ○ اَللّٰهُمَّ

انبیاء اور مرسلین پر اے اللہ

اغْفِرْلِيْ مَا يَسَعُهٗ اِلَّا مَغْفِرَتُكَ وَلَا

مجھے بخش دے وہ خطا جسے نہیں پہنچ سکتی مگر بخشش تیری اور نہیں

يَمْحَقُهٗ اِلَّا عَفْوُكَ وَلَا يُكَفِّرُهٗ اِلَّا تَجَاوُزُكَ

اسے مٹا سکتی مگر تیری عفو اور جس کا کفّارہ نہیں ہو سکتا سوائے تیرے

وَفَضْلُكَ وَهَبْ لِيْ فِيْ يَوْمِيْ هٰذَا وَلَيْلَتِيْ

درگذر اور فضل کے اور عطا کر مجھے آج دن اور آج کی رات

هٰذِهٖ وَشَهْرِيْ هٰذَا وَسَنَتِيْ هٰذِهٖ

اور اسی موجودہ مہینے اور سال کے اندر یقین صادق

يَقِيْنًا صَادِقًا يُّهَوِّنُ بِهٖ عَلَيَّ مَصَآئِبَ

ایسا جو آسان کر دے مجھ پر دنیا اور آخرت

الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَحْزَانَهُمَا

کی مصیبتوں کو اور دارین کے غم

وَيُشَوِّقُنِىٓ اِلَيْكَ ج وَيُرَغِّبُنِىْ فِيمَا عِنْدَكَ

اور وہ یقین جو مجھے تیرا شائق اور شیدائی بنادے اور جو کچھ تیرے

الْمَغْفِرَةَ وَبَلِّغْنِى الْكَرَامَةَ مِنْ عِنْدِكَ ج

خزانوں میں ہے ان کی طرف مائل اور

وَاَوْزِعْنِىْ شُكْرَ مَآ اَنْعَمْتَ بِهٖ عَلَىَّ وَ

راغب کردے اور اپنے ہاں میرے حق میں مغفرت کر اور اپنی طرف سے مجھے کرامت عطا کر اور

ارْزُقْنِىْ وَانْصُرْنِىْ عَلَى الْاَعْدَآءِ ج فَاِنَّكَ

اپنی نعمتوں کے شکر کی توفیق مرحمت فرما اور مجھے رزق اور مجھے دشمنوں پر فتح نصیب کر

اَنْتَ اللّٰهُ الَّذِىْ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ الْوَاحِدُ

کیونکہ تو ہی وہ اللہ ہے کہ نہیں ہے تیرے بغیر کوئی اور تو ہے واحد احد پیدا

الْاَحَدُ الْمُبْدِئُ الرَّفِيْعُ الْبَدِيْعُ السَّمِيْعُ

کرنے والا بلند عجیب سننے والا اور جاننے

الْعَلِيْمُ الَّذِىْ لَيْسَ لِاَمْرِكَ مُدْفِعٌ ج وَلَا

والا وہ ذات کے جس کے حکم کو روکنے والا کوئی نہیں ہے اور نہ

عَنْ قَضَآئِكَ مُمْتَنِعٌ ج وَاَشْهَدُ اَنَّكَ

تیری قضا کو منع کرنے والا ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ تو

اَنْتَ رَبِّىْ وَرَبُّ كُلِّ شَىْءٍ فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ

میرا رب ہے اور رب ہے ہر چیز کا پیدا کرنے والا آسمانوں

وَالْاَرْضِ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَلِيُّ
اور زمینوں کا جاننے والا غیب اور شہادت کا تو بلند

الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ ○ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ اَسْئَلُكَ
بڑا اور برتر ذات والا ہے اے اللہ میں تجھ سے تیرے امر پر

الثَّبَاتَ فِي الْاَمْرِ وَالْعَزِيْمَةَ عَلَى الرُّشْدِ
ثابت قدمی کا سوال کرتا ہوں اور ہدایت پر مضبوط رہنے کا

وَالشُّكْرَ عَلٰى نِعَمِكَ وَحُسْنَ عِبَادَتِكَ
اور تیری نعمتوں پر شکر کا اور اچھی عبادت کا خواستگار ہوں

وَاَسْئَلُكَ مِنْ كُلِّ خَيْرٍ تَعْلَمُ وَلَآ اَعْلَمُ
اور تجھ سے ہر طرح کی خیر کا سائل ہوں جسے تو جانتا ہے اور جسے میں نہیں جانتا

وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ كُلِّ شَرِّ مَا تَعْلَمُ وَ
اور پناہ مانگتا ہوں ہر اس شر سے جسے تو جانتا ہے اور بخشش کا خواستگار

اَسْتَغْفِرُكَ لِمَا تَعْلَمُ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ
ہوں تجھ سے ہر اس گناہ سے جسے تو جانتا ہے تحقیق تو ہی غیب کے

الْغُيُوْبِ ○ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ جَوْرِ كُلِّ
جاننے والا ہے اور تیرے ساتھ پناہ مانگتا ہوں ہر ظالم کے ظلم

جَائِرٍ وَبَغْيِ كُلِّ بَاغٍ وَحَسَدِ كُلِّ
سے اور باغی اور سرکشی کی سرکشی سے اور ہر حاسد کے

حَاسِدٍ ج وَمَكْرِ كُلِّ مَاكِرٍ ج وَغَدْرِ كُلِّ

حسد سے اور مکار کے مکر سے اور ہر دھوکے باز کے

غَادِرٍ ج وَكَيْدِ كُلِّ كَائِدٍ ج وَظُلْمِ كُلِّ ظَالِمٍ ج

دھوکے سے اور فریبی کے فریب سے اور ہر ظالم کے ظلم سے

وَكِذْبِ كُلِّ كَاذِبٍ ج وَسِحْرِ كُلِّ سَاحِرٍ ج وَ

اور ہر جھوٹے کے جھوٹ سے اور ہر جادوگر کے جادو سے اور

شَمَاتَةِ كُلِّ شَامِتٍ ج وَكَشْحِ كُلِّ كَاشِحٍ

میرے نقصان پر خوش ہونے والے کی خوشی سے اور ہر کینہ ور کے کینے سے

بِكَ أَصُوْلُ عَلَى الْأَعْدَآءِ ج وَإِيَّاكَ أَرْجُوْا

تیری مدد پر میں اپنے دشمنوں پر حملہ کرتا ہوں اور تیرے طفیل اپنے

وِلَايَةَ الْأَحِبَّآءِ وَالْأَوْلِيَآءِ وَالْقُرَنَآءِ وَ

دوستوں ساتھیوں نزدیکیوں اور خویشوں

الْقُرَبَآءِ فَلَكَ الْحَمْدُ عَلٰى مَالَآ أَسْتَطِيْعُ

کی محبت کی امید رکھتا ہوں پس تیرے ہی لیئے سب تعریف ہے ان نعمتوں پر جس کو میں

إِحْصَآءَهٗ وَلَا تَعْدِيْدَهٗ مِنْ عَوَآئِدِ

نہ شمار کر سکتا اور نہ گن سکتا ہوں تیرے پے در پے فضل سے

فَضْلِكَ وَعَوَارِفِ رِزْقِكَ وَأَلْوَانِ مَآ

اور تیرے قسم قسم کے رزقوں کا اور نہ نگارنگ کی وہ نعمتیں جو تو نے مجھے

اَوْلَیْتَنِیْ بِهٖ مِنْ اَرْفَادِكَ ج فَاِنَّكَ اَنْتَ

دے رکھی ہیں پس بے شک تو وہ اللہ ہے کہ

اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ الْفَاشِیْ فِی

نہیں ہے کوئی لائق عبادت کے تیرے بغیر تیری ذات مخلوق میں سے نمایاں

الْخَلْقِ حَمْدُكَ ج اَلْبَاسِطُ بِالْجُوْدِ یَدَكَ ج

ہے تیری حمد یہ ہے کہ تیری سخاوت کا ہاتھ کھلا ہوا ہے

لَاتُضَادُّ فِیْ حُكْمِكَ وَلَا تُنَازَعُ فِیْ

نہیں پھیر سکتا تیرے حکم کو کوئی اور نہ تیری سلطنت میں تیرے ساتھ کوئی

سُلْطَانِكَ ج تَمْلِكُ مِنَ الْاَنَامِ مَاتَشَآءُ ج

جھگڑا کرنے والا ہے تو لوگوں اور ان کے مالوں کا مالک ہے جس طرح تو چاہے

وَلَا یَمْلِكُوْنَ مِنْكَ اِلَّا مَاتُرِیْدُ ○ اَللّٰهُمَّ

لیکن تجھ سے وہ کسی شے کے مالک نہیں ہو سکتے مگر جبکہ تیرا ارادہ ہو اے اللہ

اَنْتَ اللّٰهُ الْمُحْسِنُ الْمُنْعِمُ الْمُفْضِلُ

تو ہے اللہ تعالیٰ احسان کرنے والا انعام والا اور فضل کرنے والا

اَلْقَادِرُ الْقَاهِرُ الْمُقْتَدِرُ الْقَآئِمُ الْقُدُّوْسُ

قدرت والا غلبے والا اقتدار والا ہمیشہ رہنے والا پاک اور

الْمُقَدَّسُ فِیْ نُوْرِ الْقُدُسِ تَرَدَّیْتَ

مقدس ذات والا ہے اپنے نور پاک میں عزت اور

بِالْعِزِّ وَالْعُلَآءِ (ش ک ف ن ق) یا عزیز وَتَاَزَّرْتَ

اور عظمت اور بلندی کی چادر اوڑھے ہوئے ہے

بِالْعَظْمَةِ وَالْكِبْرِيَآءِ وَتَغَشَّيْتَ بِالنُّوْرِ

کبریائی کا تو آزار بند باندھے ہوئے ہے اور تو اپنے نور اور ضیاء کے

وَالضِّيَآءِ ج وَتَجَلَّلْتَ بِالْمَهَابَةِ وَالْبَهَآءِ ○

ساتھ ڈھکے ہوئے ہے اور تو اپنی ہیبت اور روشنی کے ساتھ جلوہ گر ہے

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْمَنُّ الْقَدِيْمُ وَالْفَضْلُ

اے اللہ تو قدیم احسان والا ہے اور بڑے فضل

الْعَظِيْمُ وَالْعِزُّ الشَّامِخُ وَالْمُلْكُ الْبَاذِخُ

والا ہے اور بلند عزت والا ہے اور روشن ملک والا

وَالْجُوْدُ الْوَاسِعُ وَالْقُدْرَةُ الْكَامِلَةُ وَ

اور وسیع سخاوت والا اور کامل قدرت والا

الْحِكْمَةُ الْبَالِغَةُ فَلَكَ الْحَمْدُ عَلٰى مَا

بالغ حکمت والا ہے پس تیرے لیئے حمد ہے تو نے مجھے

جَعَلْتَنِىْ مِنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں شامل کیا

وَسَلَّمَ وَهُوَ اَفْضَلُ مِنْ بَنِىْٓ اٰدَمَ الَّذِيْنَ

ہے اور وہ تمام بنی آدم میں سے افضل ہے جن کو تو نے

كَرَّمْتَهُمْ وَحَمَلْتَهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَ

عزت وتکریم عطا کی اور اٹھایا انہیں تری اور خشکی میں اور

رَزَقْتَهُمْ مِّنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْتَهُمْ عَلَى

انہیں پاک رزق عطا کیا اور اپنی کثیر مخلوق پر ان کو

كَثِيرٍ مِّمَّنْ خَلَقْتَهُمْ تَفْضِيلًا وَّخَلَقْتَنِي

تفضیلت بخشی اور مجھے بنایا تو نے سننے والا

سَمِيعًا بَصِيرًا صَحِيحًا سَوِيًّا سَالِمًا

آنکھوں والا صحیح اور سلامت بدن والا اور

مُّعَافًا وَّلَمْ تَشْغَلْنِي بِنُقْصَانٍ فِي بَدَنِي

عافیت والا اور نہ تو نے مجھے اپنے بدن کے کسی نقصان میں مبتلا

وَلَا بِآفَةٍ فِي جَوَارِحِي وَلَمْ تَمْنَعْنِي

کیا ہے اور نہ اعضا کے کسی آفت پر مشغول کیا ہے اور نہ تو نے مجھ سے بند

كَرَامَتَكَ إِيَّايَ وَحُسْنَ صَنِيعَتِكَ عِنْدِي

کیا ہے اپنی کرامت کو اور میرے متعلق حسن کارکردگی کو اور میری طرف اپنے

وَفَضْلَ مَنَائِحِكَ لَدَيَّ وَنَعْمَائِكَ

فضل کے برکتوں اور نعمتوں کو تو وہ ذات ہے کہ

عَلَيَّ أَنْتَ اللّٰهُ الَّذِي أَوْسَعْتَ

تو نے فراخ کیا ہے مجھ پر رزق

عَلَىَّ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ رِزْقًا وَّاسِعًا

کشادہ دنیا اور آخرت میں فضیلت دی ہے

وَّافِيًا وَّفَضَّلْتَنِىْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّنْ خَلْقِكَ

تو نے مجھے اپنی بے شمار مخلوق پر پس

تَفْضِيْلًا فَجَعَلْتَ لِىْ سَمْعًا يَّسْمَعُ اٰيَاتِكَ

تو نے مجھے کان دیئے ہیں کہ جن سے میں تیری آیات

وَعَقْلًا يَّفْهَمُ اِيْمَانَكَ وَبَصَرًا يَّرٰى قُدْرَتَكَ

سنتا ہوں اور مجھے دی ایسی عقل جس سے مجھے ایمانی سمجھ آگئی اور دی ہیں مجھے آنکھیں

وَفُؤَادًا يَّعْرِفُ عَظْمَتَكَ وَلِسَانًا يَّنْطِقُ

جن سے میں تیری قدرت کا مشاہدہ کرتا ہوں اور ایسا دل دے دیا ہے جس سے میں تیری

كَلَامَكَ وَقَلْبًا يَّعْتَقِدُ اِيْمَانَكَ وَتَوْحِيْدَكَ

عظمت کو پہنچانتا ہوں اور ایسی زبان دی ہے جو تیرے کلام سے گویا ہے اور ایسا قلب ہے جس سے

فَاِنِّىْ بِفَضْلِكَ عَلَىَّ حَامِدٌ وَّبِتَوْفِيْقِكَ

میں ایمان اور توحید کی حقیقت جانتا ہوں پس میں تیرے فضل کے سبب تیری تعریف کے گیت گاتا ہوں

اِيَّاكَ ذَاكِرٌ وَّلَكَ نَفْسِىْ شَاكِرَةٌ وَّبِحَقِّكَ

اور تیری توفیق سے تیرا ذکر کرنے والا ہوں اور میرا نفس تیرا شکر گزار ہے اور تیرے حق کا مشاہدہ کرنے

شَاهِدَةٌ فَاِنَّكَ حَىٌّ قَبْلَ كُلِّ حَىٍّ وَّحَىٌّ

والا ہے پس تو زندہ ہے تمام زندہ چیزوں سے پہلے اور زندہ رہے گا تمام زندہ چیزوں کے بعد اور

بَعْدَ كُلِّ حَيٍّ وَّحَيٌّ بَعْدَ كُلِّ مَيِّتٍ وَّحَيٌّ لَّمْ

زندہ رہے گا جب کہ تمام زندہ مر جائیں گے اور تو ایسا زندہ ہے کہ تو نے کسی

تَرِثِ الْحَيٰوةَ مِنْ كُلِّ حَيٍّ وَّلَمْ تَقْطَعْ

زندہ سے بطور میراث زندگی نہیں حاصل کی اور تیری خیر مجھ سے کسی وقت بند

خَيْرَكَ عَنِّيْ فِيْ كُلِّ وَقْتٍ وَّلَمْ تَقْطَعْ

نہیں ہوئی اور میری امیدیں تیرے ساتھ ہمیشہ وابستہ رہی ہیں بدبختی کی

رَجَائِيْ قَطُّ وَلَمْ تُنْزِلْ بِيْ عُقُوْبَاتِ النِّقَمِ

سزائیں مجھ پر کبھی نازل نہیں ہوئیں اور عصمت کی باریکیاں مجھ پر کبھی بند نہیں ہوئیں

وَلَمْ تَمْنَعْ عَنِّيْ دَقَائِقَ الْعِصَمِ وَلَمْ تُغَيِّرْ

اور مجھ پر تیری نعمتوں کے وعدے کبھی برخلاف نہیں ہوئے

عَلَيَّ وَثَائِقَ النِّعَمِ فَلَوْلَمْ اَذْكُرْ مِنْ

پس اگر میں نے نہیں یاد کیا اپنے آپ پر تیرے احسان میں

اِحْسَانِكَ عَلَيَّ اِلَّا عَفْوَكَ عَنِّيْ وَالتَّوْفِيْقَ

سے مگر تیری معافی اور میرے لیئے تیری توفیق اور

لِيْ وَالْاِسْتِجَابَةَ لِدُعَائِيْ حِيْنَ رَفَعْتُ

میری دعاؤں کی قبولیت جب کہ میں اے اللہ بلند

صَوْتِيْ بِتَوْحِيْدِكَ يَا اَللّٰهُ وَتَحْمِيْدِكَ وَ

کروں اپنی آواز تیری توحید سے اور تیری تحمید

تَسْبِيْحِكَ وَتَمْجِيْدِكَ وَتَعْظِيْمِكَ وَ

تسبیح و تمجید و تعظیم و

تَكْبِيْرِكَ وَتَهْلِيْلِكَ وَاِلَّا فِيْ تَقْدِيْرِكَ

تکبیر و تہلیل سے اور مگر تیری تقدیر ہیں

خَلْقِيْ حِيْنَ صَوَّرْتَنِيْ فَاَحْسَنْتَ صُوْرَتِيْ

میری خلقت جو تھی جب کہ تو نے میری صورت بنانی چاہی پس تو نے مجھے حسن صورت

وَاِلَّا فِيْ قِسْمَتِ الْاَرْزَاقِ حِيْنَ قَدَّرْتَهَا

عطا کی اور مگر رزق کے تقسیم کے وقت جب تو نے میرے لیئے رزق مقدر کیا

لِيْ لَكَانَ فِيْ ذٰلِكَ مَا يَشْغَلُ شُكْرِيْ عَنْ

پس میرے شکر نے مجھے اسی کوشش سے مصروف نہیں کیا

جُهْدِيْ فَكَيْفَ اِذَا فَكَّرْتُ فِي النِّعَمِ

پس کس طرح میں تیرے بڑے بڑے انعاموں میں لوٹتے ہوئے فکر

الْعِظَامِ الَّتِيْ اَتَقَلَّبُ فِيْهَا وَلَا اَبْلُغُ شُكْرَ

کرتا ہوں اور میں ان میں سے کسی کا شکر ادا نہیں کرسکتا

شَيْءٍ مِّنْهَا فَلَكَ الْحَمْدُ عَلٰى مَكَارِمِكَ

پس تیرے لیئے ہے سب تعریف ان بخششوں پر جن کا اندازہ

الَّتِيْ لَا تُحْصٰى عَدَدًا مَا حَفِظَهٗ عِلْمُكَ

نہیں لگایا جا سکتا اتنی تعداد میں جسے تیرا علم محفوظ کرسکے

وَعَدَدَ مَا وَسِعَتْهُ رَحْمَتُكَ ج وَعَدَدَ مَآ

اور اتنی تعداد میں جس قدر کہ تیری رحمت وسیع ہے اور اتنی تعداد میں

اَحَاطَتْ بِهٖ قُدْرَتُكَ وَاَضْعَافَ مَا تَسْتَوْجِبُهٗ

کہ جسے تیری قدرت احاطہ کرسکے اور اس تعداد سے کئی گنا زیادہ کہ تو اہی

مِنْ جَمِيْعِ خَلْقِكَ ۝ (ش ك ف ق)

تمام مخلوقات سے اس کا مستوجب اور سزاوار ہے

اَللّٰهُمَّ فَتَمِّمْ اِحْسَانَكَ اِلَيَّ فِيْمَا بَقِيَ مِنْ

اے اللہ تو میری بقایا عمر میں مجھ پر احسانات تمام کردے جس طرح

عُمْرِيْ كَمَآ اَحْسَنْتَ اِلَيَّ فِيْمَا مَضٰى مِنْهُ ۝

تو میری گذری عمر میں مجھ پر احسانات فرماتا رہا ہے

(ط ش) اَللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ اَسْئَلُكَ وَاَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ

اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف وسیلہ ڈھونڈتا

بِتَوْحِيْدِكَ وَتَمْجِيْدِكَ وَتَحْمِيْدِكَ وَ

ہوں تیری توحید اور تیری تمجید و تیری تحمید و

تَهْلِيْلِكَ وَتَكْبِيْرِكَ وَكِبْرِيَآئِكَ وَكَمَالِكَ

تیری تہلیل تیری تکبیر تیری کبریائی تیرے کمال

وَتَعْظِيْمِكَ وَتَقْدِيْسِكَ وَنُوْرِكَ وَجُوْدِكَ

تیری تعظیم تیری تقدیس تیرے نور تیری بخشش

وَرَاْفَتِكَ وَرَحْمَتِكَ وَعُلُوِّكَ وَوَقَارِكَ وَعِلْمِكَ

تیری نرمی تیری رحمت تیری بلندی تیری عزّت تیرے علم

وَلِقَآئِكَ وَمَنِّكَ وَبَهَآئِكَ وَجَمَالِكَ

تیرے لقاء تیرے احسان تیری روشنی تیرے حسن

وَجَلَالِكَ وَسُلْطَانِكَ وَعَظَمَتِكَ وَقُوَّتِكَ

تیرے جلال تیرے غلبے تیری عظمت تیری قوّت

وَقُدْرَتِكَ وَاِحْسَانِكَ وَامْتِنَانِكَ

تیری قدرت تیرے احسان تیری منّت

وَعَفْوِكَ وَنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

تیرے عفو اور تیرے نبی محمّد صلّی اللہ علیہ وسلم سے

وَسَلَّمَ وَسَآئِرِ اِخْوَانِهٖ مِنَ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ

اور تیری طرف ان کے تمام بھائیوں یعنی انبیاء اور مرسلین

عَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَبِعِتْرَتِهِ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ

سے اور ان کی تمام پاک اور طیّب اولاد کا وسیلہ

اَنْ لَّا تَحْرِمَنِىْ رِفْدَكَ وَفَضْلَكَ وَجَمَالَكَ

پکڑ کر سوال کرتا ہوں کہ تو مجھے اپنی مہربانیوں اور اپنے فضل اور اپنے

وَجَلَالَكَ وَفَوَآئِدَ كَرَامَاتِكَ فَاِنَّهٗ لَا

جمال وجلال اور اپنی کرامت کے فائدوں سے مجھے محروم نہ کر کیونکہ

يَعْتَرِيْكَ لِكَثْرَتِ مَا قَدْ نَشَرْتَ بِهٖ مِنَ

تحقیق تجھے اس بات کی عار نہیں کہ کثرتِ بخشش کے سبب تجھے بخل

الْعَطَايَا عَوَآئِقُ الْبُخْلِ فَتُكْدِي وَلَا

کی رکاوٹ لاحق ہو اور تجھے اس کا دکھ لاحق

تَنْقُصُ جُوْدَكَ التَّقْصِيْرُ فِيْ شُكْرِ نِعْمَتِكَ

ہو اور تیری نعمتوں کے شکر میں قصور تیری بخشش کو کم

وَلَا يَنْفَدُ خَزَآئِنَكَ مَوَاهِبُكَ الْمُتَّسِعَةُ

نہیں کرتا اور نہ تیری وسیع بخشش تیرے خزانوں کو کم کر

وَلَا تُؤَثِّرُ فِيْ جُوْدِكَ الْعَظِيْمِ ○ (ش م

سکتی ہے۔

ص م) مِنَحُكَ الْفَآئِقَةُ الْجَمِيْلَةُ الْجَلِيْلَةُ

نہ تیری عظیم الشان سخاوت کو کسی قسم کی جلیل یا جمیل فاقہ متاثر

وَلَا تَخَافُ ضَيْمَ اِمْلَاقٍ فَتُكْدِيْ وَلَا

کر سکتی ہے اور نہ تجھے بھوک کی تنگی کا خوف لاحق ہوتا ہے کہ تجھے تکلیف پہنچے اور

يَلْحَقُكَ خَوْفُ عُدْمٍ فَيَنْقُصُ مِنْ جُوْدِكَ

نہ تجھے نیستی اور ناداری کا خوف لاحق ہوتا ہے جو تیرے فیض اور فضل کی

فَيْضُ فَضْلِكَ ○ يَا رَبَّ جِبْرَآئِيْلَ يَا رَبَّ

سخاوت میں نقص ڈال سکے اے ربّ جبرائیل اے ربّ

مِیکَائِیلَ یَارَبَّ اِسْرَافِیلَ یَارَبَّ عِزْرَائِیلَ
میکائیل اے ربّ اسرافیل اے ربّ عزرائیل

یَارَبَّ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
اے ربّ محمدؐ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ

وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَدَدِیْ۔ اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ
وآلہٖ وسلّم میری مدد کر اے اللہ تو مجھے عطا کر

قَلْبًا خَاشِعًا خَاضِعًا ضَارِعًا حَاضِرًا
ایسا دل جو ڈرنے والا متواضع اور تضرّع کرنے والا ہو اور تیرا

وَّبَدَنًا صَابِرًا وَّیَقِیْنًا صَادِقًا وَّلِسَانًا
حضوری اور صابری بدن عطا کر اور یقین صادق اور زبان

ذَاکِرًا وَّحَامِدًا وَّعَیْنًا بَاکِیَۃً وَّرِزْقًا
ذکر کرنے اور حمد کرنے والی اور آنکھ تیرے خوف اور محبت میں رونے

حَلَالًا وَّاسِعًا وَّعِلْمًا نَّافِعًا وَّوَلَدًا صَالِحًا
والی اور رزق فراخ حلال اور علم نافع اور اولاد نیک

وَّسِنًّا طَوِیْلًا وَّامْرَاَۃً مُّؤْمِنَۃً صَالِحَۃً
اور عمر دراز اور بیوی عطا کر مومنہ اور نیک

وَّتَوْبَۃً مَّقْبُوْلَۃً وَّلَا تُؤْمِنِّیْ مَکْرَکَ وَلَا
اور توبہ مقبول عطا کر اور اپنے مکر سے مامون اور فریفتہ

تُنْسِنِیْ ذِکْرَكَ وَلَا تَکْشِفْ عَنِّیْ سِتْرَكَ

نہ کر اور نہ اپنی یاد مجھ سے بھلا اور نہ میرے اوپر سے پردہ اٹھا

وَلَا تُقَنِّطْنِیْ مِنْ رَّحْمَتِكَ وَلَا تُبَعِّدْنِیْ

اور نہ مجھے اپنی رحمت سے ناامید کر اور نہ اپنے پڑوس

مِنْ کَنَفِكَ وَجِوَارِكَ وَاَعِذْنِیْ مِنْ

اور پناہ سے مجھے دور کر اپنی ناراضگی اور غضب سے مجھے

سَخَطِكَ وَغَضَبِكَ وَلَا تُؤْیِسْنِیْ مِنْ

پناہ دے اور مجھے اپنی رحمت سے مایوس نہ

رَّحْمَتِكَ وَرَوْحِكَ وَکُنْ لِّیْ اَنِیْسًا مِّنْ

کر اور ہر خوف اور وحشت میں تو میرا مونس ہو اور ہر

کُلِّ رَوْعَةٍ وَّوَحْشَةٍ وَجَلِیْسًا فِیْ کُلِّ

تنہائی میں تو میرا ہم نشین ہو اور مجھے ہر

وَحْدَةٍ وَّغُرْبَةٍ وَّاعْصِمْنِیْ مِنْ کُلِّ

ہلاکت سے تو محفوظ رکھ اور مجھے تو نجات دے

هَلَکَةٍ وَّنَجِّنِیْ مِنْ کُلِّ بَلِیَّةٍ وَّاٰفَةٍ وَّ

ہر بلا آفت مصیبت

عَاهَةٍ وَّاِهَانَةٍ وَّذِلَّةٍ وَّعِلَّةٍ وَّقِلَّةٍ وَّ

امانت ذلت علت قلت

مَرَضٍ وَّفَقْرٍ وَّفَاقَةٍ وَّرِيَاءٍ وَّوَبَاءٍ وَّ

مرض اور ہر فقر و فاقہ وریاء اور وباء اور

بَلَاءٍ وَّزَلْزَلَةٍ وَّمِحْنَةٍ وَّشِدَّةٍ فِي الدَّارَيْنِ

بلا و غصہ و محنت اور شدت سے دونوں جہاں سے

وَاِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادِ (ش ك ق)

اور تو ہرگز وعدہ خلاف نہیں کرتا

اَللّٰهُمَّ ارْفَعْنِيْ وَلَا تَضَعْنِيْ وَادْفَعْ عَنِّيْ

اے اللہ تو مجھے بلند کر اور پست کر اور مجھ سے بلائیں

وَلَا تَدْفَعْنِيْ وَاَعْطِنِيْ وَلَا تَحْرِمْنِيْ وَ

دفع کر اور مجھے اپنے سے دور نہ کر اور مجھے عطا کر اور محروم نہ کر اور

اَكْرِمْنِيْ وَلَا تُهِنِّيْ وَزِدْنِيْ وَلَا تَنْقُصْنِيْ

مجھے مکرم کر اور ذلیل نہ کر اور مجھ پر اپنی نعمتیں زیادہ کر اور کم نہ کر

وَارْحَمْنِيْ وَلَا تُعَذِّبْنِيْ وَانْصُرْنِيْ وَلَا

اور مجھ پر رحم کر اور عذاب نہ کر اور مجھے فتح یاب کر اور شکست

تَخْذُلْنِيْ وَاسْتُرْنِيْ وَلَا تَفْضَحْنِيْ وَ

نہ دے اور مجھے اپنی ستر میں رکھ اور رسوا نہ کر اور مجھے

اٰثِرْنِيْ وَلَا تُؤْثِرْ عَلَيَّ اَحَدًا فِيْ اَمْرِ الدُّنْيَا

ترجیح دے اور کسی کو مجھ پر ترجیح نہ دے نہ دنیا میں اور

وَالْاٰخِرَةِ۔ اَللّٰهُمَّ فَرِّجْ هَمِّيْ وَاكْشِفْ
نہ آخرت میں اے اللہ! میرے واہمات دور کردے اور میرے غم

غَمِّيْ وَاَهْلِكْ عَدُوِّيْ وَارْزُقْنِيْ خَيْرَ
زائل کردے اور میرے دشمن ہلاک کردے اور دنیا اور آخرت کی بھلائیاں

الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ
مجھے عطا کردے اپنے رحم اور کرم سے اے تمام رحم

الرَّاحِمِيْنَ۝ اَللّٰهُمَّ مَا قَدَّرْتَ لِيْ مِنْ
کرنے والوں سے زیادہ مہربان اے اللہ جو کچھ تو نے اپنے امر سے میرے

اَمْرٍ وَّشَرَعْتَ فِيْهِ بِتَوْفِيْقِكَ وَتَيْسِيْرِكَ
لیئے قصد کرلیا ہے اور تیری توفیق احسان سے میں نے اس کام

فَتَمِّمْهُ لِيْ بِاَحْسَنِ الْوُجُوْهِ كُلِّهَا وَ
کو شروع کرلیا ہے پس وہ کام تو احسن اور اصلح اور اصوب

اَصْلَحِهَا وَاَصْوَبِهَا فَاِنَّكَ عَلٰى مَا تَشَآءُ
وجوہ سے سرانجام دے کیونکہ تو ہر چیز پر قادر

قَدِيْرٌ۝ وَبِالْاِجَابَةِ جَدِيْرٌ۝ يَا مَنْ
ہے اور قبولیت پر توانا ہے اے وہ ذات

قَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرَضُوْنَ بِاَمْرِهٖ ج
کہ آسمان اور زمین اس کے امر سے قائم ہیں

يَا مَنْ يُّمْسِكُ السَّمَاءَ اَنْ تَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ

اے وہ ذات کے جس نے آسمان کو زمین پر گرنے سے

اِلَّا بِاِذْنِهٖ يَا مَنْ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْئًا اَنْ

روکا ہے مگر اس کے امر سے اے وہ ذات کہ اس کا امر ہے کہ جس کام کا

يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ○ فَسُبْحٰنَ الَّذِىْ

ارادہ کرے وہ ہو جائے پس پاک ہے وہ ذات کہ

بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ○

جس کے ہاتھ میں ہر شے کے عالم ملکوت کی کنجی ہے اور اسکی طرف تمام کا رجوع ہے

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيِّدِنَا

اور درود ہو اللہ تعالیٰ کا اوپر بہترین خلق ہمارے سردار

مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ○

محمد ﷺ اور اس کے آل اور اصحاب تمام پر

اَلطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا

جو پاک صاف ہیں اور سلام بھیج سب پر بہت

كَثِيْرًا كَثِيْرًا يَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ وَيَا

بے شمار اے بہت رحم کرنے والوں میں سے زیادہ رحم کرنے والے

خَيْرَ النَّاصِرِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

اور سب سے زیادہ مددگار اور سب تعریف ہے اللہ رب العالمین کو

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

اسناد درود صلوٰۃ الکبریٰ

اب ہم درود شریف **صلوٰۃ الکبریٰ** جو حضرت قطبِ ربّانی، غوث صمدانی شہباز لامکانی، سیّدنا وسیّدنا حضرت شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہ العزیز نے مرتّب فرمایا ہے یہاں پر شامل کتاب کرتے ہیں اس دنیا کے بہترین، افضل ترین اور مقبول ترین درود حضرت غوثِ اعظم قدس اللہ سرہ العزیز کی زبانِ حق ترجمان سے مترشح اور آپ کے قلم اعجاز رقم سے مرقوم ہوئے ہیں اس درود شریف کو ہم نے بارگاہِ حضرت رسالت مآب ﷺ تک بہترین وسیلہ پایا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کا آسان ترین ذریعہ ہے۔ ویسے بھی درود شریف کے فضائل اظہر من الشّمس ہیں اور درود شریف کے بغیر کوئی دعا درجۂ قبولیت کو نہیں پہنچ سکتی، درود شریف کے فضائل کے ثبوت کے لئے یہی ایک بات کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ خود اپنی ازلی ابدی اور قدیم زبان سے بمعہ اپنے تمام ملائکہ کے حضرت رسولِ مقبول ﷺ کی ذات بابرکات پر ہمیشہ کے لئے دن رات درود پڑھتے رہتے ہیں اور تمام مؤمنین کو اس مبارک شغل میں شمولیت کی دعوت دیتے ہیں چنانچہ ارشاد ہے

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۝

ترجمہ: تحقیق اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اپنے نبی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر درود پڑھتے ہیں اے ایمان والو! تم بھی آپ ﷺ پر درود اور سلام بھیجو۔

ایک خاکی فانی مخلوق اور حادث انسان کے لئے اس سے زیادہ بہتر شرف کا اور کیا موقع ہوسکتا ہے کہ جس سے وہ اپنے خالق غیر مخلوق قدیم ذات کے ساتھ ہمدم

اور ہم زبان ہو کر درود شریف کے مبارک شغل اور ورد میں شامل رہے اور اس کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس درود پڑھنے والے پر ایک درود کے بدلے دس دس درودِ سلام اور رحمتیں نازل فرمائے۔ پس اس سے زیادہ اور کوئی سعادت مند، خوش قسمت اور بانصیب ہوسکتا ہے اور جس پر اللہ تعالیٰ درود اور سلام کہے اور رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے چنانچہ احادیث میں آیا ہے کہ

وَ یُرْوٰی اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ جَآءَ ذَاتَ یَوْمٍ وَّ الْبُشْرٰی تُرٰی فِیْ وَجْھِہٖ فَقَالَ اِنَّہٗ جَاءَ فِیْ جِبْرِیْلَ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَقَالَ اَمَا تَرْضٰی یَا مُحَمَّدُ ﷺ اَنْ لَّا یُصَلِّیْ وَ یُسَلِّمُ عَلَیْکَ اَحَدٌ مِّنْ اُمَّتِکَ اِلَّا صَلَّیْتُ وَ سَلَّمْتُ عَلَیْہِ عَشْرًا

ترجمہ: ایک حدیث میں مروی ہے کہ ایک روز حضرت رسول مقبول ﷺ اپنے اصحابِ کبار کی طرف تشریف لا رہے تھے اور آپ کے چہرہ مبارک سے خوشی اور انبساط کے آثار نمایاں تھے ایسی حالت میں آپ نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ آج میرے پاس جبریل علیہ السلام نے آکر فرمایا کہ اے محمد ﷺ! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آیا اب بھی تم ہم سے راضی نہیں ہو کہ اگر آپ کی امت میں کوئی شخص ایک دفعہ آپ پر درود اور سلام بھیجے گا تو میں اُس پر دس دفعہ درود اور سلام بھیجوں گا۔

حدیث: وَ قَالَ اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِیْ اَکْثَرُھُمْ عَلَیَّ صَلٰوۃً

ترجمہ: حضور ﷺ نے فرمایا کہ میرے نزدیک میری اُمّت کے سب سے بہتر لوگ وہ ہی ہیں جو مجھ پر کثرت سے درود بھیجتے ہیں۔

حدیث: و قَالَ ﷺ یَحْسَبُ الْمُرْءِ مِنَ الْبُخْلِ اَنْ اُذْکَرَ عِنْدَہٗ وَ لَا یُصَلِّیْ عَلَیَّ

ترجمہ: حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس شخص کے بخل کے ثبوت کے لئے یہ بات کافی ہے کہ جس شخص کے سامنے میرا نام لیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔

اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ

اَلْبَخِیْلُ عَدُوُّ اللّٰہِ وَ لَوْ کَانَ زَاھِدًا

یعنی، بخیل آدمی خدا کا دشمن ہے خواہ وہ زاہد ہی کیوں نہ ہو۔

سو معلوم ہوا کہ درود شریف کے بغیر کوئی عمل، عبادت اور طاعت قبول نہیں اور حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی مجھ پر درود بھیجنا بھول گیا گویا وہ جنت کا راستہ بھول گیا اور حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ حوضِ کوثر کے کنارے مجھ پر میری اُمّت کے بعض لوگ پیش ہوں گے جنہیں میں کثرت صلوٰۃ سے پہچانوں گا۔ حضرت سلیمان دارانی فرماتے ہیں کہ جس دعا کے اول و آخر درود شریف پڑھا جائے وہ کبھی رد نہیں ہوتی۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص جمعہ کے روز مجھ پر درود پڑھے گا جب قیامت کے روز وہ شخص آئے گا تو اس درود کے بدلے اس کے ہمراہ ایسا نور ہوگا کہ اگر وہ تمام مخلوقات پر تقسیم کیا جائے تو اس نور کی رحمت سب مخلوقات کو ڈھانپ لے گی کیونکہ وہ درود اس صفت سے متصف ہوگا۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ اور حضور علیہ السلام نے فرمایا اور کاتب الحروف نے آزمایا ہے کہ جب کوئی بندہ مجھ پر درود پڑھتا ہے تو وہ درود ایک پیکرِ نور بن کر پڑھنے والے کے منہ سے دوڑ کر نکلتا ہے اور مشرق، مغرب، شمال و جنوب میں، کیا خشکی اور کیا تری میں، کوئی چیز ایسی نہیں ہے جس پر وہ گزرے اور ہر چیز اُس نور کو پہچانتی ہے کہ یہ فلاں بن فلاں کا پڑھا ہوا درود شریف ہے اور ہر چیز اس پر رحمت اور آفرین بھیجتی ہے اور آخر میں وہ ایک پرندے کی صورت اختیار کر لیتا ہے جس کے ستر ہزار سر ہوتے ہیں اور ہر سر میں ستر ہزار منہ ہوتے ہیں اور ہر منہ میں ستر ہزار زبانیں ہوتی ہیں اور وہ پرندہ ہر زبان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تسبیح قیامت تک پڑھتا ہے اور اس کا ثواب پڑھنے والے کے اعمال نامے میں جمع ہوتا ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ جب ہمیں کوئی بڑی بھاری مشکل پیش آتی تو ہمارے پاس اس کے حل کرنے کا آخری اور کارگر حربہ درود شریف کا پڑھنا ہوتا ہے۔

مذکورہ بالا روایات اور بیانات ایک سلیم العقل سعادت مند شخص کے لئے درود شریف کے فضائل میں کافی اور شافی ہے۔

اینست رہ وطریق بشتاب وبرو وادیم تر از گنجِ مقصود خبر

اب بھی اگر کوئی کور چشم، حاسد، بخیل جہنم کا راستہ اختیار کرے تو اس کی قسمت

یہ درود شریف صلوۃ الکبریٰ ہمیں اثنائے قیام بغداد شریف میں حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کے ایک پرانے قلمی نسخے سے ۱۳۱۳ھ میں حاصل ہوا تھا، اس کے پڑھنے کی اجازت اور کلید بھی ہمیں حضرت غوث پاک قدس اللہ سرّہ العزیز کے حضور سے حاصل ہوئی ہے، آج ہم اس گوہرِ بے بہا کو ناظرین کے سامنے حسبۃً لِلّٰہ پیش کرتے ہیں

اس کے پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ طالب پہلے وضو کر کے دو رکعت نماز یوں ادا کرے کہ پہلی رکعت میں بعد سورۂ فاتحہ لقد جاء کم رسول من انفسکم الخ وھو رب العرش العظیم تک اور دوسری رکعت میں بعد فاتحہ سورۂ اِذَا جَآءَ نَصرُ اللّٰہِ الخ ہر ایک تین تین دفعہ پڑھے اور بعدہٗ سورہ یٰسین یا سورہ انا فتحنا یا سورہ ملک اور یا سورہ مزّمّل حسبِ مدّعا ایک دفعہ پڑھ کر اس کا ثواب حضرت رسالت مآب ﷺ اور آپ کی آل و اصحاب کو بخشے اور بعدہٗ ادب و تعظیم اور خشوع و خضوع اور حضورِ دل سے درود شریف مذکور پڑھے۔

صلوٰۃ الکبریٰ

لِلقُطبِ الرَّبَّانِی وَالغَوثِ الصَّمدَانی وَالهَیکَلِ نُورَانی صَاحِبِ الاِشَارَاتِ وَالمَعَانِی السَّیِّدِ شَیخ مُحیِ الدِّینِ عَبدُ القَادِرِ جیلانِی قَدَّسَ سِرَّہُ العَزِیز وَنَوَّرَ ضَرِیحَہٗ

وِردِ یَومِ الجُمعَۃِ

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے

لَقَد جَآءَکُم رَسُولٌ مِّن اَنفُسِکُم عَزِیزٌ عَلَیہِ

تحقیق آیا تمہاری طرف ہمارا رسول تمہاری جنس کا کہ شاق ہے اس پر تمہاری

مَا عَنِتُّم حَرِیصٌ عَلَیکُم بِالمُؤمِنِینَ رَءُوفٌ

تکالیف اور تم پر ایمان کے بارے میں حریص ہے اور تم پر مہربان اور

رَّحِیمٌ ○ اَعبُدُ اللّٰہَ رَبِّی وَلَآ اُشرِکُ بِہٖ

رحم دل ہے میں اپنے رب اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہوں اور اس کے ساتھ

ثَیْئًا ○ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَدْعُوْکَ بِاَسْمَائِکَ الْحُسْنٰی
کسی کو شریک نہیں کرتا　اے　اللہ میں تجھے تیرے تمام خوبصورت　ناموں سے

کُلِّھَا لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی
پکارتا ہوں　نہیں ہے کوئی معبود تیرے سوا تیرے لیے پاکی ہے　کہ تو رحمت کرے

مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی
حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جیسا کہ تو نے رحمت کی حضرت

اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ○
ابراھیم　اور　آل　ابراھیم　پر　تحقیق تو حمد اور بزرگی والا ہے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی
اے اللہ! رحمت بھیج　نبی اُمّی　حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور اُن

اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا وَّصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی
کے آل پر واصحاب پر اور ان پر سلامتی نازل فرما　اور رحمت بھیجی ہے

سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِہٖ صَلٰوۃً ھُوَ اَھْلُھَا ○
اللہ تعالیٰ نے ہمارے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم　اُن کی آل پر ایسی رحمت جس کے وہ مستحق اور حقدار

اَللّٰھُمَّ یَارَبَّ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلٰی
ہیں اے اللہ! اے رب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے و آل محمد کے　رحمت　بھیج

مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاجْزِ مُحَمَّدًا صَلَّی
حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ایسی جزا عطا کر　حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو

اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ مَا ھُوَ اَھۡلُہٗ ۝ اَللّٰھُمَّ رَبَّ

جس کے وہ اہل اور حقدار ہوں اے اللہ!

السَّمٰوٰتِ السَّبۡعِ وَرَبَّ الۡاَرۡضِ وَرَبَّ الۡعَرۡشِ

سات آسمانوں اور زمین کے مالک اور اے عرش

الۡعَظِیۡمِ ۝ رَبَّنَا وَرَبَّ کُلِّ شَیۡءٍ وَّمُنَزِّلَ التَّوۡرَاۃِ

عظیم اے رب ہمارے اور ہر شے کے رب اور اے توریت

وَالۡاِنۡجِیۡلِ وَالزَّبُوۡرِ وَالۡفُرۡقَانِ الۡعَظِیۡمِ ۝

انجیل زبور اور فرقانِ عظیم کے اتارنے والے

اَللّٰھُمَّ اَنۡتَ الۡاَوَّلُ فَلَیۡسَ قَبۡلَکَ شَیۡءٌ وَّاَنۡتَ

اے اللہ! تو وہ اوّل ہے کہ تجھ سے پہلے کچھ نہ تھا اور تو

الۡاٰخِرُ فَلَیۡسَ بَعۡدَکَ شَیۡءٌ وَّاَنۡتَ الظَّاھِرُ

ایسا آخر ہے کہ تیرے بعد کچھ نہ ہوگا اور تو وہ ظاہر ہے کہ

فَلَیۡسَ فَوۡقَکَ شَیۡءٌ وَّاَنۡتَ الۡبَاطِنُ فَلَیۡسَ دُوۡنَکَ

تیرے اوپر کچھ نہیں ہے اور تو ایسا باطن ہے کہ تیرے سوا کچھ نہیں

شَیۡءٌ ۝ فَلَکَ الۡحَمۡدُ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّاۤ اَنۡتَ سُبۡحَانَکَ

ہے پس تیرے لیئے سب تعریف نہیں ہے کوئی معبود تیرے سوا تو پاک ہے

اِنِّیۡ کُنۡتُ مِنَ الظّٰلِمِیۡنَ ۝ مَاشَآءَ اللّٰہُ کَانَ وَ

میں ظالموں میں سے ہوں جو اللہ چاہے وہی ہوتا ہے

مَالَمْ یَشَأْ لَمْ یَکُنْ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ ○ اَللّٰھُمَّ
اور جو وہ نہ چاہے نہیں ہوتا اللہ کے سوا کسی کو طاقت نہیں ہے اے اللہ!

صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَنَبِیِّكَ
اپنے بندے اور اپنے رسول اور اپنے نبی پر

صَلٰوۃً مُّبَارَکَۃً طَیِّبَۃً کَمَآ اَمَرْتَ اَنْ نُّصَلِّیَ
ایسی رحمت بھیج جو مبارک اور پاک ہو اور جس طرح تو نے ہم کو امر کیا ہے

عَلَیْہِ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا ○ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
کہ ہم ان پر صلوٰت وسلام بھیجیں اے اللہ اس قدر درود بھیج حضرت محمد ﷺ

حَتّٰی لَا یَبْقٰی مِنْ صَلٰوتِكَ شَیْءٌ وَّارْحَمْ
پر یہاں تک کہ تیرے درود میں سے کچھ باقی نہ رہے اور اس قدر رحمتیں

مُحَمَّدًا حَتّٰی لَا یَبْقٰی مِنْ رَّحْمَتِكَ شَیْءٌ
نازل فرما حضرت محمد ﷺ پر کہ تیری رحمتوں میں سے کچھ باقی نہ رہے اور اس

وَّبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ حَتّٰی لَا یَبْقٰی مِنْ بَرَکَاتِكَ
قدر برکتیں نازل فرما حضرت محمد ﷺ پر کہ تیری برکتوں میں سے کچھ باقی

شَیْءٌ ○ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَاَفْلِحْ وَاَنْجِحْ
نہ رہے اے اللہ صلوٰۃ اور سلام بھیج اور اسے چھٹکارا دینے

وَاَتْمِمْ وَاَصْلِحْ وَاَرْبِحْ وَاَوْفِ وَاَرْجِحْ
اور نجات دینے اور مکمل کرنے اور اصلاح کرنے اور نفع مند کرنے اور پورا

اَفْضَلَ الصَّلٰوۃِ وَاَجْزَلَ الْمِنَنِ وَالتَّحِیَّاتِ

کرنے و ترجیح پلنے والا بنا سب سے افضل اور بڑی شان اور احسان

عَلٰی عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَنَبِیِّكَ مُحَمَّدٍ

اور تحفہ والا درود بھیج اپنے بندے اور رسول اور نبی ہمارے سردار محمد

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الَّذِیْ ھُوَفَلَقُ

صلی اللہ علیہ وسلم پر وہ جو آفتاب وحدانیت کے

صُبْحِ اَنْوَارِ الْوَحْدَانِیَّۃِ وَطَلْعَۃِ شَمْسِ

صبح دمیدہ ہیں اور آفتابِ ذات کے انوار اسرار کے

الْاَسْرَارِ الرَّبَّانِیَّۃِ ○ وَبَھْجَۃِ قَمَرِ الْحَقَائِقِ

محل طلوع ہیں اور اس ذاتِ بے نیاز کی ماہ

الصَّمَدَانِیَّۃِ ○ وَعَرْشِ حَضْرَۃِ الْحَضَرَاتِ

حقائق کی دلکشا چاند کی روشنی ہیں اور حضرت ذاتِ رحمٰن کی بارگاہ

الرَّحْمَانِیَّۃِ ○ نُوْرُ کُلِّ رَسُوْلٍ وَسَنَاہُ

کے تخت ہیں جو ہر رسول کے نور اور اس کی روشنی ہیں

یٰسٓ وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ ○ اِنَّكَ لَمِنَ

بمصداق آیتِ قرآن یٰس اور حکمت والے قرآن کی قسم ہے کہ

الْمُرْسَلِیْنَ ○ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ○ سِرُّ

تو بے شک رسولوں میں سے ہے اور سیدھے راستے پر قائم ہے۔ تو

كُلِّ نَبِيٍّ وَّهُدَاهُ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۝

ہر نبی کا بھید اور اس کا راہنما ہے اور یہ اس غلبے اور حلم والے اللہ تعالیٰ کی قدرت سے

وَجَوْهَرُ كُلِّ وَلِيٍّ وَّضِيَاهُ سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ

اور تو ہر ولی کا جوہر اور اس کی روشنی ہے بقول قرآن تو ربّ رحیم

رَّبٍّ رَّحِيْمٍ ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى مُحَمَّدِ

کی طرف سلامتی کا پیغام ہے اے اللہ درود بھیج

النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الْعَرَبِيِّ الْقُرَيْشِيِّ الْهَاشِمِيِّ

نبی امی عربی قریشی ہاشمی

الْاَبْطَحِيِّ التِّهَامِيِّ الْمَكِّيِّ صَاحِبِ التَّاجِ

البطحی تہامی مکی کی ذات پر جو صاحب تاج

وَالْكَرَامَةِ ۝ صَاحِبِ الْخَيْرِ وَالْبِرِّ ۝ صَاحِبِ

اور کرامت ہے اور صاحب خیر و برکت ہے صاحب سیف

السَّرَايَا وَالْعَطَايَا وَالْغَزْوِ وَالْجِهَادِ وَالْمَغْنَمِ

اور عطا اور صاحب غزا اور جہاد ہے اور مالک

وَالْمُقْسَمِ ۝ صَاحِبِ الْاٰيَاتِ وَالْمُعْجِزَاتِ

اور قاسم مال غنیمت ہیں صاحب آیات اور معجزات

وَالْعَلَامَاتِ الْبَاهِرَاتِ ۝ صَاحِبِ الْحَجِّ

اور مالکِ آیاتِ بینات ہیں صاحب حج

وَالْحَلْقِ وَالتَّلْبِيَةِ ۝ صَاحِبِ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ

اور خلق راس اور تلبیہ صاحب سعی صفا اور مروہ

وَالْمَشْعَرِ الْحَرَامِ وَالْمَقَامِ وَالْقِبْلَةِ وَ

اور صاحب مشعر الحرام اور مقام ابراہیم اور صاحب قبلہ اور

الْمِحْرَابِ وَالْمِنْبَرِ ۝ صَاحِبِ الْمَقَامِ الْمَحْمُوْدِ

محراب و منبر ہیں صاحب مقام محمود

وَالْحَوْضِ الْمَوْرُوْدِ وَالشَّفَاعَةِ وَالسُّجُوْدِ

اور حوض کوثر اور صاحب شفاعت اور صاحب سجود

لِلرَّبِّ الْمَعْبُوْدِ ۝ صَاحِبِ رَمْيِ الْجَمَرَاتِ

پیش رب معبود ہیں شیطانوں کو کنکریاں مارنے والے

وَالْوُقُوْفِ ۝ بِعَرَفَاتٍ صَاحِبِ الْعَلَمِ الطَّوِيْلِ

اور عرفات پر وقوف فرمانے والے اور اونچے اور بلند جھنڈے والے

وَالْكَلَامِ الْجَلِيْلِ ۝ صَاحِبِ كَلِمَةِ الْاِخْلَاصِ

جلیل کلام والے ہیں صاحب کلمہ اخلاص

وَالصِّدْقِ وَالتَّصْدِيْقِ ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ

صدق اور تصدیق کرنے والے کلام کے اے اللہ درود وسلام

عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ

بھیج ہمارے سردار حضرت محمد ﷺ پر اور ہمارے سردار حضرت محمد ﷺ

صَلٰوۃً تُنَجِّیْنَا بِھَا مِنْ جَمِیْعِ الْمِحَنِ وَالْاِ
کی آل پر ایسا درود جس کی برکت سے تو ہمکو نجات دیوے دکھوں اور
حَنِ وَالْاَھْوَالِ وَالْبَلِیَّاتِ وَتُسَلِّمُنَا بِھَا
آفتوں اور بلاؤں سے اور سلامت رکھے ہم کو تمام فتنوں
مِنْ جَمِیْعِ الْفِتَنِ وَالْاَسْقَامِ وَالْاٰفَاتِ
بیماریوں، آفتوں اور سختیوں سے اور پاک کرے ہم کو تمام عیبوں
وَالْعَاھَاتِ ○ وَتُطَھِّرُنَا بِھَا مِنْ جَمِیْعِ
اور برائیوں سے اور جس کے طفیل تو بخش دے ہم کو
الذُّنُوْبَاتِ وَتَمْحُوْ بِھَا عَنَّا الْخَطِیْئَاتِ ○
سارے گناہ اور جس سے مٹا دے ہماری کُل خطائیں
وَتَقْضِیْ لَنَا بِھَا جَمِیْعَ مَا نَطْلُبُہٗ مِنَ
اور پُورا کرے تو ہماری جملہ حاجتیں جو ہم تجھ
الْحَاجَاتِ ○ وَتَرْفَعُنَا بِھَا عِنْدَکَ اَعْلٰے
سے طلب کریں اور بلند کرے تو اس سے ہمارے اعلٰے
الدَّرَجَاتِ وَتُبَلِّغُنَا بِھَا اَقْصَی الْغَایَاتِ
درجات اور پہنچائے تو اس سے ہمیں تا انتہائے مقامات اور
مِنْ جَمِیْعِ الْخَیْرَاتِ فِی الْحَیٰوۃِ وَبَعْدَ
از رُوئے جملہ خیرات زندگی کے اندر اور باہر

الْمَمَاتِ یَا رَبِّ یَا اَللّٰہُ یَا مُجِیْبَ الدَّعْوَاتِ ○

ممات یا رب یا اللہ یا مجیب الدّعوات

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَسْئَلُکَ اَنْ تَجْعَلَ لِیْ فِیْ مُدَّۃِ

اے اللہ میں سوال کرتا ہوں تجھے یہ کہ تو بنا میرے لیئے میری

حَیَاتِیْ وَبَعْدَ مَمَاتِیْ اَضْعَافَ

زندگی میں اور مرنے کے بعد میرے اس درود وسلام کو

ذٰلِکَ اَلْفَ صَلٰوۃٍ وَّسَلَامٍ مَّضْرُوْبِیْنَ فِیْ

اس سے ہزار گنا بڑھا کر اسی طرح بڑھے اور

مِثْلِ ذٰلِکَ ○ وَاَمْثَالَ اَمْثَالِ ذٰلِکَ عَلٰی عَبْدِکَ

دوہرائے جاتے ہوئے اور اس کے مثل اپنے بندے اور نبی

وَنَبِیِّکَ مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَ الرَّسُوْلِ

محمد ﷺ نبی امی اور رسول

الْعَرَبِیِّ وَعَلٰٓی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَاَوْلَادِہٖ

عربی پر اور ان کی آل اصحاب اولاد

وَاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّاتِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ وَاَصْھَارِہٖ

بی بیوں ان کی نسل اور اہل بیت اور خویشوں

وَاَنْصَارِہٖ وَاَشْیَاعِہٖ وَمَوَالِیْہِ وَخُدَّامِہٖ

مددگاروں رشتہ داروں تابعین غلاموں خادموں

وَحُجَّابِهٖ ۞ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ كُلَّ صَلَاتِيْ مِنْ

اور دربانوں پر ہو اے اللہ بنا ہمارے ہر اس درود کو

كُلِّ ذٰلِكَ تَفُوْقُ وَتَفْضُلُ صَلَاةَ الْمُصَلِّيْنَ

فائق تر اور افضل تر تمام

عَلَيْهِ مِنْ اَهْلِ السَّمٰوٰتِ وَاَهْلِ الْاَرْضِيْنَ

اہل آسمان اور اہل زمین کے درود

اَجْمَعِيْنَ ۞ كَفَضْلِهِ الَّذِيْ فَضَّلْتَهٗ عَلٰى

پڑھنے والوں سے جیسا کہ تو نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو

كَآفَّةِ خَلْقِكَ يَآ اَكْرَمَ الْاَكْرَمِيْنَ ۞ وَيَآ

فضیلت بخشی ہے اور تمام مخلوقات پر اے تمام کریموں اور سخیوں سے زیادہ کرم کرنیوالے

اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ۞ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ

اور تمام رحم کرنیوالوں سے زیادہ رحم کرنے والے اے ہمارے رب ہم سے یہ

اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ

دعا قبول فرما بے شک تو ہماری فریاد سننے اور جاننے والا ہے اور ہم سے

التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۞

درگذر فرما کیونکہ تو معاف کرنے والا رحم والا ہے

وِردُ یَوْمَ السَّبْتِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَكَرِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا

اے اللہ! درود سلام اور تکریم بھیج ہمارے

وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِيِّ

سردار اور مولا محمد ﷺ اپنے بندے رسول اور نبی ﷺ

الْاُمِّيِّ السَّيِّدِ الْكَامِلِ الْفَاتِحِ الْخَاتِمِ

پر جو نبی اُمّی سردارِ کامل اور فاتح خاتم ہیں

حَاءِ الرَّحْمَةِ وَمِيْمِ الْمُلْكِ وَدَالِ الدَّوَامِ

جس کے نامِ مبارک کی حاء رحمت میم ملک اور دال دوام

بَحْرِ اَنْوَارِكَ وَمَعْدِنِ اَسْرَارِكَ وَلِسَانِ

پر دلالت کرتے ہیں جو تیرے انوار کا سمندر اور تیرے اسرار کا معدن اور تیری حجت

حُجَّتِكَ وَعَرُوْسِ مَمْلُكَتِكَ وَعَيْنِ اَعْيَانِ

کی زبان اور تیری مملکت کی دلہن اور تیری مخلوق کی آنکھوں کا تارا

خَلِيْقَتِكَ وَصَفِيِّكَ السَّابِقِ لِلْخَلْقِ نُوْرُهٗ

ہے ایسا صاف اور پاک کیا ہوا کہ ہم اس کا نور تمام مخلوقات سے سابق آیا ہے

الرَّحْمَةِ لِلْعَالَمِيْنَ ظُهُوْرُهُ الْمُصْطَفٰى ۝

اور اس کے ظہور کو تمام جہانوں کے واسطے باعثِ رحمت بنایا ہے

اَلْمُجْتَبَى الْمُنْتَقِى الْمُرْتَضٰى عَيْنِ الْعِنَايَةِ ○
میرا برگزیدہ عیبوں سے پاک اور صاحب رضا جو عنایتوں کا سرچشمہ

وَزَيْنِ الْقِيٰمَةِ وَكَنْزِ الْهِدَايَةِ وَاِمَامِ
قیامت کی زینت اور ہدایت کا خزانہ ہے جو اہل درگاہ

الْحَضْرَةِ وَاَمِيْنِ الْمَمْلَكَةِ وَطِرَازِ الْحُلَّةِ
کا پیشوا اور تیری مملکت کا امانت دار تیری خلعت کا

وَكَنْزِ الْحَقِيْقَةِ وَشَمْسِ الشَّرِيْعَةِ وَكَاشِفِ
نقش تیرے حقائق کا خزانہ ہے جو تیری شریعت کا آفتاب ظلمت کی

دِيَاجِ الظُّلْمَةِ ○ وَنَاصِرِ الْمِلَّةِ وَنَبِيِّ
اندھیری راتوں کا روشن کرنے والا امت کا مددگار رحمتوں والا

الرَّحْمَةِ وَشَفِيْعِ الْاُمَّةِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ○ يَوْمَ
نبی اور قیامت کے روز اپنی امت کا شفاعت کرنے والا کہ جس روز

تَخْشَعُ الْاَصْوَاتُ وَتَشْخَصُ الْاَبْصَارُ ○
خوف کے مارے آوازیں پست اور آنکھیں خیرہ ہوں گی

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِنِ النُّوْرِ الْاَبْلَجِ
اے اللہ! درود بھیج ہمارے سردار محمد ﷺ پر جو نور روشن

وَالْبَهَآءِ الْاَبْهَجِ نَامُوْسِ تَوْرٰتِهٖ مُوْسٰى
اور ضیاء ِ تاباں ہے جو موسیٰ کی تورات کا ناموس

وَقَامُوْسِ اِنْجِیْلِ عِیْسٰی صَلٰوَاتُ اللّٰہِ

اکبر اور عیسٰی کے انجیل کا قاموس اعظم ہے اللہ تعالیٰ

وَسَلَامُہٗ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْنَ ○ طِلَسْمِ

کا درود وسلام ہو آپ پر اور جملہ انبیاء پر اللہ تعالیٰ

فَلَکِ الْاَطْلَسِ فِیْ بُطُوْنِ کُنْتُ کَنْزًا مَّخْفِیًّا

کے اس فرمان کہ میں تھا مخفی خزانہ پس

فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ طَآءُوْسِ الْمُلْکِ الْمُقَدَّسِ

میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں کے بطون میں حضور فلک الاطلس کے

فِیْ ظُھُوْرِ وَخَلَقْتُ خَلْقًا فَتَعَرَّفْتُ اِلَیْھِمْ

طلسم ہیں اور فرمان میں نے اپنی پہچان کے لیئے مخلوق کو پیدا کیا پس مجھ سے انہوں نے

فَبِیْ عَرَفُوْنِیْ ○ قُرَّۃِ عَیْنِ الْیَقِیْنِ مِرَاٰتِ

مجھے پہچانا کہ ظہور میں حضور ملک مقدس کے طاؤس خوشنما ہیں۔ آپ یقین

اُوْلِی الْعَزْمِ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ اِلٰی شُھُوْدِ

کی آنکھ کی ٹھنڈک ہیں اور آپ اللہ تعالیٰ بادشاہ حقیقی ظاہر کے شہود (دیکھنے) کا تمام

الْمَلِکِ الْحَقِّ الْمُبِیْنِ ○ نُوْرِ اَنْوَارِ اَبْصَارِ

اولوالعزم پیغمبروں کیلئے آئینہ حق نما ہیں اور تمام مکرم اور معظم انبیاء کے

بَصَآئِرِ الْاَنْبِیَآءِ الْمُکَرَّمِیْنَ ○ وَمَحَلِّ

آنکھوں کی بصارت کے جملہ انوار کا ایک جامع نور ہیں اے اللہ

نَظَرِكَ وَ سَعَةِ رَحْمَتِكَ مِنَ الْعَوَالِمِ
وہ جو تیری خلائق اوّلین و آخرین میں سے تیری رحمت کا وسیع میدان اور

الْاَوَّلِيْنَ وَ الْاٰخِرِيْنَ ○ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى
تیری نگاہ کرم کا محل ہیں　　اللہ تعالیٰ کا درود ہو آپ پر اور

اِخْوَانِهٖ مِنَ النَّبِيِّيْنَ وَالْمُرْسَلِيْنَ ○ وَعَلٰى
آپ کے جملہ انبیا اور مرسلین بھائیوں پر اور

اٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهِ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ ○
آپ کے تمام پاک اور صاف آل اور اصحاب پر ہو

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَ اَتْحِفْ وَ اَنْعِمْ وَ امْنَحْ
اے اللہ بھیج درود سلام تحفے انعام مہربانیاں

وَ اَكْرِمْ وَ اَجْزِلْ وَ اَعْظِمْ اَفْضَلَ صَلَوَاتِكَ
بخشش بڑے بھاری اور ایسے افضل اور مکمل درود

وَ اَوْفٰى سَلَامِكَ صَلَاةً وَّ سَلَامًا يَّتَنَزَّلَانِ
اور سلام حضور پر بھیج جو تیری باطنی ذات کی

مِنْ اُفُقِ كُنْهِ بَاطِنِ الذَّاتِ اِلٰى فَلَكِ سَمَاءِ
کنہہ سے طالع ہو کر اسماء اور صفات

مَظَاهِرِ الْاَسْمَآءِ وَ الصِّفَاتِ وَتَرْتَقِيَانِ
کے مظاہر میں نمودار ہوں اور

عِنْدَ سِدْرَةِ مُنْتَهَى الْعَارِفِيْنَ اِلٰى مَرْكَزِ

جو　سدرہ　المنتہیٰ کے　پاس　تیرے　نورِمبین　کے

جَلَالِ النُّوْرِ الْمُبِيْنِ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلٰنَا

جلال　کی طرف چڑھنے والے ہوں　ہمارے سردار مولا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات

مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ وَرَسُوْلِكَ عِلْمِ

پر ہو جو تیرا بندہ اور نبی　اور رسول ہے　اور　تیرے

يَقِيْنِ الْعُلَمَاءِ الرَّبَّانِيِّيْنَ وَعَيْنِ يَقِيْنِ

علماء　ربّانیین کا　ذریعہ　علم یقین ہے

الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ ○ وَحَقِّ يَقِيْنِ

اور تیرے خلفاء راشدین کا وسیلہ عین الیقین ہے　اور تیرے معزز

الْاَنْبِيَاءِ الْمُكَرَّمِيْنَ ○ اَلَّذِىْ تَاهَتْ فِىْ

انبیاء کا واسطہ حق الیقین ہے　وہ ذات　جن کے

اَنْوَارِ جَلَالِهٖ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ○

جلال کے سامنے　اولوالعزم　مرسلین

وَتَحَيَّرَتْ فِىْ دَرْكِ حَقَائِقِهٖ عُظَمَاءُ

ششدر ہیں　اور جن کے حقائق کے ادراک　میں جلیل القدر

الْمَلٰٓئِكَةِ الْمُهَيَّمِيْنَ ○ اَلْمُنَزَّلِ عَلَيْهِ

فرشتے　حیران ہیں　اور جن پر فصیح عربی

فِی الْقُرْاٰنِ الْعَظِیْمِ بِلِسَانٍ عَرَبِیٍّ مُّبِیْنٍ ○

زبان کے اندر قرآنِ عظیم ہیں یہ نازل فرمایا ہے

لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ

تحقیق اللہ تعالیٰ نے بڑا احسان فرمایا ہے مومن پر جبکہ بھیجا ان کے

فِیْہِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِہِمْ یَتْلُوْا عَلَیْہِمْ

درمیان رسول ان کی جنس کا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے

اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْہِمْ وَیُعَلِّمُہُمُ الْکِتٰبَ

اور ان کو پاک کرتا ہے اور انہیں سکھاتا ہے کتاب

وَالْحِکْمَۃَ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ

اور حکمت درآں حالیکہ وہ اس سے پہلے تھے صریح

مُّبِیْنٍ ○ اَللّٰہُمَّ صَلِّ صَلٰوۃَ ذَاتِکَ عَلٰی

گمراہی میں اے اللہ! اپنا درود ذاتی بھیج اپنے نبی

حَضْرَۃِ صِفَاتِکَ الْجَامِعِ لِکُلِّ الْکَمَالِ ○

جامع جمیع صفات پر جو تمام کمالات کا مجموعہ ہیں

الْمُتَّصِفِ بِصِفَاتِ الْجَلَالِ وَالْجَمَالِ ○

اور جو تیرے صفات جلال اور جمال سے متصف ہے

مَنْ تَنَزَّہَ مِنَ الْمَخْلُوْقِیْنَ فِی الْمِثَالِ

جو تمام مخلوق میں بے مثل بے مثال اور منزّہ ہے

يَنۢبُوعِ مَعَارِفِ الرَّبَّانِيَّةِ ○ وَحِيطَةِ
اور جو منبع کل معارفِ ربّانیہ ہیں اور محیط

الْاَسْرَارِ الْاِلٰهِيَّةِ ○ غَايَةِ مُنْتَهَى
جمیع اسرار الٰہیہ اور جو تمام سائلین کے

السَّآئِلِينَ ○ وَدَلِيلِ كُلِّ حَآئِرٍ مِّنَ السَّالِكِينَ ○
منتہیٰ مقصود ہیں اور جملہ حیرت زدہ سالکین کے رہنما ہیں

مُحَمَّدِنِ الْمَحْمُودِ بِالْاَوْصَافِ وَالذَّاتِ ○
اور جو ذات اور صفات کے لحاظ سے محمد ﷺ اور محمود اور جملہ اولین و

وَاَحْمَدَ مَنْ مَّضٰى وَمَنْ هُوَاٰتٍ وَسَلِّمْ
آخرین کے درمیان احمد یعنی برتر و ستودہ ترین اور ان پر ایسے سلام بھیج

تَسْلِيمًا ○ بِدَايَةَ الْاَزَلِ وَغَايَةَ الْاَبَدِ
جن کی ابتدا ازل اور انتہا ابد ہو

حَتّٰى لَا يَحْصُرُهٗ عَدَدٌ وَّلَا يَنْتَهِيهِ
حتیٰ کہ نہ اس کا حساب ہو اور نہ اس کا شمار

مَدَدٌ ○ وَارْضَ عَنْ تَبَائِعِهٖ فِي الشَّرِيعَةِ
ہوسکے اور اے اللہ تو راضی ہو ان کے تمام اصحاب

وَالطَّرِيقَةِ وَالْحَقِيقَةِ مِنَ الْاَصْحَابِ
وعلماء اور اہل طریقت سے جو ہر دو شریعت اور طریقت میں

وَالْعُلَمَاءِ وَاَهْلِ الطَّرِيقَةِ وَاجْعَلْنَا يَا
ان کی متابعت کرنے والے ہیں اور اے مولا ہمیں

مَوْلٰنَا مِنْهُمْ حَقِيقَةً ـ اٰمِينَ
بھی ان میں سے کرلے ـ آمین

ورد یوم الاحد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ فَتْحِ

اے اللہ درود وسلام بھیج محمد ﷺ پر جو تیری بارگاہ

اَبْوَابِ حَضْرَتِكَ وَعَيْنِ عِنَايَتِكَ بِخَلْقِكَ

کے دروازوں کو کھولنے والا ہے اور تیری مخلوق کے لیئے عنایت اور رحمت

وَرَسُوْلِكَ اِلٰى جِنِّكَ وَاِنْسِكَ وَوَحْدَانِىّ

کی آنکھ ہے اور تمام عالم جن وانس کی طرف تیرے رسول ہیں

الذَّاتِ الْمُنَزَّلِ عَلَيْهِ الْاٰيَاتُ الْوَاضِحَاتُ

جو ذات کے لحاظ سے بے مثل اور فرد واحد ہیں جن پر تیری کھلم کھلا آیات نازل ہوئیں جو

مُقِيْلِ الْعَثَرَاتِ وَسَيِّدِ السَّادَاتِ الْاَمْرِ

لغزشوں کے معاف کرنے والے ہیں اور سرداروں کے سردار ہیں اور امر کرنے

بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهِیْ عَنِ الْمُنْکَرَاتِ مَا

والے ہیں اچھے کاموں کے اور منع کرنے والے ہیں برائیوں سے جو

حِیَ الشِّرْكِ وَالضَّلَالَاتِ بِالسُّیُوْفِ الصَّارِمَاتِ

شرک اور گمراہیوں کو اپنی تیز تلواروں سے مٹانے والے ہیں اللہ تعالیٰ کے

الثَّامِلِ مِنْ شَرَابِ الْمُشَاهَدَاتِ الْمُسْقِیْ

مشاہدوں کے شراب پینے والے اور عالم قدس کے اسرار کو

مِنْ اَسْرَارِ الْقُدْسِیَّاتِ الْعَالِمِ بِالْمَاضِیْ

نوش فرمانے والے ہیں اور جو ماضی

وَالْمُسْتَقْبَلَاتِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ

اور مستقبل کے حالات جاننے والے ہیں یعنی ہمارے سردار محمد ﷺ

صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَیْرِ الْبَرِیَّاتِ مَا

صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر جو بہترین خلائق ہیں

دَامَتِ الْاَرْضُ وَالسَّمٰوٰتُ ○ اَللّٰهُمَّ صَلِّ

جب تک زمین اور آسمان قائم ہیں اے اللہ درود

وَسَلِّمْ عَلٰی مَنْ لَّهُ الْاَخْلَاقُ الرَّضِیَّةُ ○

اور سلام بھیج اس ذات پر جس کے ہیں اخلاق پسندیدہ

وَالْاَوْصَافُ الْمَرْضِیَّةُ وَالْاَقْوَالُ

اور اوصافِ حمیدہ اور اقوال

الشَّرعِيَّةِ وَالاَحوالُ الحَقِيقَةِ وَ

شرعیہ اور احوال حقیقت اور

العِنَايَاتُ الاَزَلِيَّةِ وَالسَّعَادَاتُ الاَبدِيَّةِ ط

عنایات ازلیہ اور سعادت ابدیہ

وَالفُتُوحَاتُ المَكِيَّةِ ط وَالظُّهُورَاتُ المَدَنِيَّةِ

اور جن کے ہیں فتوحات مکیہ اور ظہورات مدینہ

وَسِرُّ البَرِيَّةِ ○ وَشَفِيعِنَا يَومَ بَعثِنَا

اور جو ہیں تمام لوگوں کے بھید اور جو شفیع ہیں ہمارے قیامت

المُستَغفِرِلَنَا اِلٰى رَبِّنَا الدَّاعِىْ اِلَيكَ وَالمُقتَدِىْ

کے دن اور رب تعالیٰ کی بارگاہ سے ہمارے لیئے مغفرت مانگنے والے ہیں

بِهٖ لِمَن اَرَادَ الوُصُولَ اِلَيكَ وَالاَنِيسُ

وہ تیری طرف بلانے والے ہیں اور ہر اس شخص کے پیشوا اور مقتدا ہیں جو تیرے وصال کا

بِكَ وَالمُستَوحِشُ عَن غَيرِكَ ○ حَتّٰى تَمَتَّعَ

ارادہ رکھتا ہے جو تیری ذات سے مانوس اور تیرے غیر سے متنفر ہیں حتیٰ کہ تیرے ذاتی

مِن نُّورِ ذَاتِكَ ○ وَرَجَعَ بِكَ وَلَا بِغَيرِكَ

نور سے متمتع ہوئے اور تیرے نور کے ساتھ مرجوع (واپس) ہے

وَشَهِدَ وَحدَتَكَ فِى كَثرَتِكَ وَقُلتَ لَهٗ

اور نہ تیرے غیر کے ساتھ اور جس نے تیری وحدت کا مشاہدہ کیا عالم کثرت میں

بِلِسَانِ حَالِكَ وَقَوَّيْتَهُ بِكَلَامِكَ فَاصْدَعْ

اور تو نے اسے زبان حال سے خطاب کیا اور تو نے ان کی اپنے کلام اور اپنے کمال سے

بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ

یہ کہہ کر تقویت فرمائی کہ قائم رہو اس پر جس کا تجھے امر ہوا اور کنارہ کرو مشرکوں

الذَّاكِرِ لَكَ فِيْ لَيْلِكَ وَالصَّائِمِ لَكَ

سے اور جو تجھے یاد کرنیوالے ہیں رات کو اور تیرے لیے روزہ دار ہیں

فِيْ نَهَارِكَ ○ اَلْمَعْرُوْفِ مَعَ مَلٰٓئِكَتِكَ

دن کو اور تیرے فرشتوں کے اندر

اِنَّهٗ خَيْرُ خَلْقِكَ ○ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَتَوَسَّلُ

خیر خلائق سے مشہور ہیں اے اللہ! ہم تیری طرف وہ

اِلَيْكَ بِالْحَرْفِ الْجَامِعِ لِمَعَانِيْ كَمَالِكَ

حرف جامع وسیلہ گردانتے ہیں جو تیری کمال

نَسْئَلُكَ اِيَّاكَ بِكَ اَنْ تُرِيَنَا وَجْهَ نَبِيِّنَا

معانی کا حامل ہے اور خاص تجھ ہی سے سوال کرتے

وَاَنْ تَمْحُوَ عَنَّا وُجُوْدَ ذُنُوْبِنَا بِمُشَاهَدَةِ

ہیں تیرے ساتھ کہ دکھا ہمیں اپنے نبی کا چہرہ مبارک اور مٹا ہم سے گناہوں کا وجود اپنے

جَمَالِكَ وَتُغَيِّبَنَا فِيْ بِحَارِ اَنْوَارِكَ

جمال کے مشاہدے سے اور ہمیں اپنے انوار کے سمندر میں اسطرح گم کردے کہ ہم

مَعْصُوْمِیْنَ مِنَ الشَّوَاغِلِ الدُّنْیَوِیَّۃِ

تمام دنیوی مشاغل سے پاک ہو

رَاغِبِیْنَ اِلَیْکَ غَائِبِیْنَ بِکَ یَاھُوَ یَا

جائیں تیری طرف رغبت کرنے والے اور تجھ میں گم ہونے والے بن جائیں یا ہُو

اَللّٰہُ یَاھُوَ یَااَللّٰہُ ○ یَاھُوَ یَااَللّٰہُ ○ لَااِلٰہَ

یااللہ یاہُو یا اللہ یاہو یا اللہ نہیں ہے

غَیْرُکَ وَاسْقِنَا مِنْ شَرَابِ مَحَبَّتِکَ ○

کوئی معبود تیرے سوائے ہمیں اپنی شراب محبّت پلا دے

وَاَغْمِسْنَا فِیْ بِحَارِ اَحَدِیَّتِکَ حَتّٰی نَرْتَعَ

اور اپنی احدیّت کے سمندر میں ہمیں غرق کر دے

فِیْ بَحْبُوْحَۃِ حَضْرَتِکَ ○ وَتَقْطَعَ عَنَّا اَوْھَامَ

تاکہ تیرے حضور وادیوں میں گھومیں اور اپنے

خَلِیْقَتِکَ بِفَضْلِکَ وَرَحْمَتِکَ وَنَوِّرْنَا بِنُوْرِ

فضل اور رحمت سے ہم سے اپنی خلقت کے واہمات باطلہ دور کر دے

طَاعَتِکَ ○ وَاھْدِنَا وَلَاتُضِلَّنَا ○ وَبَصِّرْنَا

اور ہمیں اپنی طاقت کے نور سے منوّر کر دے اور ہمیں ہدایت فرما اور گمراہ نہ کر اور

بِعُیُوْبِنَا عَنْ عُیُوْبِ غَیْرِنَا بِحُرْمَۃِ نَبِیِّنَا

غیر کی عیوب کی نسبت ہمیں اپنے عیوب کا نگراں کر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم

وَسَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

اور سردار کے طفیل اللہ تعالیٰ کا درود اور سلام

وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ مَصَابِیْحِ الْوُجُوْدِ

ہو ان پر اور اُن کی آل پر انکے اصحاب پر جو عالم وجود کے روشن

وَاَھْلِ الشُّھُوْدِ یَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ○ نَسْئَلُکَ

چراغ ہیں اور اہل شہود ہیں اے ارحم الرّاحمین ہم تجھ سے سوال

اَنْ تُلْحِقَنَا بِھِمْ وَتَمْنَحَنَا بِحُبِّھِمْ یَااللّٰہُ

کرتے ہیں کہ ہمیں ان سے ملا دے اور ان کی محبت ہمیں عطا کردے یا اللہ

یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ یَاذَالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ ○ رَبَّنَا

یا حیّ یا قیّوم یاذالجلال والاکرام اے ہمارے رب

تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ○ وَتُبْ

ہماری دعا قبول فرما تحقیق تو سننے والا اور دانا ہے ہم سے درگزر

عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ○ وَھَبْ لَنَا

فرما تحقیق تو بڑا درگزر کرنے والا اور رحم والا ہے اور ہمیں

مَعْرِفَۃً نَّافِعَۃً اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

معرفت نافع عنایت فرما تحقیق تو ہر چیز پر قادر ہے

یَارَبَّ الْعٰلَمِیْنَ ○ یَارَحْمٰنُ یَارَحِیْمُ ○

اے رب العالمین اے رحمٰن اے رحیم

نَسْئَلُکَ اَنْ تَرْزُقَنَا رُؤْیَةَ وَجْهِ نَبِیِّکَ فِیْ

ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں کہ دکھا ہمیں اپنے نبی کا دیدار خواب

مَنَامِنَا وَیَقْظَتِنَا ۝ وَاَنْ تُصَلِّیَ وَتُسَلِّمَ عَلَیْهِ

کے اندر اور بیداری کی حالت میں اور ایسا درود و سلام بھیج ان پر

صَلٰوۃً دَائِمَةً اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ ۝ وَاَنْ تُصَلِّیَ

جو قیامت تک قائم و دائم رہے اور درود بھیج ہمارے بہترین

عَلٰی خَیْرِ نَاۃٍ

ذات پر

وِردِ یومِ الِاثنَینِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ اَفْضَلَ صَلٰوتِکَ اَبَدًا وَّ

اے اللہ! بھیج بہترین درود ہمیشہ کے لئے اور

اَنْمٰی بَرَکَاتِکَ سَرْمَدًا وَّ اَزْکٰی تَحِیَّاتِکَ

بڑھنے والی برکتیں نازل فرما ابدی طور پر اور بے حد پاک سلاموں

فَضْلًا وَّعَدَدًا ۝ عَلٰی اَشْرَفِ الْحَقَائِقِ

کے تحفے اتار اس ذات پر

الْاِنْسَانِیَّةِ وَالْجَانِیَّةِ ○ وَمَجْمَعِ الدَّقَائِقِ

جو انسانیت اور جنیت کے حقائق میں سے زیادہ شریف ترین ذات ہیں

الْاِیْمَانِیَّةِ ○ وَطُوْرِ التَّجَلِّیَاتِ الْاِحْسَانِیَّةِ ○

اور ایمانی باریکیوں کے مجمع ہیں اور اللہ تعالیٰ کے احسانات کے تجلیوں

وَمَهْبَطِ الْاَسْرَارِ الرَّحْمَانِیَّةِ وَاسِطَةِ

کے طور ہیں اور رحمانیت کے اسرار کے جائے نزول ہیں جو

عِقْدِ النَّبِیِّیْنَ وَمُقَدَّمَةِ جَیْشِ الْمُرْسَلِیْنَ ○

تمام انبیاء کے عقدِ میثاق کا ذریعہ ہیں اور تمام مرسلین کے فوج

وَقَائِدِ رَکْبِ الْاَوْلِیَاءِ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَاَفْضَلِ

کے سپہ سالار ہیں اور جملہ اولیاء اور صدیقین کے رسالے کے سردار ہیں

الْخَلَائِقِ اَجْمَعِیْنَ حَامِلِ لِوَاءِ الْعِزِّ

اور تمام مخلوق میں سے افضل ہیں جو شفاعت کے اعلیٰ عزت کا جھنڈا

الْاَعْلٰی ○ وَمَالِكِ اَزِمَّةِ الْمَجْدِ الْاَسْنٰی ○

اٹھانے والے ہیں اور جو روشن بزرگی کے زمام کے مالک ہیں

شَاهِدِ اَسْرَارِ الْاَزَلِ ○ وَمُشَاهِدِ اَنْوَارِ سَوَابِقِ

جو روزِ ازل کے اسرار دیکھنے والے اور سوابق اوّل کے انوار کے

الْاُوَلِ ۵ وَتَرْجُمَانِ لِسَانِ الْقِدَمِ وَمَنْبَعِ

مشاہدہ کرنیوالے ہیں اور جو زبان قدیم کے ترجمان اور

الْعِلْمِ وَالْحِلْمِ وَالْحِکَمِ ○ مَظْهَرِ سِرِّ الْجُوْدِ

علم حلم اور حکمت کے منبع ہیں جو جزی اور کلی

الْجُزْئِیِّ وَالْکُلِّیِّ ۵ وَاِنْسَانِ عَیْنِ الْوُجُوْدِ

جود وسخاوت کی سر کے مظہر ہیں اور علوی

الْعُلْوِیِّ وَالسُّفْلِیِّ وَرُوْحِ جَسَدِ الْکَوْنَیْنِ ○

اور سفلی وجود کی آنکھ کی پتلی ہیں

وَعَیْنِ حَیٰوۃِ الدَّارَیْنِ ۵ الْمُتَحَقِّقِ بِاَعْلٰی

اور جو دونوں جہانوں کے جسد کے روح رواں ہیں اور دارین کی

رُتَبِ الْعُبُوْدِیَّۃِ ○ وَالْمُتَخَلِّقِ بِاَخْلَاقِ

زندگی کا سرچشمہ ہیں جو عبودیت کے اعلےٰ مراتب پر متحقق ہیں

الْمَقَامَاتِ الْاِصْطِفَائِیَّۃِ ○ الْخَلِیْلِ الْاَعْظَمِ

اور اصطفائیت کے مقامات کے اخلاق سے متخلق ہیں اللہ تعالےٰ کے بڑے

وَالْحَبِیْبِ الْاَکْرَمِ سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدِ

خلیل اعظم اور حبیب اکرم ہیں یعنی ہمارے سردار اور مولا محمد ﷺ

بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ صَلَّی اللّٰہُ

ابن عبداللہ ابن عبدالمطلب اللہ تعالیٰ

عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ عَدَدَ مَعْلُوْمَاتِکَ

کا درود ہو اس پر اور اس کی آل پر اور اصحاب پر تیری معلومات اور

وَمِدَادَ كَلِمَاتِكَ كُلَّمَا ذَكَرَكَ وَذَكَرَهُ

تیرے کلمات کے عدد کے موافق اور جس قدر تیرے

الذَّاكِرُونَ ۝ وَكُلَّمَا غَفَلَ عَنْ ذِكْرِكَ وَ

یاد کرنے والوں نے تجھے یاد کیا ہے اور جس قدر دنیا کے

ذِكْرِهِ الْغَافِلُونَ ۝ وَسَلِّمْ تَسْلِيمًا دَائِمًا

غافل لوگ تیرے ذکر سے غافل رہے اور ان پر سلام بھیج ہمیشہ بہت

كَثِيرًا ۝ اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِنُورِهِ

کثرت کے ساتھ اے اللہ ہم تیری طرف وسیلہ پکڑتے ہیں اسکے نور سے

السَّارِي فِي الْوُجُودِ أَنْ تُحْيِيَ قُلُوبَنَا بِنُورِ

جو تمام کائنات کے اندر جاری اور ساری اور یہ کہ ہمارے دلوں کو زندہ کرا نکے

حَيٰوةِ قَلْبِهِ الْوَاسِعِ لِكُلِّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّ

اس پاک دل سے جو واسع اور محیط ہے ہر چیز پہ اور جو مومنوں کے لیے رحمت

عِلْمًا وَّ هُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِينَ وَاَنْ

علم ہدایت اور خوشخبری ہے کہ تو

تَشْرَحَ صُدُورَنَا بِنُورِ صَدْرِهِ الْجَامِعِ مَا

کھولے ہمارے سینوں کو ان کے اس جامع سینے کے نور سے جسکی نسبت آیا ہے

فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ وَّضِيَاءً وَّذِكْرٰى

ہم نے نہیں چھوڑی کوئی شے اس کتاب میں سے اور جو ہے روشنی اور نصیحت

لِلْمُتَّقِیْنَ ○ وَتُطَهِّرُ نُفُوْسَنَا بِطَهَارَةِ نَفْسِهِ

واسطے پرہیزگاروں کے اور کہ پاک کرے تو ہمارے نفسوں کو اسکے پاک

الزَّکِیَّةِ الْمَرْضِیَّةِ ○ وَتُعَلِّمُنَا بِاَنْوَارِ

مزکی اور مرضیہ نفس کے نور سے اور کہ تو سکھائے ہمیں ان کے

عُلُوْمِ کُلِّ شَیْءٍ اَحْصَیْنٰهُ فِیْ کُلِّ اِمَامٍ

علوم کے انوار سے جیسا کہ آیا ہے اور ہر شے ہم نے جمع اور محفوظ کر رکھی ہے امام مبین

مُّبِیْنٍ ○ وَتَسْرِیْ سَرَآئِرَہٗ فِیْنَا بِلَوَامِعِ

کے اندر اور انکے اسرار کو جمع کر ہمارے اندر اپنے انوار کی

اَنْوَارِکَ حَتّٰی تُفْنِیْنَا عَنَّا فِیْ حَقِّ حَقِیْقَتِهٖ

روشنیوں سے یہاں تک کہ تو ہمیں فنا کردے اپنے سے ان کی حقیقت میں

فَیَکُوْنَ هُوَالْحَیُّ الْقَیُّوْمُ فِیْنَا بِقَیُّوْمِیَّتِکَ

یہاں تک کہ تو زندہ اور قائم رہ جائے ہمارے اندر تیری سرمدی

السَّرْمَدِیَّةِ فَنَعِیْشَ بِرُوْحِهٖ عَیْشَ حَیٰوةِ

قیومیت کے ساتھ تاکہ ہم اس کی روح سے ابدی عیش

الْاَبَدِیَّةِ ○ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰٓی اٰلِهٖ وَ

کریں اللہ تعالیٰ کا درود ہو ان پر اور ان کی آل

صَحْبِهٖ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا اٰمِیْنَ ○

پر اور اصحاب پر اور سلام نازل فرما ان پر بہت کثرت سے آمین

بِفَضْلِكَ وَرَحْمَتِكَ عَلَيْنَا يَا حَنَّانُ ۝ يَا مَنَّانُ ۝

اپنے فضل اور رحمت سے ہم پر ہو اے مہربان و صاحب احسان

يَا رَحْمٰنُ ۝ وَبِتَجَلِّيَاتِ مَنَازِلَاتِكَ فِي

یا رحمٰن اور انکے مشاہدے کے آئینے میں جن تجلّیات کا

مِرْاٰتِ شُهُوْدِهٖ لِمَنَازِلَاتِ تَجَلِّيَاتِكَ فَنَكُوْنَ

نزول ہو اس میں سے ہم پر بھی تجلّیات کا نزول ہو تا کہ

مِنَ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ وَوَلَايَةِ الْاَقْرَبِيْنَ ۝

ہم ان کے خلفاء راشدین اور اولیاء مقرّبین میں سے ہو جائیں

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا نَبِيِّنَا مُحَمَّدِ

اے اللہ درود و سلام بھیج ہمارے سردار اور ہمارے نبی محمد ﷺ پر

جَمَالِ لُطْفِكَ وَحَمَّالِ عَطْفِكَ وَجَلَالِ

جو تیرے لطف کا جمال اور تیری مہربانیوں کا حامل ہے اور تیرے

مُلْكِكَ وَكَمَالِ قُدْسِكَ النُّوْرِ الْمُطْلَقِ

ملک کا جلال ہے اور تیرے عالم قدس میں کمال کا مالک ہے جو نور مطلق ہے

بِسِرِّ الْمَعِيَّةِ الَّتِيْ لَا يَتَقَيَّدُ الْبَاطِنِ مَعْنًى

اس معیّت کے بھید میں جس کو تیری غیاب میں نہ کوئی شے باطن معنوی لحاظ

فِيْ غَيْبِكَ الظَّاهِرِ حَقًّا فِيْ شَهَادَتِكَ شَمْسِ

سے اور نہ تیری شہادت میں ظاہری طور پر حقیقی طور پر مقیّد کر سکتی ہے

الاَسرارِ الربّانیّۃِ وَمُجلی حضرۃِ الحضراتِ

آپ اسرارِ ربّانی کے اسرار ہیں اور بارگاہِ رحمانیت کے تجلی گاہ ہیں

الرّحمانیّۃِ○ منازِلِ الکتبِ القیّمۃِ○ ونُورِ

اور زبردست آسمانی کتب کے جائے نزول ہیں

الاٰیاتِ البیّناتِ ۰ الّذی خلقتہٗ مِن نُّورِ

اور آیاتِ بیّنات کے نور ہیں اور وہ ذات ہیں جنکو تونے بنایا ہے اپنے چہرے کے

وَجھِکَ وحقّقتہٗ باَسمآئِکَ و صِفاتِکَ و

نور سے اور تونے اسے متحقق فرمایا ہے اپنے اسماء اور

خلقتَ مِن نُّورِہِ الاَنبیآءَ والمُرسلینَ○

صفات سے اور تونے پیدا کیا اور انکے نور سے انبیآ اور مرسلین کو

وتعرّفتَ اِلیھِم باَخذِ میثاقٍ علیھِم بقولِکَ

اور ازل کے روز میثاق کے ذریعے آپکا تعارف اپنے اس

الحقِّ المُبینِ○ وَاِذ اَخذَ اللّٰہُ مِیثاقَ

قول حقُّ المبیٖن کے ذریعے کرایا اور یاد کر اے میرے نبی

النّبیّینَ لَمآ اٰتیتُکُم مِّن کتابٍ وَّحِکمۃٍ ثُمَّ

وہ وقت جبکہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ لیا پیغمبروں سے کہ آئے گی تمہاری طرف میری کتاب

جآءَکُم رسولٌ مُّصدِّقٌ لِّمَا معکُم لتُؤمِنُنَّ

اور حکمت ۔ پھر آئے گا تمہاری طرف میرا رسول جو تصدیق کرنیوالا ہوگا اس چیز کا جو

بِہٖ وَ لَتَنْصُرُنَّہٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ

تمہارے پاس ہوگی کہ تم ان پر ایمان لاؤ گے اور ان کی امداد کرو گے اللہ تعالیٰ نے فرمایا

عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِیْ قَالُوْآ اَقْرَرْنَا قَالَ

کہ آیا تم نے اقرار کر لیا اور اسکی اقرار پر ہماری ضمانت قبول کی پیغمبروں نے کہا کہ

فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ○

ہم نے اقرار کر لیا فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ تم گواہ رہو کہ ہم بھی تمہارے ساتھ گواہ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی بَهْجَةِ الْكَمَالِ

رہیں گے اے اللہ درود و سلام اس ذات پر جو کمالات کی شگفتگی اور جلال

وَتَاجِ الْجَلَالِ وَبَهَآءِ الْجَمَالِ وَشَمْسِ

کے تاج اور جمال کی روشنی اور وصال کے سورج

الْوِصَالِ وَعَبَقَةِ الْوُجُوْدِ وَحَيٰوةِ كُلِّ

اور عالم وجود کے لیئے مشک کی ڈبیہ ہیں

مَوْجُوْدٍ عِزِّ جَلَالِ سَلْطَنَتِكَ وَجَلَالِ

اور ہر موجود کی زندگی ہے جو تیرے سلطنت کے جلال کی عزت

عِزِّ مَمْلَكَتِكَ وَمَلِيْكِ صُنْعِ قُدْرَتِكَ ○

اور تیری مملکت کے عزت کے جلال اور تیری قدرت کی صنعت کے مالک

وَطِرَازِ صَفْوَةِ مِنْ اَهْلِ قُرْبِكَ ○ وَسِرِّ

اور اہل قرب میں سے اہل صفوت کے نقش و نگار ہیں اور

اللّٰهِ الْاَعْظَمِ ○ وَحَبِيْبِ اللّٰهِ الْاَكْرَمِ ○

اللہ تعالیٰ کے سرِّ اعظم اور اللہ تعالیٰ کے حبیبِ اکرم

وَخَلِيْلِ اللّٰهِ الْمُكَرَّمِ ○ سَيِّدِنَا وَمَوْلٰنَا

اور اللہ تعالیٰ کے خلیلِ مکرّم ہیں ہمارے سردار

مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ ؕ

اور مولا محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کا درود ہو ان پر سلام ہو

وِرْدُ يَوْمِ الثُّلٰثَآءِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ؕ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَتَوَسَّلُ بِهٖ اِلَيْكَ ○ وَنَتَشَفَّعُ

اے اللہ! ہم تیری طرف انہیں وسیلہ پکڑتے ہیں اور انہیں تیری

بِهٖ لَدَيْكَ صَاحِبِ الشَّفَاعَةِ الْكُبْرٰى ○

طرف شفیع گردانتے جو صاحب شفاعت کبریٰ ہیں

وَالْوَسِيْلَةِ الْعُظْمٰى وَالذَّرِيْعَةِ الْغَرَّآءِ ○

اور وسیلۂ اعظم اور ذریعہ غرائے (روشن)

وَالْمَكَانَةِ الْعُلْيَا ○ وَالْمَنْزِلَةِ الزُّلْفٰى وَقَابَ

اور مالک مکانِ عالی اور منزل قریبی یعنی قاب

قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی ○ وَاَنْ تُحَقِّقَنَا بِهٖ ذَاتًا
قوسین اور ادنٰے ہیں یہ کہ تو ہمیں متحقق کرے ان کے ساتھ

وَّصِفَاتًا وَّاَسْمَاءً وَّاَفْعَالًا وَّاٰثَارًا حَتّٰی
از روئے ذات وصفات و اسمار اور افعال اور آثار کے یہاں تک کہ

لَا نَرٰی وَلَا نَسْمَعَ وَلَا نَحُسَّ وَلَا نَجِدُ
ہم دیکھیں نہ سنیں نہ محسوس کریں اور نہ پائیں تیرے

اِلَّا اِیَّاكَ ○ اِلٰهِیْ وَسَیِّدِیْ بِفَضْلِكَ وَرَحْمَتِكَ
بغیر اور کوئی چیز اے ہمارے اللہ اور ہمارے مالک ہم تجھے تیرے فضل اور رحمت

اَنْ تَجْعَلَ هُوِیَّتَنَا عَیْنَ هُوِیَّتِهٖ فِیْ اَوَائِلِهٖ
کا واسطہ دیتے ہیں کہ تو ہماری ہوّیت کو عین ان کی ہوّیت بنا دے انکے زمانِ

وَنِهَایَتِهٖ بِوُدِّ خُلَّتِهٖ وَصَفَائِهٖ وَمَحَبَّتِهٖ ○
اوائل سے لے کر ان کے زمانِ نہایت تک تاکہ ہم میں ہمیشہ قائم رہے انکی دوستی کی محبّت

وَفَوَاتِحِ اَنْوَارِ بَصِیْرَتِهٖ وَجَوَامِعِ اَسْرَارِ
اور محبّت کی صفائی اور ان کی بصیرت کے انوار کے سرچشمے اور ان کی خلوت گاہ کے

سَرِیْرَتِهٖ ○ وَرَحِیْمِ رُحَمَائِهٖ وَنَعِیْمِ نُعَمَائِهٖ ○
اسرار کے مجمع اور ان کے رحماء کی رحمتیں اور ان کے نعماء کی نعمتیں

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ بِجَاهِ نَبِیِّنَا وَسَیِّدِنَا
اے اللہ ہم تجھ سے تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم

مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْمَغْفِرَۃَ

کے مرتبے کے صدقے تجھ سے تیری بڑی بھاری مغفرت

وَالرِّضٰی وَالْقَبُوْلَ قَبُوْلًا تَامًّا ○ وَلَا تَکِلْنَا

اور رضامندی کا سوال کرتے ہیں اور ایسی قبولیّت کامل کا کہ اس کے بعد تو ہمیں

اِلٰی نَفْسِنَا طَرْفَۃَ عَیْنٍ یَا نِعْمَ الْمُجِیْبُ فَقَدْ

ایک لحظہ کے لیئے بھی اپنے نفس کے حوالے نہ کرے اے عمدہ دعا قبول کرنے والے تیری

دَخَلَ الدَّخِیْلُ یَا مَوْلَایَ ○ فَاِنَّ غُفْرَانَ ذُنُوْبِ

بارگاہ میں یہ بندہ ناچیز داخل ہونے والا ہے اے میرے مالک: پس تحقیق تمام مخلوقات کیا

الْخَلْقِ بِاَجْمَعِہِمْ اَوَّلِہِمْ وَاٰخِرِہِمْ بِرِّھِمْ وَ

نیکوکار اورکیا بدکار اولین و آخرین کے گناہوں کی مغفرت

فَاجِرِھِمْ کَقَطْرَۃٍ فِیْ بَحْرِ جُوْدِکَ الْوَاسِعِ

تیری اس بحرِ رحمت کے سامنے کہ جس کا نہ کوئی کنارہ ہے

الَّذِیْ لَا سَاحِلَ لَہٗ وَلَا غَایَۃَ لَہٗ فَقَدْ قُلْتَ

اور نہ کوئی حد اور غایت ہے ایک قطرے کے برابر ہے

وَقَوْلُکَ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً

پس تحقیق تو نے خود فرمایا ہے اور تیرا قول صریح حق ہے کہ ہم نے نہیں بھیجا تمکو مگر محض

لِّلْعٰلَمِیْنَ ○ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰٓی اٰلِہٖ

رحمت واسطے تمام جہانوں کے اللہ کا درود ہو آپ پر اور آپ کی آل

وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ ۝ رَبِّ اِنِّیْ وَهَنَ الْعَظْمُ

اور اصحاب تمام پر اے رب تحقیق بسبب

مِنِّیْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَیْبًا ۝ وَلَمْ اَکُنْ بِدُ

بڑھاپے میری ہڈیاں کمزور ہوگئی ہیں اور میرے سر کے بال سفید ہوگئے ہیں لیکن اس طویل مدت

عَآئِكَ رَبِّ شَقِیًّا ۝ رَبِّ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَ

میں اے اللہ میں کبھی دعا کے وقت تیری رحمت اور قبولیت سے محروم نہیں رہا اے رب مجھے

اَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ۝ رَبِّ اِنِّیْ لِمَآ اَنْزَلْتَ

دکھ پہنچا ہے اور تو ارحم الراحمین ہے اے میرے رب میں خیر کا جو تو نے میری

اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ ۝ یَا مُعِیْنَ الضُّعَفَآءِ ۵

طرف نازل فرمایا ہے بہت محتاج ہوں اے کمزوروں کے مددگار

یَا عَظِیْمَ الرَّجَآءِ ۵ یَا مُنْقِذَ الْغَرْقٰی یَا مُنْجِیَ

اے امیدوں بڑے آسرے اے ڈوبتوں کے بڑے سہارے اے ہلاک

الْهَلْکَآءِ یَا نِعْمَ الْمَوْلٰی ۵ یَا اَمَانَ الْخَآئِفِیْنَ ۝

ہونے والوں کو بچانے والے اے اچھے اور بہترین مالک اے ڈرنے والوں کی جائے امان

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَظِیْمُ الْحَلِیْمُ ۝ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے اللہ تعالیٰ بڑی عظمت اور حلم والا ہے نہیں ہے کوئی معبود سوائے

رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ۝ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ

اللہ تعالیٰ بڑے عرش والے کے نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ تعالیٰ

السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبِّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ○

مالک سات آسمانوں اور عرش کریم کے

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى الْجَامِعِ الْاَكْمَلِ ○

اے اللہ! درود بھیج اور سلام اس ذات پر جو اکمل اور جامع

وَالْقُطْبِ الرَّبَّانِيِّ الْاَفْضَلِ طِرَازِ حُلَّةِ

قطب ربانی ہے اور خلعتِ ایمان کے لیئے

الْاِيْمَانِ وَمَعْدِنِ الْجُوْدِ وَالْاِحْسَانِ ۵

عمدہ نقش و نگار ہیں اور جود اور احسان کے معدن ہیں

صَاحِبِ الْهِمَمِ السَّمَاوِيَّةِ ۵ وَالْعُلُوْمِ اللَّدُنِّيَّةِ ○

جو صاحب ہمت آسمانی اور عالِم علم

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مَنْ خَلَقْتَ الْوُجُوْدَ لِاَجْلِهٖ

اے اللہ! درود بھیج اس پر جس کی خاطر تو نے کائنات پیدا کی

وَرَخَّصْتَ الْاَشْيَآءَ بِسَبَبِهٖ مُحَمَّدِ نِ

اور اشیاء کو ارزاں کیا اس کے سبب یعنی محمد د

الْمَحْمُوْدِ صَاحِبِ الْمَكَارِمِ وَالْجُوْدِ ۵ وَعَلٰى

محمود جو صاحب بزرگی اور جود ہیں اور ان

اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهِ الْاَقْطَابِ ۵ السَّابِقِيْنَ

کے آل اور اصحاب پر ہو جو اقطاب سابقین ہیں

اِلٰی جَنَابِ ذٰلِکَ الْجَنَابِ ۝ اَللّٰھُمَّ صَلِّ
ان کی بارگاہ معلّے کے اے اللہ درود بھیج

وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ النُّوْرِ الْبَھِیِّ
اور سلام اوپر سردار ہمارے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ جو صاحب

وَالْبَیَانِ الْجَلِیِّ وَاللِّسَانِ الْعَرَبِیِّ وَالدِّیْنِ
نور روشن ہیں اور صاحب بیان جلی اور لسان عربی اور مالک

الْحَنِیْفِیِّ ۝ اَلْمُؤَیَّدِ بِالرُّوْحِ الْاَمِیْنِ ۝
دین حنیفی ہیں اور جو مؤیّد ہیں ساتھ تائید جبرائیل روح امین کے

وَالْکِتَابِ الْمُبِیْنِ ۝ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ وَ
کتاب مبین کے ذریعے اور وہ خاتم النبیین اور باعث

رَحْمَۃِ اللّٰہِ لِلْعَالَمِیْنَ ۝ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ
رحمت ہیں واسطے تمام جہان والوں اور جملہ خلائق کے اے اللہ! درود وسلام بھیج

عَلٰی مَنْ خَلَقْتَہٗ مِنْ نُّوْرِکَ وَجَعَلْتَ کَلَامَہٗ
اس پر جن کو تو نے اپنے نور سے پیدا کیا اور اس کے کلام کو اپنا کلام بنایا

مِنْ کَلَامِکَ وَفَضَّلْتَہٗ عَلٰی اَنْبِیَائِکَ وَاَوْلِیَائِکَ
اور ان کو اپنے جملہ انبیاء اور اولیاء پر فضیلت بخشی

وَجَعَلْتَ السِّعَایَۃَ مِنْکَ اِلَیْہِ وَمِنْہُ
اور تو نے مقرر فرمایا چلنا تجھ سے اس کی طرف اور اس سے

اِلَیْھِمْ کَمَالِ کُلِّ وَلِیٍّ لَّکَ ٥ وَ ھَادِیْ کُلِّ

ان کی طرف جو تیرے ہر ولی کے لیئے ذریعہ کمال ہے اور تجھے اور تیری راہ

مُضِلٍّ عَنْکَ ھَادِے الْخَلْقِ اِلَی الْحَقِّ ٥ تَارِکِ

ہر گمراہ کے لیئے باعث ہدایت ہے اور حق کی طرف خلقت کا ہادی ہے اور تیرے

الْاَشْیَآءِ لِاَجْلِکَ وَ مَعْدِنِ الْخَیْرِ بِفَضْلِکَ ٥

لئے اشیاء غیر کا تارک ہے اور تیرے فضل کے خیر کا معدن ہے اور تو نے

وَخَاطَبْتَہٗ عَلٰی بِسَاطِ قُرْبِکَ وَکَانَ فَضْلُ

اپنے قرب کے بساط پر انہیں یوں خطاب فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا

اللہِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا ٥ اَلْقَآئِمِ لَکَ فِیْ لَیْلِکَ ٥

تیرے اوپر بڑا فضل ہے جو ساری رات تیری یاد میں کھڑا ہوتے

وَالصَّآئِمِ لَکَ فِیْ نَھَارِکَ ٥ وَالْھَآئِمِ بِکَ

والا ہے اور دن کو تیری رضامندی کی خاطر روزہ دار ہے اور جو

فِیْ جَلَالِکَ ٥ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی نَبِیِّکَ ٥

تیرے جلال سے ڈرنے والا ہے اے اللہ درود و سلام بھیج اپنے نبی پر

الْخَلِیْفَۃِ فِیْ خَلْقِکَ ٥ اَلْمُشْتَغِلِ بِذِکْرِکَ ٥

جو خلقت میں تیرا خلیفہ ہے اور جو تیرے ذکر میں مشغول رہتا ہے

اَلْمُتَفَکِّرِ فِیْ خَلْقِکَ ٥ وَالْاَمِیْنِ لِسِرِّکَ ٥

جو تیری مخلوقات میں فکر کرنے والا ہے اور تیرے بھید کا امین ہے

وَالْبُرْهَانِ لِرُسُلِكَ ۝ اَلْحَاضِرِ فِيْ سَرَآئِرِ

اور تیرے جملہ رسولوں کیلئے ایک قومی برہان ہے جو تیرے مقام

قُدْسِكَ ۝ وَالشَّاهِدِ اِلٰى جَمَالِ جَلَالِكَ ۝

قدس کے اسرار میں حاضر اور تیرے جلال و جمال کے مشاہدہ کرنے والا ہے

سَيِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ ۝ اَلْمُفَسِّرِ لِاٰيَاتِكَ ۝

ہمارے سردار اور مولا محمد ﷺ جو تیری آیات کا تفسیر کرنے والا

وَالظَّاهِرِ فِيْ مُلْكِكَ ۝ وَالْغَائِبِ فِيْ

اور تیرے عالم ملک میں ظہور فرما اور عالم ملکوت میں غیب

مَلَكُوْتِكَ ۝ وَالْمُتَخَلِّقِ بِصِفَاتِكَ وَالدَّاعِيْ

حاصل کرنے والا ہے اور جو صفات سے متخلّق اور تیری

اِلٰى جَبَرُوْتِكَ ۝ اَلْحَضْرَةِ الرَّحْمَانِيَّةِ ۝

بارگاہ رحمانیت کے عالم جبروت کی طرف بلانے والے ہیں

وَالْبُرْدَةِ الْجَلَالِيَّةِ ۝ وَالسَّرَابِيْلِ الْجَمَالِيَّةِ

جو تیری جلالیّت کی چادر اور تیری جمالیّت کے سراویل ہیں

الْعَرْشِ السَّنِيِّ ۝ وَالْحَبِيْبِ النَّبَوِيِّ وَالنُّوْرِ

جو اللہ تعالیٰ کے عرش معلّٰے اور نبیؐ حبیب اور نورِ

الْبَهِيِّ ۝ وَالدُّرِّ النَّقِيِّ ۝ وَالْمَصَابِيْحِ الْقَوِيِّ

روشن گوہر پاک اور چراغ مضبوط ہیں

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ

اے اللہ درود و سلام بھیج ان پر اور ان کے آل و اصحاب

کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

پر جیسا کہ تو نے درود بھیجا حضرت ابراہیم اور انکی آل پر تحقیق تو حمد اور مجد والا ہے

وِرْدُ یَوْمِ الْاَرْبِعَاءِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَنَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ

اے اللہ! درود و سلام بھیج ہمارے سردار اور نبی محمد ﷺ پر

بَحْرِ اَنْوَارِکَ وَمَعْدِنِ اَسْرَارِکَ ۝ وَرُوْحِ

اور تیرے انوار کا سمندر اور تیرے اسرار کا معدن ہے تیرے بندوں کے

اَرْوَاحِ عِبَادِکَ ۝ اَلدُّرَّۃِ الْفَاخِرَۃِ ۝ وَالرَّحْمَۃِ

ارواح کا روح ہے فخر کے لائق گوہر یکتا ہیں اور سب سے

السَّابِقَۃِ ۝ وَالْعَبْقَۃِ النَّافِحَۃِ بُؤْبُؤِ

سبقت لے جانی والی رحمت اور کستوری کی خوشبودار ڈبیہ ہیں

الْمَوْجُوْدَاتِ وَحَاءِ الرَّحْمَاتِ ۝ وَجِیْمِ الدَّرَجَاتِ ۝

تمام موجودات کا خلاصہ ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کی رحمت کی

وَسِیْنِ السَّعَادَاتِ وَنُوْنِ الْعِنَایَاتِ وَکَمَالِ

اور سعادات کے سین اور عنایات کے نون ہیں اور کائنات

الْکُلِّیَّاتِ وَمَنْشَاءِ الْاَزَلِیَّاتِ وَخَتْمِ الْاَبَدِیَّاتِ

کے کل کلیّات کے کمال اور جملہ ازلیات کے منشأ اور تمام ابدیّات کے

الْمَشْغُوْلِ بِکَ عَنِ الْاَشْیَاءِ الدُّنْیَوِیَّاتِ ۞

خاتم ہیں تمام دنیوی اشیاء سے منہ موڑ کر تیرے ساتھ مشغول ہیں

الطَّاعِمِ مِنْ ثَمَرَاتِ الْمُشَاهَدَاتِ ۞ اَلْمُسْتَقِیْ

اور تیرے مشاہدات کے پھلوں کو نوش جان فرمانے والے اور تیرے

مِنْ اَسْرَارِ الْقُدْسِیَّاتِ وَالْعَالِمِ بِالْمَاضِیْ

قرب کے مقدّس اسرار کے شربتیں پینے والے ہیں حالاتِ ماضی

وَالْمُسْتَقْبَلَاتِ ۞ سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی

اور مستقبل کے جاننے والے ہیں یعنی ہمارے سردار اور مولٰے محمد ﷺ جو بہترین

اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهِ الْاَخْیَارِ

خلائق ہیں اللہ تعالیٰ کا درود وسلام ان پر اور ان کے آل اور اصحاب پر ہو

وَاَصْحَابِهِ الْاَبْرَارِ ○ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی رُوْحِ

جو کہ اخیار اور ابرار ہیں اے اللہ! درود بھیج روح

مُحَمَّدٍ فِی الْاَرْوَاحِ ۞ وَعَلٰی جَسَدِهٖ فِی

پر فتوح حضرت محمد ﷺ پر تمام ارواح میں سے اور تمام لوگوں کے جسموں میں سے

الْاَجْسَادِ وَعَلٰى قَبْرِهٖ فِي الْقُبُوْرِ ۞ وَعَلٰى اَسْمَآئِهٖ

آپکے جسم مبارک پر　اور تمام قبور میں سے آپکی قبر شریف پر اور جملہ اسماء میں

فِي الْاَسْمَآءِ وَعَلٰى قَلْبِهٖ فِي الْقُلُوْبِ ۞ وَعَلٰى

سے آپکے اسم مبارک　اور تمام قلوب میں سے　آپ کے

مَنْظَرِهٖ فِي الْمَنَاظِرِ ۞ وَعَلٰى سَمْعِهٖ فِي

قلب منور پر اور جملہ مناظر میں سے آپ کے منظر مقدس پر اور کل کانوں

الْمَسَامِعِ ۞ وَعَلٰى حَرَكَتِهٖ فِي الْحَرَكَاتِ وَعَلٰى

میں سے آپکے کان شریف پر اور جمیع حرکات میں سے آپ کی حرکت بابرکت پر

سُكُوْنِهٖ فِي السَّكَنَاتِ ۞ وَعَلٰى قُعُوْدِهٖ فِي

اور تمام سکنات میں سے آپ کے سکون پر　اور جملہ بیٹھکوں میں سے آپکے

الْقُعُوْدَاتِ ۞ وَعَلٰى قِيَامِهٖ فِي الْقِيَامَاتِ ۞ وَعَلٰى

مقدس بیٹھک پر　اور کل قیاموں میں سے آپ کے قیام مبارک پر اور

لِسَانِهِ الْبَشَّاشِ الْاَزَلِيِّ وَالْخَتْمِ الْاَبَدِيِّ

آپ کے　بشاش　ازلی　اور ختم　ابدی زبان پر

وَصَلِّ اللّٰهُمَّ عَلَيْهِ وَعَلٰٓى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ

درود وسلام ہو اے اللہ! درود بھیج محمد ﷺ کی اس ذات پر اور ان کے آل و

عَدَدَ مَا عَلِمْتَ وَمِلْءَ مَا عَلِمْتَ ۞ اَللّٰهُمَّ

اصحاب پر اتنی تعداد میں جتنا کہ تیرے علم میں ہے اور اتنی مقدار میں جتنا کہ معلومات میں ہے

صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ اَعْطَیْتَهٗ

اے اللہ درود بھیج اور سلام بھیج محمد ﷺ کی اس ذات پر جس پر تو نے بخشش فرمائی

وَکَرَّمْتَهٗ وَفَضَّلْتَهٗ وَنَصَرْتَهٗ وَاَعَنْتَهٗ

اور عزت بخشی اور فضیلت دی اور نصرت و فتح عطا کی اور اعانت فرمائی

وَقَرَّبْتَهٗ وَاَدْنَیْتَهٗ وَسَقَیْتَهٗ وَمَکَّنْتَهٗ

اور قرب بخشا اور نزدیکی عطا کی اور شراب معرفت پلائی اور جگہ دی

وَمَلَاْتَهٗ بِعِلْمِکَ الْاَنْفَسِ ۝ وَبَسَطْتَّهٗ

اور اس کو بھر نفیس علم سے اور اسے کشائش دی

بِحِلْمِکَ الْاَطْرَسِ ۝ وَزَیَّنْتَهٗ بِقَوْلِکَ

بڑے حوصلے سے اور روشن قول سے اُسے

الْاَقْبَسِ ۝ فَجْرِ الْاَمْلَاکِ وَعَذْبِ خُلُقِ

مزّین فرمایا ملکوں کے صبح صادق لوگوں کے خلق کی

الْاَخْلَاقِ ۝ وَنُوْرِکَ الْمُبِیْنِ ۝ وَعَبْدِکَ

مٹھاس اور تیرا نور مُبین ہے اور بندۂ

الْقَدِیْمِ وَحَبْلِکَ الْمَتِیْنِ ۝ وَحِصْنِکَ

قدیم اور مضبوط رسّی اور محکم

الْحَصِیْنِ ۝ وَجَلَالِکَ الْحَکِیْمِ وَجَمَالِکَ

قلعہ ہے اور تیری حکمت کا جلال اور تیرے کرم کا

اَلْكَرِيْمِ ۝ سَيِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى

جمال ہے ہمارے سردار اور مولیٰ محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کا

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلٰٓى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ مَصَا

درود اور سلام ان پر اور ان کی آل پر اور اصحاب پر ہو

بِيْحِ الْهُدٰى ۝ وَقَنَادِيْلِ الْوُجُوْدِ وَ

جو نور ہدایت کے چراغ ہیں اور عالم وجود کے روشن قندیل ہیں اور

كَمَالِ السُّعُوْدِ ۝ وَالْمُطَهَّرِ مِنَ الْعُيُوْبِ ۝

کمال اہل سعادت ہیں اور جملہ عیوب سے پاک ہیں

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ صَلٰوةً تَحُلُّ

اے اللہ! ان پر ایسا درود و سلام بھیج کہ جس کی برکت سے

بِهَا الْعُقُوْدُ رِيْحًا تُفَكُّ بِهَا الْكُرَبُ ۝

عقدے حل ہو جائیں اور ایسی رحمت کی ہوا نازل فرما کہ جس سے تکلیفیں رفع ہو جائیں

وَتَرَحُّمًا تُزَالُ بِهَا الْعَطَبُ ۝ وَتَكْرِيْمًا

اور ایسا لطف اور شفقت نازل فرما کہ جس سے دکھ دور ہو جائے اور ایسی تعظیم و تکریم

تُقْضٰى بِهِ الْاَرَبُ ۝ يَارَبُّ يَا اَللّٰهُ يَا حَيُّ

رحمت فرما کہ جس سے مشکل کام حل ہو جائیں یارب یا اللہ یا حیّ

يَا قَيُّوْمُ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ ۝ نَسْئَلُكَ

یاقیوم یاذا الجلال والاکرام ہم یہ دین تیرے کمال

ذٰلِكَ مِنْ فَضَائِلِ لُطْفِكَ ۝ وَمِنْ غَرَائِبِ

فضل اور لطف کے سبب مانگتے ہیں

فَضْلِكَ يَا كَرِيْمُ يَا رَحِيْمُ ۝ اَللّٰهُمَّ صَلِّ

اے کرم کرنے والے اور رحم کرنے والے اے اللہ درود

وَسَلِّمْ عَلٰى عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ وَرَسُوْلِكَ

اور سلام اپنے بندے اور اپنے نبی اور رسول

سَيِّدِنَا وَنَبِيِّنَا مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ

اور ہمارے سردار اور نبی محمد ﷺ نبی امی

وَالرَّسُوْلِ الْعَرَبِيِّ ۝ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ

اور رسول ﷺ عربی پر نازل فرما اور ان کی آل اور اصحاب پر

وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ صَلٰوةً

اور آپ کی بیویوں اور اولاد اور آپ کے اہل بیت پر

تَكُوْنُ لَكَ رِضَاءً وَّلِحَقِّهٖ اَدَاءً وَّاٰتِهِ

ایسا درود بھیج کہ جو تیرے لیئے رضامندی اور اس کے ادائے حقوق کا موجب ہو

الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَالشَّرَفَ الْاَعْلٰى

اور بنا انہیں ہمارے لیئے وسیلہ اور فضیلت اور

وَالدَّرَجَةَ الْعَالِيَةَ الرَّفِيْعَةَ وَابْعَثْهُ

شرف اعلی اور درجہ اعلی اور بلندی کا ذریعہ اور انہیں وہ

اَلْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَنِ الَّذِیْ وَعَدْتَّهٗ یَآ اَرْحَمَ

مقام محمود عطا فرما کہ جس کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے اے

الرَّاحِمِیْنَ ○ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَتَوَسَّلُ بِكَ

الرحم الراحمین اے اللہ! ہم تیرے ساتھ توسّل پکڑتے

وَنَسْئَلُكَ وَنَتَوَجَّهُ اِلَیْكَ بِكِتَابِكَ الْعَزِیْزِ

ہیں اور تجھ سے سوال کرتے ہیں اور تیری طرف رجوع کرتے ہیں تیری کتاب عزیز

وَنَبِیِّكَ الْكَرِیْمِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى

کے ساتھ اور نبیٔ کریم تیرے ہمارے سردار محمد ﷺ صلّی

اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَبِشَرَفِهِ الْمَجِیْدِ

اللہ علیہ وسلّم سے توسل پکڑتے ہیں اور ان کی بڑی شرافت سے

وَبِاَبَوَیْهِ اِبْرَاهِیْمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَبِصَاحِبَیْهِ

اور ان کے اجداد ابراھیم اور اسمٰعیل کے ساتھ اور ان کے صاحبین

اَبِیْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ وَذِی النُّوْرَیْنِ عُثْمَانَ وَ

حضرت ابو بکر اور حضرت عمر سے ذی النورین حضرت عثمان سے اور ان کی

اٰلِهٖ فَاطِمَةَ وَعَلِیٍّ وَّوَلَدَیْهِمَا الْحَسَنِ

آل پاک حضرت فاطمہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور ان کے فرزند حضرت امام حسن

وَالْحُسَیْنِ وَعَمَّیْهِ الْحَمْزَةِ وَالْعَبَّاسِ

اور حضرت امام حسین سے اور ان کے چچا حضرت حمزہ اور حضرت عباس سے

وَ زَوْجَتِہٖ خُدَیْجَۃَ وَ عَآئِشَۃَ رِضْوَانُ

اوران کے ازدواج حضرت خدیجہ اور حضرت عائشہ سے رضی

اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْنَ ○ اَللّٰھُمَّ صَلِّ

اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اے اللہ ان پر

وَ سَلِّمْ عَلَیْہِ وَ عَلٰٓی اَبَوَیْہِ اِبْرَاھِیْمَ

درود وسلام بھیج اوران کے اجداد حضرت ابراھیم

وَ اِسْمٰعِیْلَ وَ عَلٰی کُلِّ اٰلٍ وَّ صَحْبٍ کُلِّ

اورحضرت اسمٰعیل اُن کے آل واصحاب پر بھیج ایسا

صَلٰوۃً یُّتَرْجِمُھَا لِسَانُ الْاَزَلِ فِیْ

درود کہ زبان ازلی اس کی

رِیَاضِ الْمَلَکُوْتِ وَ عُلُوُّ الْمَقَامَاتِ وَ نَیْلِ

ترجمانی کرے عالم ملکوت کے باغوں میں اور وہ جو

الْکَرَامَاتِ وَ رَفْعِ الدَّرَجَاتِ ۃ وَ یَنْطِقُ

ہمارے لیئے حصول اورموجب بلندی درجات ہو اور ایسا درود کہ ابدی

بِھَا لِسَانُ الْاَبَدِ فِیْ حَضِیْضِ النَّاسُوْتِ

زبان پر ناطق ہو اور مقام ناسوت کے پستیوں میں

بِغُفْرَانِ الذُّنُوْبِ وَ کَشْفِ الْکُرُوْبِ ۃ

جو موجب بخشش گناہ اور رفع تکالیف اور

وَرَفعِ المُهِمَّاتِ کَمَا هُوَ اللَّائِقُ بِالهَیبَتِكَ

رفع　مہمّات ہو اور ایسا درود جو اے اللہ! تیری بڑی

وَشَانِكَ العَظِیمِ ۘ وَکَمَا هُوَ اللَّائِقُ

شان اور خدائی کے قابل ہو　اور جو درود آنحضرت ﷺ کی خاص

بِاَهلِیَّتِهِم وَمَنصَبِهِمُ الکَرِیمِ بِخُصُوصِ

اہلبیت اور آپ کے منصب کریم کے لائق ہو اس خاص

خَصَائِصَ یَختَصُّ بِرَحمَتِهٖ مَن یَّشَآءُ ۘ

خصوصیت کے ساتھ جیسا کہ فرمایا ہے اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت سے مخصوص

وَاللّٰهُ ذُو الفَضلِ العَظِیمِ ○

فرماتا ہے اور وہ بڑے بھاری فضل والا ہے

وِردِ یَومِ الخَمِیس

بِسمِ اللّٰهِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ ۘ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے

اَللّٰهُمَّ حَقِّقنَا بِسَرَآئِرِهِم فِی مَدَارِجِ

اے اللہ　متحقق کر ہمیں ان کے پاک خصائل سے ان کے معارف

مَعَارِفِهِم بِمَثُوبَةِ الَّذِینَ سَبَقَت لَهُم

کے درجات ہیں ساتھ ثواب ان لوگوں کے جن کے لیے تیری مہربانیاں سبقت

مِنْكَ الْحُسْنٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

ان پر درود ہیں جو آل محمد ﷺ لے گئی ہیں

وَسَلَّمَ وَالْفَوْزَ بِالسَّعَادَةِ الْكُبْرٰى بِمَوَدَّتِهٖ

اور سلام ہو ساتھ حصول سعادت کبریٰ کے اور ساتھ اہل

الْقُرْبٰى ۝ اَعِمَّنَا فِىْ عِزَّةِ الْمَصْمُوْدِ فِىْ

قرابت کی دوستی کے اے اللہ ہمیں ان کے زبردست غلبے میں شامل کر دے

مَقَامِهِ الْمَحْمُوْدِ تَحْتَ لِوَآئِهِ الْمَعْقُوْدِ ۝

مقام محمود کے اندر ان کے موعودہ جھنڈے کے نیچے کھڑا کر دے

وَاسْقِنَا مِنْ حَوْضِ عِرْفَانِ مَعْرِفَتِهِ الْمَوْ

اور ان کے مشہور اور مذکور حوض عرفان سے آب کوثر پلادے اس روز

رُوْدِ يَوْمَ لَا يُخْزِى اللهُ النَّبِىَّ صَلَّى اللهُ

کہ اللہ تعالیٰ ناامید نہیں فرمائے گا اپنے نبی صلّ اللہ علیہ وسلم

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبُرُوْزِ بِشَارَةِ قُلْ تُسْمَعْ

کو مطابق فرمان حدیث بشارت عنوان اے میرے حبیب

وَاسْئَلْ تُعْطَ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ بِظُهُوْرِ

تو بول تیری سنی جائے گی اور تو سوال کر تجھے عطا کیا جاوے گا تو سفارش

بِشَارَةِ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ۝

کر تیری شفارش قبول کی جاوے گی ساتھ ظہور اس بشارت کے کہ اے میرے نبی اللہ تعالیٰ

تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ ○

تجھے وہ رتبہ دے گا کہ تو راضی ہو جائیگا مبارک اور بلند ہے تیری ذات اے صاحب جلال و اکرام

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِعِزِّ جَلَالِكَ وَبِجَلَالِ

اے اللہ! ہیں تیرے جلال کے غلبے اور تیری غالب ذات کے جلال سے

عِزَّتِكَ وَبِقُدْرَةِ سُلْطَانِكَ وَبِسُلْطَانِ

اور　تیری　سلطانی قدرت کے تسلط سے

قُدْرَتِكَ وَبِحُبِّ نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى

اور　تیرے　نبی　محمد ﷺ　صلے

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْقَطِيْعَةِ وَالْاَهْوَاءِ

اللہ　علیہ　وسلم　کی محبت　کے ذریعے　پناہ ڈھونڈتے

الرَّدِيَّةِ يَا ظَهِيْرَ اللَّاجِيْنَ ○ يَا جَارَ

ہیں　تیری جدائی سے اور　تجھ سے دور کرنے والے　نفسانی خواہشوں

الْمُسْتَجِيْرِيْنَ ۞ اَجِرْنَا مِنَ الْخَوَاطِرِ

سے اے التجا کرنے والوں　کے پشت پناہ اور　اے پناہ ڈھونڈنے والوں

النَّفْسَانِيَّةِ ۞ وَاحْفَظْنَا مِنَ الشَّهَوَاتِ

کے پڑوسی اور پناہ　ہمیں نفسانی وسوسوں سے بچا　اور شیطانی

الشَّيْطَانِيَّةِ ۞ وَطَهِّرْنَا مِنَ الْقَاذُوْرَاتِ

شہوتوں سے محفوظ فرما　اور بشری آلائشوں سے ہمیں پاک کر اور صادق اور حقیقی

اَلْبَشَرِيَّةِ وَصَفِّنَا بِصَفَاءِ الْمَحَبَّةِ

محبت کی صفائی سے ہیں پاک صاف

الصِّدِّيقِيَّةِ مِنْ صَدَاءِ الْغَفْلَةِ وَوَهْمِ

فرما ہم سے غفلت کا زنگ اور جہالت کا وہم

الْجَهْلِ حَتّٰى تَضْمَحِلَّ رُسُوْمُنَا بِفَنَاءِ

دور کردے یہاں تک کہ ہماری خودی کے فنا سے

الْاَنَانِيَّةِ وَمُبَانِيَّةِ الطَّبِيْعَةِ الْاِنْسَانِيَّةِ

ہمارے رسمی اور رواجی تعلقات اور انسانی طبائع کے

فِیْ حَضْرَةِ الْجَمْعِ وَالتَّخْلِيَّةِ وَالتَّجَلِّیْ

بشری ضعیف ظہورات زائل اور دور ہوجائیں ہر دو حالت جمع

بِالْاُلُوْهِيَّةِ الْاَحَدِيَّةِ وَالتَّجَلِّیْ بِالْحَقَائِقِ

اور تخلیہ کے ساتھ تیری احدی الوہیت کی تجلی اور مقام شہود

الصَّمَدَانِيَّةِ فِیْ شُهُوْدِ الْوَحْدَانِيَّةِ حَيْثُ

وحدانیت میں تیری صمدانی حقائق کی تجلی سے کہ جہاں نہ زمانی اور مکانی حیثیت

لَا حَيْثَ وَلَا اَيْنَ وَلَا كَيْفَ وَيَبْقَى الْكُلُّ

باقی رہے اور نہ کیفیت وچگونگی رہ جائے اور ہمارا جو کچھ باقی

لِلّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَاِلَى اللّٰهِ وَمَعَ اللّٰهِ غَرَقًا بِنِعْمَةِ

وہ سب اللہ ہی کے لیے اور اللہ کے ساتھ اور اللہ کی طرف اور اللہ تعالے کے

اللہِ فِی بَحْرِ مِنَّۃِ اللہِ مَنْصُوْرِیْنَ بِسَیْفِ
ہمراہ ہو جائے اور ہم اللہ کی رحمت کے سمندر کے اندر اسکی نعمتوں

اللہِ مَخْصُوْصِیْنَ بِمَکَارِمِ اللہِ مَلْحُوْظِیْنَ
ہیں از سرتا پائے غرق ہو کر اس کی تلوار سے فتح مند اور اس کے اخلاق پاک سے

بِعِنَایَۃِ اللہِ مَحْظُوْظِیْنَ بِعِنَایَۃِ اللہِ
متخلق اسکے عین عنایت میں منظور اسکی مہربانیوں میں محفوظ اور

مَحْفُوْظِیْنَ بِعِصْمَۃِ اللہِ مِنْ کُلِّ شَاغِلٍ
ان کی عصمت کے اندر محفوظ رہ جائیں ہر اس شغل سے

یُّشْغِلُ عَنِ اللہِ ۚ وَخَاطِرٍ یَّخْطُرُ بِغَیْرِ
جو اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے ساتھ مشغول کرے اور ہر اس خطرے

اللہِ ۚ (یَا رَبِّ یَا اَللہُ یَا رَبِّ ۚ یَا اَللہُ) ۝ ثَلَاثًا
سے جو غیر اللہ کے ساتھ دل میں گزرے اے ربؑ اے اللہؒ اے ربؑ، اے اللہؒ اے رب

رَبِّیَ اللہُ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللہِ. عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ
اے اللہ میرا رب اللہ ہے اور نہیں ہے حاصل مجھے کوئی توفیق مگر ساتھ اللہ کے اسی پر میں نے

وَاِلَیْہِ اُنِیْبُ ۝ اَللّٰھُمَّ اشْغِلْنَا بِکَ وَھَبْ
توکل کیا ہے اور اسی کی طرف میرا رجوع اور جھکاؤ ہے اے اللہ ہمیں مشغول کر دے اپنے ساتھ اور

لَنَا ھِبَۃً لَّا سِعَۃَ فِیْھَا لِغَیْرِکَ وَلَا مُدْخَلَ
عطا کر ہمیں وہ بخشش جس میں تیرے سوا اور کسی کی گنجائش نہ ہو اور نہ تیرے سوا

فِیْهَا لِسِوَاكَ وَاسِعَةً بِالْعُلُوْمِ الْاِلٰهِیَّةِ ۝

اور کسی کو دخل نہ ہو اور وہ بخشش جس کو وسعت دی گئی ہے

وَالصِّفَاتِ الرَّبَّانِیَّةِ ۝ وَالْاَخْلَاقِ

علومِ الٰہیہ اور صفات ربّانیہ اور اخلاق

الْمُحَمَّدِیَّةِ ۝ وَقَوِّ عَقَائِدَنَا بِحُسْنِ

محمّدیہ سے اور ہمارے عقائد کو مضبوط کر دے خوبصورت

الظَّنِّ الْجَمِیْلِ ۝ وَحَقِّ الْیَقِیْنِ وَحَقِیْقَةِ

ظن اور حق الیقین اور حقیقت التمکین

التَّمْکِیْنِ ۝ وَسَدِّدْ اَحْوَالَنَا بِالتَّوْفِیْقِ

کے حسن و جمال سے اور ہمارے احوال کو قوی کر دے ساتھ

وَالسَّعَادَةِ وَحُسْنِ الْیَقِیْنِ ۝ وَشَدِّدْ

توفیق اور حسن یقین کے اور محکم کر دے

قَوَاعِدَنَا عَلٰی صِرَاطِ الْاِسْتِقَامَةِ وَقَوَاعِدِ

ہمارے پاؤں صراطِ مستقیم پر اور ان پاک لوگوں کی راہوں پر

الْعِزِّ الرَّصِیْنِ ۝ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ

ہمارے قدم جما دے جن پر تو نے انعام کیا ہے

عَلَیْهِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ

اور نہ ان لوگوں کی راہ جن پر تو نے قہر کیا ہے

صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ مِنَ النَّبِیّٖنَ
ان لوگوں کی راہ پر جن پر تو نے انعام کیا ہے جو نبیّین

وَ الصِّدِّیْقِیْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِیْنَ ۃ وَشَیِّدْ
صدّیقین شہداء اور صالحین میں سے ہے اور اولو

مَقَاصِدَنَا فِی الْمَجْدِ الْاَثِیْلِ ۃ عَلٰی
العزم پیغمبروں کے مضبوط ارادوں اور اعلٰی

اَعْلَا ذُرْوَةِ الْکَرَامَةِ وَعَزَآئِمِ اُولِی الْعَزْمِ مِنَ
ذروہ کرامت کی روشن بزرگی میں ہمارے مقصد

الْمُرْسَلِیْنَ ۃ یَا صَرِیْخَ الْمُسْتَصْرِخِیْنَ ۃ
کو مضبوط باندھ دے اے فریادوں اور دادخواہوں کے فریادرس

وَیَا غِیَاثَ الْمُسْتَغِیْثِیْنَ اَغِثْنَا بِاَلْطَافِ
ہمیں دوری کی گمراہیوں سے بچا اور اپنی محبت کی لغزشوں

رَحْمَتِكَ مِنْ ضَلَالِ الْبُعْدِ وَ اَشْمِلْنَا
میں اپنی شمیم عنایت کے

بِنَفَحَاتِ عِنَایَتِكَ فِیْ مَصَارِعِ الْحُبِّ
جھونکوں سے ہمیں معطّر فرما

وَ اَشْفِقْنَا بِاَنْوَارِ هِدَایَتِكَ فِیْ حَضَآئِرِ
اور اپنے حضور قرب میں ہدایت کے انوار سے نواز

اَلْقُرْبِ وَاَیِّدْنَا بِنَصْرِكَ الْعَزِیْزِ نَصْرًا

اور قرآن مجید کی زبردست نصرت سے ہماری

عَزِیْزًا مُّؤَزَّرًا بِالْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ بِفَضْلِكَ

تائید فرما اپنے فضل سے اور

وَرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ○ رَبَّنَا تَقَبَّلْ

رحمت سے اے ارحم الراحمین اے ہمارے

مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ○ وَتُبْ عَلَیْنَا

رب ہماری دعا قبول فرما تحقیق تو ہماری دعا سننے والا اور جاننے والا ہے اور ہمارے

اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ○ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ

گناہوں سے درگزر فرما تحقیق تو معاف کرنے والا اور رحم والا ہے اے اللہ درود اور سلام

عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاَزْوَاجِهٖ

بھیج ہمارے سردار محمد ﷺ نبی ﷺ امی پر اور آپ کے ازواج

اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَذُرِّیَّتِهٖ وَاَهْلِ

مطہرات پر جو مومنوں کی مائیں ہیں اور آپ کی اولاد اور

بَیْتِهٖ كَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ

اہل بیت پر جس طرح تو نے درود بھیجا ہے حضرت ابراهیم پر تحقیق

حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ○ یَا عِمَادَ مَنْ لَّا عِمَادَ لَهٗ

تو تعریف اور بزرگی والا ہے ہر اُس شخص کے ستون اور

یَا سَنَدَ مَنۡ لَّا سَنَدَ لَهٗ یَا ذُخۡرَ مَنۡ لَّا

سہارے جس کا کوئی سہارا نہیں اے ہر اس شخص کی سند جس کی کوئی سند

ذُخۡرَ لَهٗ ۖ یَا جَابِرَ کُلِّ کَسِیۡرٍ ۖ یَا صَاحِبَ

نہیں ہے اے ہر بے سروسامان کے ذخیرے اے ہر ٹوٹے ہوئے کے

کُلِّ غَرِیۡبٍ یَا مُوۡنِسَ کُلِّ وَحِیۡدٍ ۖ لَآ اِلٰهَ اِلَّا

جوڑنے والے اے ہر مسافر کے مصاحب اور ساتھی اے تنہا اور بیکس کے مونس

اَنۡتَ سُبۡحَانَكَ ۚ اِنِّیۡ کُنۡتُ مِنَ الظّٰلِمِیۡنَ ۖ ○

نہیں ہے کوئی معبود سوائے تیرے تو پاک ہے میں ظالموں میں سے ہوں

اَنۡتَ وَلِیِّیۡ فِی الدُّنۡیَا وَ الۡاٰخِرَةِ تَوَفَّنِیۡ

اپنے نفس پر تو دنیا اور آخرت میں میرا ولی ہے مجھے اسلام پر موت دے

مُسۡلِمًا وَّ اَلۡحِقۡنِیۡ بِالصّٰلِحِیۡنَ ○ وَ اَصۡلِحۡ

اور مجھے صالحین کے ٹولے میں شامل کر دے اور میری

لِیۡ فِیۡ ذُرِّیَّتِیۡ اِنِّیۡ تُبۡتُ اِلَیۡكَ وَ اِنِّیۡ مِنَ

اولاد کو صالح بنا دے میں تیری جناب کی طرف رجوع کرتا ہوں

الۡمُسۡلِمِیۡنَ ۖ صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَ مَلٰٓئِکَتِهٖ

اور میں مسلمانوں میں سے ہوں اللہ تعالیٰ کا اور تمام فرشتوں اور تمام

وَ اَنۡبِیَآئِهٖ وَ رُسُلِهٖ وَ جَمِیۡعِ خَلۡقِهٖ عَلٰی

انبیاء اور مرسلین اور تمام لوگوں کے درود ہوں

نَبِیِّنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ

ہمارے نبی اور ہمارے مولےٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ان کی آل پر اور

عَلَیْہِ وَعَلَیْہِمُ السَّلَامُ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ

ان پر سلام ہو اللہ تعالیٰ کی اور برکتیں ہوں

وَبَرَکَاتُہٗ ○ اَللّٰھُمَّ اَدْخِلْنَا مَعَہٗ بِشَفَاعَتِہٖ

اے اللہ ہمیں ان کی شفاعت اور

وَضَمَانِہٖ وَرِعَایَتِہٖ مَعَ اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بِدَارِکَ

ضمانت اور رعایت میں شامل اور داخل فرما دے ساتھ ان کے آل اور

دَارِالسَّلَامِ فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْکٍ

اصحاب کے اپنے اس مقدس گھر میں جو سلامتی کا گھر ہے خاص

مُّقْتَدِرٍ یَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ وَاَتْحِفْنَا

اپنے صدق کی بیٹھک میں اپنے عزت اور قدر والے بادشاہ کے پہلو میں اے صاحب

بِمُشَاھِدَتِہٖ بِلُطْفِ مَنَازِلَتِہٖ یَاکَرِیْمُ یَارَحِیْمُ ○

جلال واکرام والے ہمیں اپنے لطف کے منزلوں میں اپنے مشاہدوں کے تحفوں سے نواز اے کریم

اَکْرِمْنَا بِالنَّظَرِ اِلٰی جَمَالِ سُبُحَاتِ وَجْھِکَ

اے رحیم اور اپنے عظیم چہرے کے جمال لازوال کے مشاہدوں سے ہم پر کرم فرما

الْعَظِیْمِ ○ وَاحْفَظْنَا بِکَرَامَتِہٖ بِالتَّکْرِیْمِ

اور اس کے تکریم

وَالتَّبْجِيْلِ وَالتَّعْظِيْمِ وَاَكْرِمْنَا بِنُزُوْلِهٖ

تبجیل اور تعظیم کی کرامت سے ہمیں محفوظ فرما

نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ ○ فِيْ رَوْضِ رِضْوَانٍ

اور ہم پر اس کے تشریف آوری سے مکرم فرما ایسی تشریف آوری جو

اُحِلُّ عَلَيْكُمْ رِضْوَانِيْ وَلَا اَسْخَطُ عَلَيْكُمْ

بارگاہ غفور رحیم میں سے ہو اور وہ رضوان کے اس باغ میں ہو جسکی نسبت آیا ہے

اَبَدًا ○ وَاُعْطِيْكُمْ مَفَاتِيْحَ الْغَيْبِ بِخَزَائِنِ

کہ میں تم پر ایسی اپنی رضامندی ظاہر کروں گا کہ اسکے بعد پھر کبھی ابد تک ناراض

السِّرِّ الْمَكْنُوْنِ فِيْ مَكْنُوْنِ جِنَانِ مَعَارِفِ

نہیں ہوگا اور تمہیں اپنے سرِ مکنون کے غیبی خزانوں کی کنجیاں عطا کروں گا جو معارفِ ربانی

صِفَاتِ الْمَعَانِيْ بِاَنْوَارِ ذَاتٍ عَلَى الْاَرَائِكِ

کے صفات المعانی کے پوشیدہ باغوں بہشتی تختوں پر تکیہ لگائے

يَنْظُرُوْنَ وَلَهُمْ مَّا يَدَّعُوْنَ سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ

دیکھ رہے ہوں گے اور انکے لیۓ اپنے ربّ رحیم کی طرف سے وہ

رَّبٍّ رَّحِيْمٍ ○ بِانْعِطَافِ رَافَةِ الرَّاْفَةِ

سلامتی کا بلاوا ہوگا تیرے رب کے فضل اور عین عنایت

الْمُحَمَّدِيَّةِ مِنْ عَيْنِ عِنَايَتِهٖ فَضْلًا مِّنْ

سے محمدی لطف اور مہربانی کی توجہ ہماری طرف

رَبِّكَ ذٰلِكَ هُوَالْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ○ فِیْ

اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے اور منعطف ہو

مَحَاسِنِ قُصُوْرِ ذَخَائِرِ سَرَآئِرِ فَلَا تَعْلَمُ

ہمیں اپنے خوبصورت محلوں میں اتار دے جہاں ہمارے لیئے تیری وہ پوشیدہ

نَفْسٌ مَّا اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ جَزَآءً

نعمتیں ہوں جنکی نسبت فرمایا ہے کہ کوئی نفس نہیں جانتا وہ نعمتیں جو ہم نے چھپا رکھی ان کی

بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○ فِیْ مَنَصَّةِ مَحَاسِنِ

آنکھوں کی ٹھنڈک کے لیئے بطور بدلے ان اعمال کے جو انھوں نے کمائے ہیں اور ہمارا

خَوَاتِمِ دَعْوٰهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ

انجام ان لوگوں کے حسن خاتمے کے طور پر کردے

اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلَامٌ ۚ وَاٰخِرُ دَعْوٰهُمْ

جن کی دعا ہے پاک ہے تو اے اللہ اور ان کی تحیت ہے سلام اور

اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۵ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى

ان کی آخری دعا ہے الحمد للہ رب العالمین وصلے اللہ علی

سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ ○

سیدنا محمد ﷺ وآلہ واصحابہ اجمعین

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

قصیدہ غوثیہ شریف
و
قصیدہ بازِ اشہب

یہ قصائد شریف حضرت پیر دستگیر محبوب سبحانی قطب ربانی غوثِ صمدانی حضرت سیّد محی الدّین شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کی زبانِ حق ترجمان پر اُس وقت جاری ہوئے جبکہ آپ غوثیّت اور محبوبیّت کے سب سے اعلیٰ اور ارفع مقام پر فائز ہو کر غوثِ دوام اور سیّد الاولیاء و سلطان الفقراء کے منصب اور مرتبے سے سرفراز کیے گئے۔ اس مقام پر آپ نے اللہ تعالیٰ کے امر سے فرمایا: قَدَمِیْ ھٰذَا عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ ط یعنی میرا یہ قدم تمام اوّلین و آخرین اولیاء اللہ کی گردن پر ہے جو شخص صدقِ دل و اخلاص اور ادب و احترام سے یہ قصیدہ شریف پڑھتا ہے، حضرت پیر دستگیر محبوب سبحانی کی روحانیّت اُسی بلند مقام سے پڑھنے والے کی طرف متوجّہ ہوتی ہے اور اُسی اعلیٰ ترین مقام کی شان اور اسی پاک

منزل کی کیفیت اس پر نازل اور وارد ہوتی ہے اور وہ جلد اپنی دلی مُراد اور منزلِ مقصود کو پہنچ جاتا ہے۔ ہم نے اِس قصیدے کی تلاش اور تجسس میں بہت دُور دراز سفر کئے ہیں اور اس کی صحت کی تحقیق میں بڑی کوشش کی ہے۔ حتّٰی کہ بغداد شریف جاکر حضرت محبُوبِ سُبحانی قدس اللہ سرّہ العزیز کے خاندان کے پُرانے قلمی نسخوں کو بھی دیکھا بھالا اور اِن قصائد کے عاملین سے بھی تبادلۂ خیالات کیا۔ اس فقیر نے بے شمار قلمی اور طبع شُدہ قصائد کا مُطالعہ کیا ہے، سب میں جا بجا غلطیاں ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اُن کے پڑھنے سے کما حقہ، فائدہ نہیں ہوتا۔ مجھے بعض عاملین کاملین اور صاحبِ کشف عارفین کی زبانی معلُوم ہُوا ہے کہ اِس قصیدۂ غوثیہ میں حضرت پیر محبُوبِ سُبحانی کی زبانِ حق ترجمان پر اس قسم کے محبُوبانہ انداز اور معشُوقانہ ناز کے کلمات جاری ہوئے ہیں کہ جن میں طالبوں اور مُریدوں کے لئے ایسے مواعید اور مواثیق کا اظہار کیا گیا ہے کہ جس سے بالکل لَاتَخَفْ وَلَاتَحْزَنْ کی بُو آتی ہے اور جنکے پڑھنے سے طالب پر رجاء اور اُمید کا غلبہ ہو جاتا ہے اور وہ بالکل مستغنی اور بے پرواہ ہوکر خُود عمل کرنا چھوڑ دیتا ہے جیسا کہ اس بیت میں آیا ہے،

مُرِیْدِیْ ھِمْ وَطِبْ وَاشْطَحْ وَغَنِّ		وَافْعَلْ مَاتَشَآءُ فَالْاِسْمُ عَالِیْ

یعنی اے میرے مُرید تو ہمت کر اور خُوش و خُرّم ہو اور بے پروا اور بے نیاز رہ اور جو کچھ تیرا جی چاہے کر، میرا نام اور میرا واسطہ بہت بڑی چیز ہے۔ سو

اِس قسم کے کلمات سے لوگوں کے ظاہری وشرعی اعمال میں چونکہ اکابرِدین اور عُلماء شرعِ مَتین کو لوگوں کے ظاہری اعمال و اطاعت و بندگی میں کوتاہی اور سُستی کا خطرہ اور اندیشہ محسوس ہوا اِس لئے اِن بزرگوں نے اسکے تدارک کی یہ راہ اور تجویز نکالی کہ جابجا اس قصیدے اندر اپنی طرف سے چند ایسے شعر ملا دیئے، جن کے پڑھنے سے ظاہری اعمال اور شرعی پابندی کی طرف ترغیب پائی جاتی ہے. چنانچہ منجملہ اِن ابیات کے دو تین بیت یہ ہیں :-

رِجَالِیْ فِیْ ھَوَاجِرِ ھِمْ صِیَامٌ
وَفِیْ ظُلَمِ اللَّیَالِیْ کَاللَّآلِیْ

یعنی میرے مُرید وہ ہیں کہ جو سخت گرمی کے دنوں میں روزے رکھتے ہیں اور رات کی تاریکی میں اپنی عبادت اور ذِکر فکر کے انوار سے ستاروں کی طرح چمکتے ہیں۔ دوسرا بیت یہ ہے :-

دَرَسْتُ الْعِلْمَ حَتّٰی صِرْتُ قُطْبًا الخ

اور تیسرا بیت یہ ہے وَمَنْ فِیْ اَوْلِیَآءِ اللّٰہِ مِثْلِیْ الخ اِن ابیات کی شمولیّت اور ملاوٹ سے خُدا جانے لوگوں میں ظاہری اعمال اور شرعی پابندی کی رغبت پیدا ہوئی یا نہیں لیکن قصیدہ میں تحریف ہوگئی اور وہ پہلی سی تاثیر اور برکت نہ رہی۔ کہتے ہیں کہ یہ وضعی مخلوط ابیات مولانا جامی صاحبؒ کے بنائے ہوئے اور بتائے ہوئے ہیں واللہ اعلم بالصّواب. لہٰذا ہم نے یہ وضعی ابیات اپنے قصیدے سے خارج کر دیئے ہیں. ہمارا پیش کردہ قصیدہ

ہر قسم کی ملاوٹ اور آمیزش سے پاک اور مبّرا ہے اور بالکل صحیح اور اصلی ہے باقی ظرف اور قسمت ہر شخص کا اپنا اپنا ہے. ناظرین سے اس فقیر کی آخری اپیل یہ ہے کہ مہربانی کر کے اس قصیدہ مبارک کو نفسانی خواہشات اور دُنیوی اغراض میں استعمال کرنے سے احتراز کریں اور اسے محض اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول ﷺ اور حضرت پیر محبوب سبحانی قدس سرّہٗ کی رضا مندی اور اُن کے لطف و کرم کے حصول کا ذریعہ بنائیں. قصیدہ غوثیہ کے پڑھنے کا سب سے بہترین اور آسان ترین طریقہ یہ ہے کہ نئے چاند کی پہلی جمعرات کو مغرب یا عشاء کے بعد دو رکعت نماز نفل ادا کرے اور ہر رکعت میں بعد فاتحہ گیارہ دفعہ سورہ اخلاص یعنی قل شریف پڑھے اور سلام پھیر کر اس دوگانے کا ثواب ارواحِ مقدّس حضرت محمّد مصطفےٰ ﷺ و اصحاب کبار و آلِ اطہار، چہار یار و پنجتن پاک خصوصًا رُوحِ پاک حضرت قطبِ ربّانی غوثِ صمدانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کو بخشے. بعدہٗ دس دفعہ یہ درود شریف پڑھے. اَللّٰھُمّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰۤی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَوَلَدِہِ الشَّیْخ عَبْدِ الْقَادِرِ الْجِیْلَانِیِّ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

اِس کے بعد گیارہ دفعہ یَا حَضْرَتْ شَیْخ سَیِّدْ عَبْدَ الْقَادِرِ جِیْلَانِیْ شَیْئًا لِلّٰہِ اُمْدُدْنِیْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ کہہ کر سہ بار قصیدہ غوثیہ پڑھے. قصیدہ شریف یہ ہے :-

قَصِیدَہ غَوثِیَہ

سَقَانِی الحُبُّ کَاسَاتِ الوِصَالِ
فَقُلتُ لِخَمرَتِی نَحوِی تَعَالِ

محبّت نے مجھے وصلِ محبُوب کے پیالے پلائے۔ پس میں نے اپنی شراب سے کہا کہ میری طرف آجا۔

ساقی دِتّا کاسا مینوں حُبِّ خُدا دے والا اُوس شرابے نُوں میں کہیا میں وِل آسکھالا

سَعَت وَمَشَت لِنَحوِی فِی کُئُوسٍ
فَهِمتُ بِسُکرَتِی بَینَ المَوَالِی

پس وُہ شراب پیالوں کے اندر میری طرف دوڑتی ہوئی آئی۔ پس میں نے اپنی مستی سے اپنے دوستوں کے اندر اثر کیا۔

کاسیاں دے وِچ ہو کے آئی میں وَل خمر سیاری میری مستی ظاہر ہوئی یاراں دے وِچ ساری

فَقُلتُ لِسَائِرِ الاَقطَابِ لُمُّوا
بِحَالِی وَادخُلُوا اَنتُم رِجَالِی

پس میں نے غوث کی حیثیت میں تمام اقطاب جہان سے خطاب کیا کہ تیاری کرو اور میرے رجال الغیب اور لشکر بن کر میرے صحن میں داخل ہو جاؤ۔

کہیا میں پھر قطباں تائیں آؤ میرے پاسے ہو دو سب مردانے تسیں راہ خُدا دے خاصے

وَهُمُّوْا وَاشْرَبُوْا اَنْتُمْ جُنُوْدِیْ
فَسَاقِی الْقَوْمِ بِالْوَافِیْ مَلَالِیْ

اے میرے سپاہیو! ہمت کر کے آگے آؤ شراب کے دور میں شامل ہو جاؤ، کیونکہ اسلام کا ساقی مجھے شرابِ معرفت فراواں طور پر دے رہا ہے۔

پیئو مجلس دے وچ اوہ لشکر ہوا ساڈا ساقی فیض خدا دا مینوں دِتا جام کشادہ

شَرِبْتُمْ فُضْلَتِیْ مِنْ بَعْدِ سُكْرِیْ
وَلَا نِلْتُمْ عُلُوِّیْ وَاتِّصَالِیْ

میرا نشہ ہو جانے کے بعد تم نے میری بچی ہوئی شراب پی لی لیکن میرے رتبۂ بلند اور قرب و اتصال کو نہیں پہنچ سکے۔

میں شراب شوقیہ پیتی تساں فضلہ پیا پر نہیں حاصل قرب تے رتبہ تساں میرے جیا

مَقَامُكُمُ الْعُلٰى جَمْعًا وَّلٰكِنْ
مَقَامِیْ فَوْقَكُمْ مَّا زَالَ عَالِیْ

تم سب کے باطنی مرتبے بیشک بلند ہیں لیکن میرا مقام تم سب کے اوپر ہے اور ہمیشہ اوپر رہے گا۔

جیکر عالی رتبہ ہوسی جا تساڈے یارو جا گہ میری اس جا گہ تھیں عالی جا شمارو

اَنَا فِیْ حَضْرَتِ التَّقْرِیْبِ وَحْدِیْ
یُصَرِّفُنِیْ وَحَسْبِیْ ذُو الْجَلَالِ

میں اللہ تعالےٰ کے حضور اور قرب میں یگانہ فرد ہوں، وہ مجھے ایک حال

سے دوسرے حال میں پھرتا ہے اور اُسی کی ذات میرے لئے کافی ہے۔
جا میرے وچ قرب خدا دے طاقت شرکت کیں نوں حال بحالی تھیں تغیروں دتے خالق مینوں

اَنَا الْبَازِیُّ اَشْهَبُ كُلِّ شَيْخٍ
وَمَنْ ذَا فِى الرِّجَالِ اُعْطِیْ مِثَالِیْ

مَیں دُنیا کے تمام مشائخ کے اندر سُفید باز کی مانند ہوں۔ مردانِ خُدا اور اولیاء اللہ میں وہ کون ہے جسے میری مثل رُتبہ عطا کیا گیا ہو۔

مَیں ہاں چٹے باز وانگوں ہین یکھی شیخ بہتیرے
کھڑا مرد اُمت نبی تھیں مثل ہویا میرے

كَسَانِیْ خِلْعَةً بِطِرَازِ عَزْمٍ
وَتَوَّجَنِیْ بِتِيجَانِ الْكَمَالِ

اللہ تعالےٰ نے مجھے ولایت کی وہ خلعت پہنائی جس پر عزیمت کے بیل بُوٹے ہیں اور میرے سر پر کمال کا تاج رکھا۔

خلعت دِتّا ربّ نے مینوں نالے عزت بھاری
تاج رکھا ہے سر میرے تے دِتی حق سرداری

وَاَطْلَعَنِیْ عَلٰی سِرٍّ قَدِيْمٍ
وَقَلَّدَنِیْ وَاَعْطَانِیْ سُؤَالِیْ

اور مجھے اللہ تعالےٰ نے اپنے قدیم اسرارِ ازلی سے واقف فرمایا ہے اور مجھے نشانِ عزّت سے مختص فرما کر میری ہر آرزو پُوری فرمائی۔

واقف کیتا ربّ نے مینوں اُوپر سرّ قدیمے ہارِ عزّت دا چا پوایا مینے رسُول کریمے

وَوَلَّانِیْ عَلَی الْاَقْطَابِ جَمْعًا
وَحُکْمِیْ نَافِذٌ فِیْ کُلِّ حَالِ

مجھے اللہ تعالیٰ نے تمام اقطابِ زمان کا والی اور سردار بنایا پس میرا یہ حُکم ماضی مُستقبل اور حال میں جاری رہے گا۔

والی کیتا رب نے مینوں سبھناں قطباں اُتّے
حکم رواں ہویا ہے میرا ساریاں وقتاں اُتّے

فَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فِیْ بِحَارٍ
لَصَارَ الْکُلُّ غَوْرًا فِی الزَّوَالِ

پس اگر میں اُس سرِّ قدیم کو سمندروں پر ظاہر کر دُوں تو سب کے سب خشک ہوکر زائل ہو جائیں۔

سِرّ میرا جو ظاہر ہووے اُوپر ٹھاٹھ بحاراں
گم ہو جاوے پانی اس دا جیوں بدل وچہ غاراں

وَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فِیْ جِبَالٍ
لَدُکَّتْ وَاخْتَفَتْ بَیْنَ الرِّمَالِ

اور اگر میں اپنا راز پہاڑوں پر ظاہر کروں تو وہ کمال حیرت سے ٹکڑے ٹکڑے اور ذرّے ذرّے ہو جائیں۔

سِر میرا جے ظاہر ہو کے وِچ پہاڑاں ڈھاوے پارہ پارہ ہو کے سارا ریت وِچے چھُپ جاوے

وَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فَوْقَ نَارٍ
لَخَمِدَتْ وَانْطَفَتْ مِنْ سِرِّ حَالِیْ

اگر میں اپنا راز آگ پر ظاہر کر دوں تو وہ میرے حال کے بھید سے ٹھنڈی اور نابود ہو جائے۔

نار اُتے جے ظاہر ہووے راز مرا اک واری ہو سبھے بجھ جاون سر میرے تھیں سارے

وَلَوْ اَلْقَيْتُ سِرِّیْ فَوْقَ مَيْتٍ
لَقَامَ بِقُدْرَةِ الْمَوْلٰے تَعَالٰی

اور اگر میں اپنا بھید مردہ لاش پر ڈال دوں تو وہ بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت سے زندہ ہو کر کھڑا ہو جائے

سر میرا جے مُردے اُتے ظاہر صادر ہوئے حکم خدا دے تھیں اوہ بندہ زندہ ہو کھلووے

وَمَا مِنْهَا شُهُوْرٌ اَوْ دُهُوْرٌ
تَمُرُّ وَتَنْقَضِیْ اِلَّا اَتَالِیْ!

ہر مہینہ اور ہر زمانہ جو دُنیا میں گزرنے کے لئے آتا ہے، وہ واقع ہونے سے پہلے میرے پاس آتا ہے۔

ماہ زمانہ دُنیا دے وچ ہرگز کوئی ناہیں
جاں او جاوے رُخصت لہٰذا میرے پاسوں تاہیں

وَتُخْبِرُنِیْ بِمَا يَاْتِیْ وَيَجْرِیْ
وَتُعْلِمُنِیْ فَاَقْصِرْ عَنْ جِدَالِیْ

اور جو کچھ واقع اور جاری ہوتا ہے، اس کی خبر اور اطلاع مجھے دیتے ہیں یہ علم خاصہ غیبی مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوا ہے۔ اے نادان!

ظاہر بین! تو اِس معاملے میں میرے ساتھ جھگڑا کرنے سے باز آجا۔

مُرِیدِی ہِمْ وَطِبْ وَاشْطَحْ وَغَنِّ
وَافْعَلْ مَاتَشَآءُ فَالْاِسْمُ عَالِ

اے میرے مُرید! بلند ہمت ہو اور خوش، بے باک اور مُستغنی رہ، اور جو تیرا جی چاہے کر۔ میرا نام بہت بڑا ہے۔

خُوش توُں ہو مُرید امیریا سدا ہو بے پرواہی　　جو چاہے سو کر ہمیشہ میں تیرا ہمراہی

مُرِیْدِی لَاتَخَفْ اَللّٰہُ رَبِّیْ
عَطَانِیْ رِفْعَۃً نِلْتُ الْمَنَالِ

اے میرے مُرید! خوف نہ کر، اللہ تعالیٰ میرا مُربّی ہے اس نے مجھے بلند رُتبہ دیا ہے اور میں نے سب کچھ حاصل کر لیا ہے۔

خوف نہ کر تو کجھ مُریدا اللہ ربّ رحیمے
دِتا اُس نے عالی رُتبہ نال متاع عظیمے

طُبُوْلِیْ فِی السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ دُقَّتْ
وَشَاؤُسُ السَّعَادَۃِ قَدْ بَدَالِیْ

میری شہرت کے نقارے آسمانوں اور زمین کے اندر بج چکے ہیں اور سعادت کے نقیب میرے آگے پوشا پوش کرتے جا رہے ہیں۔

وِچ زمین آسماناں وجدے شہرت دے نقارے
نیک بختی دے چوکیدار ہُن ٹوردے نال ہمارے

بِلَادُ اللّٰہِ مُلْکِیْ تَحْتَ حُکْمِیْ
وَوَقْتِیْ قَبْلَ قَلْبِیْ قَدْصَفَالِیْ

اللہ تعالیٰ کے تمام شہر میری مملکت اور میرے حکم کے تابع ہیں اور میرا وقت اور حال پہلے سے بھی پہلے صاف کر دیا گیا ہے۔

شہر خدا دے ملک میرا ہے ہر جا حکم اساڈا وقت ازل تھیں پہلے ہویا صافی حال آمادہ

نَظَرْتُ اِلٰی بِلَادِ اللّٰہِ جَمْعًا
کَخَرْدَلَۃٍ عَلٰی حُکْمِ اتِّصَالٖ

مَیں نے اللہ تعالیٰ کے تمام ممالک کی طرف جب دیکھا تو وہ سب ملے جُلے مجھے ایک رائی کے دانے کے برابر معلوم ہوئے۔

نظر کیتی میں طرف اُنہاندے جو ہیں شہر تمامی
دانے رائی ہوندے ہے، وانگوں وچ ساڈے نظر تمامی

وَکُلُّ وَلِیٍّ لَّہٗ قَدَمٌ وَّ اِنِّیْ
عَلٰی قَدَمِ النَّبِیِّ بَدْرِ الْکَمَالٖ

ہر ولی کا قدم کسی نبی کے قدم پر ہوا کرتا ہے۔ پر میرا قدم جدِّ پاک حضرت محمّد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم پر ہے۔

ہر ولی دا قدم علیحدہ میں ہاں قدم نبی تے ہے وہ بدر کمال مُعلّی منصب اس عالی تے

مُرِیْدِیْ لَا تَخَفْ وَاشٍ فَاِنِّیْ
عَزُوْمٌ قَاتِلٌ عِنْدَ الْقِتَالٖ

اے میرے مُرید! تو کسی بدخواہ دشمن سے خوف نہ کر کیونکہ میں لڑائی کے وقت بہت باہمّت اولوالعزم قاتِل ہوں۔

اے مُریدا خوف نہ کر ہرگز بدخواہ دشمن تھیں میں ہاں قاتل قادر قوّی تے ڈر نہ کسے بدظن تھیں

اَنَا الْجِیْلِیُّ مُحْیِ الدِّیْنِ اِسْمِیْ
وَاَعْلَامِیْ عَلٰی رَاْسِ الْجِبَالِ

مَیں جیلاں کا رہنے والا ہُوں اور محیّ الدّین میرا لقب ہے اور میری رفعت کے جھنڈے پہاڑوں کی چوٹیوں پر لہرا رہے ہیں۔

محیّ الدّین ہے نام میرا تے وچ جیلاں ٹھکانا
جھنڈے میرے ہن لہراندے اوپر فرق پہاڑاں.

اَنَا الْحَسَنِیُّ وَالْمَخْدَعُ مَقَامِیْ
وَاَقْدَامِیْ عَلٰی عُنُقِ الرِّجَالِ

مَیں حضرت امام حسن کی اولاد سے ہُوں اور میرا باطنی مقام مخدع ہے اور میرا قدم تمام اولیاءَ اللہ اولین و آخرین کی گردنوں پر ہے۔

مَیں ہاں اِمام حسن دے آلوں مخدع میری جا ہے
قدم میرا سر ہر ولی دے خواہ ادنیٰ خواہ اعلیٰ ہے

وَعَبْدُ الْقَادِرِ الْمَشْهُوْرُ اِسْمِیْ
وَجَدِّیْ صَاحِبُ الْعَیْنِ الْکَمَالِ

اور عبدُ القادر جیلانی میرا مشہُور نام ہے اور میرے جدِّ پاک صاحب عینُ الکمال ہیں۔

نام مشہُور ہے عبدُ القادر ہر کوئی اِس نوں جانے
دادا پاک نبی ﷺ ہے دُنیا وِچ یگانے

۷۸۶
ح.م

حضورؓ کے گیارہ اسماء جو حلِ مشکلات کے لیے پڑھے جاتے ہیں

یَا سَیّد محی الدّین حضرت شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی امر اللہ
یَا شیخ محی الدّین حضرت شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی فضل اللہ
یَا ولی محی الدّین حضرت شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی امان اللہ
یَا مسکین محی الدّین حضرت شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی نور اللہ
یَا غوث محی الدّین حضرت شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی قطب اللہ
یَا سُلطان محی الدّین حضرت شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی سیف اللہ
یَا خواجہ محی الدّین حضرت شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی فرمان اللہ
یَا مخدوم محی الدّین حضرت شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی بُرھان اللہ
یَا درویش محی الدّین حضرت شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی آیۃ اللہ
یَا بادشاہ محی الدّین حضرت شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی غوث اللہ
یَا فقیر محی الدّین حضرت شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی شاھد اللہ

عامل لوگ اِن اسماء کو کیمیا اکسیر سے زیادہ عزیز سمجھتے ھیں
اور کسی نا اھل کو ھرگز نہیں بتاتے ھم نے فی سبیل اللہ
ناظرین مساکین کے لیئے اس دولت کو عام کردیا ھے

بعض بزرگوں نے آخر میں اپنی حاجت براری کے لیئے اس عربی رُباعی کو پڑھنا بھی بہت موثر اور کارگر بتایا ہے وہ رُباعی یہ ہے

اَیُدْرِکُنِیْ ضَیْمٌ وَّ اَنْتَ ذَخِیْرِیْ اُظْلَمُ فِی الدُّنْیَا وَ اَنْتَ نَصِیْرِیْ

فَعَارٌ عَلٰی حَامِی الْحِمٰی وَھُوَ قَادِرٌ اَنْ یُّلْقٰی فِی الْبَیْدَآءِ عِقَالُ بَعِیْرِیْ

قصیدہ نوری

اس فقیر نے قصیدہ غوثیہ کے جواب میں ایک نعتیہ فارسی قصیدہ لکھا ہے یہ فارسی قصیدہ بہت اچھے حال کے زیر اثر اور نہایت قبولیت کے وقت میں اس فقیر کی زبان پر جاری ہوا ہے۔ جو شخص اسے قصیدہ غوثیہ کے بعد میں اور برکت کے لیئے ایک مرتبہ پڑھے گا۔ انشاءاللہ اسے اپنی مُراد کے لیئے تیر بہدف اور کارگر پائے گا وہ فارسی قصیدہ ذیل میں ہدیۂ ناظرین ہے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

بجائی شاہ محی الدین رضی اللہ عنہ بجائی چرا در مردمِ چشمم نیائی

توکہاں ہے اے شاہ محی الدین رضی اللہ عنہ توکہاں ہے اور تو مجھے اپنا جلوہ کیوں نہیں دکھاتا اور اپنا دیدار کیوں نہیں کراتا اور میری آنکھوں کی پتلیوں میں کیوں نہیں سماتا

**تو مخمورِ شرابِ کبریائی		تو منظورِ جنابِ مصطفائی ﷺ**

تو اللہ تعالیٰ کی وحدت کی شراب سے مخمور اور مستغرق ہے اور تو جناب مصطفےٰ کا منظورِ نظر اور محبوب ہے۔

**ازاں روزِ ازل مستِ الستی		خمر خوارِ خمِ خیر الوارئی**

تو روزِ ازل سے ہی مست الست ہے اور تجھے خیر الوریٰ کے شرابِ وحدت کے مٹکے سے محبت کی مطہر اور پاک شراب پینے کی سعادت حاصل ہے

**خمیرِ چار عنصرِ چار یاری		عجب عطرِ گلِ خیر النسائی**

چہار یار کے چار پاک عناصر سے تیرا خمیر اور فطرت بنی ہے اور فاطمۃ الزہرا خیرُ النساءؓ کے پھول کا تو عجیب عطر ہے

**حسن رضی اللہ عنہ را قرۃُ العینی حسینا		دلِ آرام حسینِ کربلائی**

اے حسن وجمال کے پیکر تو امام حسن رضی اللہ عنہ کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اور تو کربلا میں شہادت پانے والے امام حسین رضی اللہ عنہ کے دل کا آرام اور سکون ہے

**مدینہ علم را تسخیر کردی		کلیدِ قفلِ بابِ مرتضائی ﷺ**

تو نے علم نبوی کے مدینے کو تسخیر کرلیا ہے اور تو علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے باب العلم کے قفل کی کلید اور کنجی ہے

چوں عثمانؓ باحیا عادل چوں عمرؓ چوں صدیقیؓ تو درصدق وصفائی

توحضرت عثمانؓ کی مثل باحیا ہے اور حضرت عمرؓ کی طرح عادل ہے اور توحضرت ابوبکر صدّیقؓ کی طرح صدق اور صفائی میں صدیق ہے

زبہرِ قتلِ نفس و دیوِ ملعون امیر حمزہؓ شیرِ خدائی

تونفس پلید اور شیطانِ ملعون کو قتل کرنے میں حضرت امیر حمزہؓ کی طرح شیرِ خدا ہے۔

بہ مازاغِ توزاغاں راچہ قدرت ترا زیبد خطابِ ماطغائی

تیرے مازاغ کے مقام تک کوؤں کو رسائی حاصل نہیں اور صرف تجھے ہی ماطغائی کا خطاب زیب دیتا ہے۔ یہ آیت مازاغ البصر و ماطغیٰ (سورۃ النجم: آیت ۱۷) کی طرف اشارہ ہے۔

چہ عبدالقادری امرِ قدیری بہ ملکِ لحدیت فرمانروائی

توعبدالقادر ہو کر اللہ کی قدرت کا امر اور حکم ہے اور تو اللہ کے ملک اور کائنات کا فرماں روا ہے

توانی کرد زہ قوسِ قضارا ولیکن دلبرا با اہلِ رضائی

توقضاءِ الٰہی کی کمان کو کھینچ کر چلا سکتا ہے لیکن اے محبوب تو اللہ کی رضا پر راضی ہے

اغثنی احضروا یا غوث للہ بحقِ خالقِ ارض وسمائی

اے غوثِ پاکؓ اللہ کی خاطر جب میں تجھے پکاروں تو میری مدد کے لیئے پہنچ جایا کر اور زمین و آسمان کے خالق کی خاطر مدد فرما

اغثنی مے کنم حاضر بیائی عجب چابک پری رو دلربائی

جب میں تجھے پکارتا ہوں تو تو میری مدد کو پہنچ جایا کرتا ہے تو واقعی بہت تیز پرواز، پری کے جیسے چہرے والا دل ربا ہے

مریداں را مرادے مے برآری بہ طالب ہر مطالب مے نمائی

تو اپنے مریدوں کی مرادیں پوری کر دیتا ہے اور اپنے طالبوں کے تمام مطالبات مکمل کر دیتا ہے

مریدم لا یریدم ذرہ وارم خورم سازی بہ نظر کیمیائی

میں آپ کا ایک ذرے کی مثل ایک ایسا مرید ہوں جس کا اپنا کوئی ارادہ نہیں ہے تو اپنی نظر کیمیا اثر سے مجھے خورشید بنا دیتا ہے

مریدی لاتخف بر دل نوشتم نمے ترسم ز شیطانِ دغائی

میں نے آپ کا فرمان مریدی لاتخف (اے مرید خوف اور غم نہ کر) اپنے دل پر لکھ لیا ہے اور اب میں دھوکہ دینے والے شیطان سے بالکل نہیں ڈرتا

مریدی ھم وطب را یاد دارم یقیں دانم کہ تو اہل وفائی

اور میں مریدی ہم وطب (ہمت بلند رکھ اور خوش ہو) والے تیرے فرمان کو یاد رکھتا ہوں اور مجھے مکمل یقین ہے کہ تو اہلِ وفا میں سے ہے

گدایاں را دہی شاہی بیکدم   کہ تو اوجِ سعادت راھمائی

تو بھکاریوں اور اپنے گداگروں کو پل بھر میں بادشاہ بنادیتا ہے کیوں کہ تو واقعی سعادت کی بلندیوں کا ھُما (پرندہ) ہے

گدایانِ تو شاہانِ جہانند   سزد ما را بدرگاہت گدائی

تیرے در کے گداگر جہان کے شہنشاہ ہیں اور ہمیں تیرے در کی گدائی زیب دیتی ہے۔

خوشا نازیکہ پائے نازنین را   نہادہ برسرِ ہر اولیائی

تو خوبصورت ناز کرنے والا ہے اور تو نے اپنے نازنین اور محبوبانہ قدم تمام اولیا کی گردن پر رکھے ہوئے ہیں

عجب نبود کہ روزے نازنینا   خراماں برسرِ ما ہم بیائی

یہ کوئی عجیب بات نہ ہوگی۔ اے محبوب کہ ایک دن تو ہمارے سروں پر بھی قدم رکھ دے گا

خوشا اے بلبلِ بستانِ باھو رحمتہ اللہ علیہ   کہ مدحِ شاہِ جیلانی سرائی

اے سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ کے گلشن کے عندلیب! تو خوش قسمت کہ شاہِ جیلانی کی مدح سرائی کر رہا ہے

عجب خوش قسمتی نورِ محمد رحمتہ اللہ علیہ   کہ دامن گیر محبوبِ خدائی

اے نور محمد رحمتہ اللہ علیہ! تو بہت خوش قسمت ہے کہ تو نے محبوبِ خدا کا دامن تھام رکھا ہے

حضرت پیر محبوب سُبحانی قدس اللہ سرہ العزیز کا ایک اور قصیدہ بَازِ اَشْہَبْ ہے، جو عوام میں تو اِتنا مشہُور نہیں ہے لیکن خواص میں اس قصیدے کا بڑا چرچا ہے اور بہت موٴثر اور مقبول ہے۔ اس کے پڑھنے سے بیشمار فوائد ظاہری اور باطنی حاصل ہوتے ہیں ہم اسکو ذیل میں معہ ترجمہ درج کرتے ہیں۔ اسے بھی ضرور بطورِ وِرد ایک دفعہ روزانہ پڑھنا چاہیئے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

مَا فِی الصَّبَابَۃِ مُنْھَلٌ مُسْتَعْذَبٌ
اِلَّا وَلِیْ فِیْہِ الْاَلَذُّ الْاَطْیَبُ

وادیٔ عِشق میں کوئی ایسی میٹھی نہر نہیں ہے جس میں میرے لئے سب سے زیادہ لذیذ اور شیریں حصّہ نہ ہو۔

اَوْ فِی الْوِصَالِ مَکَانَۃٌ مَخْصُوْصَۃٌ
اِلَّا وَمَنْزِلَتِیْ اَعَزُّ وَاَقْرَبُ

اور نہ مقامِ وَصل میں کوئی ایسا خاص مکان ہے جس میں میری جگہ سب سے زیادہ مُعزّز اور مُقرّب نہ ہو۔

وَھَبَتْ لِیَ الْاَیَّامُ رَوْنَقَ صَفْوِھَا
فَحَلَتْ مَنَاھِلُھَا وَطَابَ الْمَشْرَبُ

مجھے زمانے نے اپنی صفائی رَونق کا موقع بخش دیا ہے جس سے اس کے چشمے شیریں ہوگئے اور اس کا مشرب نہایت عمدہ بن گیا۔

وَغَدَوْتُ مَخْطُوْبًا لِکُلِّ کَرِیْمَۃٍ
لَا یَھْتَدِیْ فِیْھَا اللَّبِیْبُ فَیَخْطُبُ

اور ہر پاک باز، با مروّت دُلہن نے مجھے پیغامِ نکاح دیا، جِس طرف بڑے

بڑے دانشمندوں کو کبھی دعوتِ پیغام نہیں مل سکا۔

اَصْبَحْتُ لَا اَمَلًا وَّلَا اُمْنِیَّۃً
اَرْجُوْا وَلَا مَوْعُوْدَۃً اَتَرَقَّبُ

صبح کی میں نے بغیر کسی اُمید اور آرزو کے اُوپر اُمید اور وعدے تیرے نگہبانی کے۔

اَنَا مِنْ رِّجَالٍ لَّا یَخَافُ جَلِیْسُھُمْ
رَیْبَ الزَّمَانِ وَلَا یَرٰی مَا یَرْھَبُ

مَیں اِن لوگوں میں سے ہُوں کہ جن کے ہم نشینوں کو کوئی خوف نہیں ہے نہ انقلابِ زمانہ کا اور نہ خطرناک واقعات پیش آنے کا۔

قَوْمٌ لَّھُمْ فِیْ کُلِّ مَجْدٍ رُتْبَۃٌ
عُلْوِیَّۃٌ وَّبِکُلِّ جَیْشٍ مَّرْکَبٌ

میری ہم نشین وہ قوم ہے کہ جیسے ہر نوع بزرگی میں بڑا بلند مرتبہ حاصل ہے اور ہر فوج میں اس کے لئے سواری تیار ہے۔

اَنَا بُلْبُلُ الْاَفْرَاحِ اَمْلَاءُ رَوْضِھَا
طَرَبًا وَّفِی الْعُلْیَاءِ بَازٌ اَشْھَبُ

مَیں خُوشی اور فرحت کا ایسا بُلبُلِ ہزار داستان ہُوں کہ تمام باطنی باغ میرے خوشی کے گیتوں سے گونج رہے ہیں اور عالمِ بالا میں تمام طائرانِ عالمِ قدس کے درمیان مثلِ بازِ اشہب یعنی سفید باز کی مانند غالب اور بلند پرواز ہُوں۔

اَضْحَتْ جُیُوْشُ الْحُبِّ تَحْتَ مَشِیَّتِیْ
طَوْعًا وَّمَھْمَا رُمْتُہٗ لَا یَعْزُبُ

محبّت کے تمام لشکر میرے ارادے اور مشیت کے ماتحت کر دیئے گئے ہیں جہاں کہیں میں انہیں ڈالوں، ہل نہیں سکتے۔

مَا زِلْتُ اَرْتَعُ فِیْ مَیَادِیْنِ الرِّضَا
حَتّٰی وُھِبْتَ مَکَانَہٗ لَا تُوْھَبُ

میں ہمیشہ تسلیم و رضا کے میدانوں میں پھرتا رہا ہوں، یہاں تک کہ مجھے وہ مکان عطا کیا گیا جو کسی کو عطا نہیں کیا گیا۔

اَضْحَی الزَّمَانُ کَحُلَّۃٍ مَّرْقُوْمَۃٍ
تَزْھُوْ وَ نَحْنُ لَہٗ طِرَازُ الْمُذْھَبُ

زمانے کی مثال ایک خلعت اور لباسِ مُرصّع کی طرح ہے۔ اور ہم گویا اُس کے طلائی نقش و نگار ہیں۔

اَفَلَتْ شُمُوْسُ الْاَوَّلِیْنَ وَشَمْسُنَا
اَبَدًا عَلٰی فَلَکِ الْعُلٰی لَا تَغْرُبُ

ہم سے پہلے جُملہ اولیاءَ اللہ کے آفتاب ڈوب گئے ہیں، لیکن ہماری ولایت کا آفتاب ابدالآباد تک نصفُ النّہار بُلندی پر قیامت تک تاباں اور درخشاں رہے گا۔

حضرت فقیر نور محمد سروری قادری رحمۃ اللہ علیہ کی دیگر نادر اور معرکۃ الآراء تصانیف

اگر آپ کو اس زمانہ قحط الرّجال میں مذہبی اور روحانی دنیا کے سچے چشم دید حالات اور حقیقی آزمودہ مکاشفات آئینہ نص و حدیث و آیات میں دیکھنے منظور ہیں اگر اپنی پیاری جان اور عزیز اہل وعیال کو ظلمت کدۂ کفر والحاد اور ابدی عذاب سے بچانے کا خیال ہے۔ اگر اسی دنیا میں یقین کے ہر سہ مراتب یعنی علم الیقین، عین الیقین اور حق الیقین کے حاصل کرنے کا ارادہ ہے یعنی اپنی زندگی ہی میں اپنے مذہبی اور روحانی معاملے کو شنید سے دید، دید سے رسید اور رسید سے یافت تک پہنچانے کی خواہش ہے اور آنے والی ابدی سرمدی دنیا میں زندۂ جاوید رہنے اور وہاں کی لطیف غیبی نعمتوں سے لطف اندوز ہونے کا اشتیاق ہے اور اگر اللہ تعالیٰ کی پاک ذات کے ساتھ ابدی تعلق پیدا کرنے کی آرزو ہے تو مذہب اور روحانیت کی سچی و بے مثل اور نایاب ولا جواب کتابوں کا مطالعہ کریں۔ یہ کتابیں شریعت اور طریقت میں اس زمانے کی بہترین اور مفید ترین تصانیف ہیں۔ مذہب اور روحانیت میں اس قسم کی دلچسپ اور معقول کتابیں نہ پہلے کسی نے لکھی ہے اور نہ آئندہ امید کی جاسکتی ہے ان کتابوں کی اصلی خوبیاں صرف دیکھنے سے ہی معلوم ہوسکتی ہیں۔ مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید اور شنیدہ کے بود مانند دیدہ۔ ان کتابوں کی چند ممتاز اور مخصوص خوبیاں ایسی ہیں جو آپ کو کسی دیگر کتب میں ہرگز نہیں ملیں گی۔

اوّل یہ کہ ان میں جملہ مذہبی حقائق اور روحانی دقائق کو دیگر کتب کی طرح قدیم عسر الفہم اور نا قابل درک و پیچیدہ فلسفیانہ رنگ میں پیش نہیں کیا گیا اور نہ ہی پرانے فرسودہ اور دقیانوسی روایات سے کام لیا گیا بلکہ قرآن اور حدیث کو سائنس اور علم حدیث کی روشنی میں نہایت معقول اور مدلّل طور پر پیش کیا گیا ہے۔

دوم یہ کہ مصنف نے ان کتب میں جملہ مذہبی مسائل اور روحانی حقائق کو ہر دو نقلی اور عقلی دلائل اور براہین سے ثابت کرنے کے علاوہ ان پر اپنے سچے روحانی حالات اور باطنی مکاشفات سے پوری طرح روشنی ڈال کر معاملے کو ظن اور قیاس سے گزار کر درجۂ یقین تک پہنچا دیا ہے چنانچہ تمام عالم غیب یعنی جن ملائکہ اور ارواح کے وجود اور واقعات بعد الممات کے ثبوت میں ایسے دیدہ تجربات اور عینی مشاہدات پیش کئے ہیں کہ جن کے مطالعہ سے وہ جملہ شکوک اور شبہات جو اس زمانے کے ملحدوں نیچریوں، مادہ پرستوں اور باطل فرقہ والوں نے مذہب اور روحانیت کی نسبت پیدا کئے ہیں۔ یکدم دل سے اور دماغ سے کافور ہو جاتے ہیں اللہ تعالیٰ برحق شاہدِ حال ہے کہ یہ کتابیں اس زمانے کے الحاد زدہ مسموم قلوب اور کفر آلودہ ماؤف دماغوں کے لئے تریاقِ اکبر اور اکسیر اعظم کا حکم رکھتی ہیں۔

سوم یہ کہ مصنف نے ان کتابوں میں اپنے خداداد باطنی علم اور روحانی فراست سے قرآنی آیات اور سورتوں کی نہایت نرالی اور اچھوتے معنی المعنی اور تفسیر التفاسیر پیش کر کے ایسا قابلِ فخر کام کیا ہے جس سے قرآن کریم کی

صداقت اور حقانیت کو چار چاند لگا دیئے ہیں اور اب انشاء اللہ کسی ملحد اور بے دین کو یہ کہنے کی ہرگز جرأت نہ ہو سکے گی کہ قرآن کریم معاذ اللہ ایک بے ربط کلام یا دور از عقل اور بعید از قیاس خوارق عادات مجموعہ یا پرانی بے لذت اور بے کیف قصوں اور کہانیوں کا طومار ہے۔ غرض اگر سچ پوچھو تو یہ کتب جملہ مذہبی معلومات اور روحانی کمالات کے حصول کا ایک مکمل دستور العمل اور جامع انسائیکلوپیڈیا ہیں۔ مختصر یہ ہے کہ اے برادر ناظر! اگر تیرا بخت یاور ہماری بات پر باور ہے اور اگر تو نے ان کتب کو حاصل کر کے ان پر عمل کیا تو یقین جان کہ تو نے اپنا دامن گوہر مراد سے بھر لیا اور اگر تو اب بھی ان کتابوں کے مطالعہ سے محروم رہا تو تیری عقل اور قسمت پر افسوس ہے۔ آخر میں حق سبحانہٗ تعالیٰ کی بارگاہ میں استدعا ہے کہ ان کتب کو جملہ کشتگانِ بادیۂ ضلالت کے لئے مشعل راہ، تمام بے بصران کور باطن اور محرومانِ دیدۂ یقین کے لئے نورِ نگاہ اور سالکانِ راہِ طریقت کے لئے خضر راہ بنائے۔ آمین

وَ مَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

حضرت قبلہ فقیر نور محمد صاحب سروری قادری ﷺ کی مشہورِ زمانہ تصانیف

- عرفان اردو (حصہ اول، حصہ دوم)
- عرفان انگلش (حصہ اول، حصہ دوم)
- مخزن الاسرار و سلطان الاوراد
- حق نما
- نور الہدیٰ (فارسی)
- انوار سلطانی (ابیات باھو رحمۃ اللہ علیہ)
- حیات سروری (حضرت فقیر عبد الحمید سروری قادری)
- الہامات (حضرت فقیر عبد الحمید سروری قادری)
- عقلِ بیدار (حضرت فقیر عبد الحمید سروری قادری)
- زندہ کرامات (مؤلف: شوکت علی قریشی ایڈووکیٹ اوکاڑہ)
- آداب سروری (ملک شیر افگن)
- فیضان سروری (خلیفہ محمد صدیق کھیانی) (زیر طباعت)